رسائلِ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

القول الجمیل فی بیان سواء السبیل

خانقاہی نظام اس کے آداب واشغال اور بیماریوں کے روحانی علاج پر مستند تحریر

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

قربِ الٰہی اور تزکیۂ نفس کے اصولوں اور سلاسل اولیاء پر مستند اور منفرد تحریر

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

عالم کشف ومشاہدہ اور رویاء میں آنحضور ﷺ سے روایتِ حدیث اور اکتسابِ فیض کے موضوع پر منفرد تحریر

تصانیف عالیہ
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتحقیق
سید محمد فاروق القادری

رسائل شاہ ولی اللہ

القول الجمیل فی بیان سواء السبیل

خانقاہی نظام اس کے آداب واشغال اور بیماریوں کے روحانی علاج پر مستند تحریر

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

قرب الٰہی اور تزکیہ نفس کے اصولوں اور سلاسل اولیاء پر مستند اور منفرد تحریر

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

عالم کشف ومشاہدہ اور رویاء میں آنحضور ﷺ سے روایت حدیث اور اکتساب فیض کے موضوع پر منفرد تحریر

تصانیف عالیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق

سید محمد فاروق القادری

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ [illegible]

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

نام کتاب ——— رسائلِ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

تصنیفِ لطیف ——— حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق ——— سیّد محمد فاروق القادری

تعداد ——— 600

صفحات ——— 208

قیمت ——— 160

ملنے کے پتے

- صراط مستقیم پبلی کیشنز ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرمانوالہ بک شاپ
- مکتبہ بہارِ شریعت قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- شبیر برادرز ○ نعیمیہ بک سٹال ○ نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ○
- شمس وقمر ہال ٹرسٹ لاہور ○ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ ○ مکتبہ قادریہ بیلا چوک گوجرانوالہ
- مکتبہ الفرقان ○ مکتبہ غوثیہ ○ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
- مہریہ کاظمیہ نیو ملتان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- مکتبہ اہلسنت خانیوال ○ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
- مکتبہ ضیائیہ ○ مکتبہ غوثیہ عطاریہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک ○ امام احمد رضا [illegible] راولپنڈی
- مکتبہ نصیریہ شرقپور شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

ہندوستان میں جن اہم شخصیات کے علمی، دینی اور تجدیدی کارناموں کو عالم اسلام میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ان میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، محقق علی الاطلاق حضرت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ عنہم بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے دینی اقدار اور اپنے اسلاف کے مسلک و مشرب کی نہ صرف پیروی کی بلکہ اپنی تحریرات و تقریرات اور مکتوبات و ملفوظات کے ذریعہ ان کے دینی افکار و نظریات کو تاحیات عام و تام کرتے رہے۔ جزوی و فروعی اختلافات کے علاوہ مذکورہ تمام علماء و مشائخ بنیادی عقائد و نظریات میں متحد الخیال تھے۔ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خمیر سے تیار مسلک حق اہل سنت و جماعت کی سب نے پیروی کی اور اس کی تبلیغ و ترویج کو اپنا مقصد حیات بنائے رکھا۔ جس کی بنیاد پر عوام و خواص میں ان کی پذیرائی کا جذبہ آج بھی پورے شباب پر ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ان کی اسی انداز میں پذیرائی ہوتی رہے گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے علاوہ باقی تین شخصیات کے عقائد و نظریات سے کسی کو اتفاق ہو یا نہ ہو مگر کسی نے ان حضرات کی تصانیف اور ان کے عقائد و نظریات کو مشکوک بنانے کی مذموم کوشش نہیں کی، لیکن ہندوستان میں جب تحریک وہابیت کی ولادت ہوئی تو اس کی کمان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہی کے خاندان کے ایک فرد شاہ اسماعیل دہلوی نے سنبھالی۔ انہوں نے اساطین اسلام کے مسلک و مشرب سے ہٹ کر اپنی جداگانہ ڈگر متعین کی بلکہ اسلام کی متوارث روایات کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور نہ صرف علم بغاوت بلند کیا بلکہ انگریزوں کی پشت پناہی سے حوصلہ پاکر ''تقویت الایمان'' جیسی اختلافی اور مذموم کتاب بھی لکھ ڈالی۔ اس کتاب کی اشاعت سے ملت اسلامیہ کی وحدت کا جس طرح شیرازہ منتشر ہوا، اہل علم و بصیرت اس سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ اسی پر آشوب اور افرا تفری کے ماحول میں شاہ اسمٰعیل دہلوی کے بہی خواہوں نے شاہ اسمٰعیل دہلوی کے آباء و اجداد بطور خاص شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تالیفات و تصنیفات میں ترمیم و اضافہ کر کے اپنا ہم خیال و ہم عقیدہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ناپاک کوشش کی اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

وہابیت نوازوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصانیف میں نہ صرف تحریف کی بلکہ ان کی تصانیف کے اصل مخطوطات کو بھی لائبریریوں اور ذاتی کتب خانوں سے غائب کر دیا تا کہ حق کے متلاشیوں کی سچائی تک رسائی مشکل ہو جائے۔ ان تمام تر سازشوں کے باوجود وہ اپنے مقاصد میں کلی طور پر کامیاب نہ ہو سکے، کیونکہ اس وقت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے جو کتب و رسائل مارکیٹ میں دستیاب ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ جس طرح مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی نے بدعات و منکرات کے خلاف تسلسل کے ساتھ جہاد جاری رکھا اور عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دلوں کے آفاق کو روشن و منور کرتے رہے ٹھیک اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اپنی حیات کو تحفظ ناموسِ رسالت، ترویج محبت اولیاء اور تقلید اسلاف کے لیے وقف کر دیا تھا۔ جس کے ثبوت میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے زیر نظر تین رسائل فخریہ انداز میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ ان رسائل کے مطالعہ سے یہ بات آپ پر خوب اچھی طرح منکشف ہو جائے گی کہ اہلسنت و جماعت جس کی تعبیر عصر حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت سے کی جاتی ہے نظریاتی طور پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی اسی کے پر جوش داعی و نمائندہ تھے ان کی تصانیف کے حرف حرف سے اہل سنت و جماعت کا خوبصورت چہرہ جھانکتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر کسی کو کوئی شبہ ہو تو ان کے کتب و رسائل کا بغور مطالعہ کرے۔

''کتب خانہ امجدیہ'' جس کے بنیادی مقاصد میں علمائے حق کی ان تحریروں کی نشر و اشاعت کو اوّلیت حاصل ہے جس سے عوام میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے زیر نظر تین رسائل کی نشر و اشاعت بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اپنے مقاصد میں ہم کہاں تک کامیاب ہیں اس کا صحیح فیصلہ باذوق قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں آپ کے مفید مشوروں کا شدت سے انتظار رہے گا تا کہ ہم آپ کے مفید مشوروں کی روشنی میں اپنے والد ماجد فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ کے مشن کو بخوبی آگے بڑھا سکیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولی اللہی سلسلۂ تصوف

جو تمام سلاسل پر محیط ہے

ظاہری طور پر اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو بیعت، صحبت، خرقہ، اجازت اور تلقین اشغال میں روئے زمین پر موجود تمام سلاسل طریقت یا ان میں سے اکثر کے ساتھ ارتباط اور نسبت حاصل ہے۔

رسالہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء میں ان سلاسل سے مشہور سلسلوں کی سند قلم بند کی ہے۔ اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے۔ سلسلۂ قادریہ عرب اور ہندوستان کا مشہور ترین سلسلہ ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ ہندوستان اور ماوراء النہر میں زیادہ ہے۔ حرمین میں بھی پھیل گیا ہے۔ سلسلۂ چشتیہ ہندوستان میں بہت مشہور ہے، اسی طرح سلسلۂ سہروردیہ خراسان، کشمیر اور سندھ میں، سلسلۂ کبرویہ توران و کشمیر، سلسلۂ شطاریہ ہندوستان اور سلسلۂ شاذلیہ، مغرب، مصر اور اس کے نواحی علاقہ جات مدینہ منورہ بالخصوص مغرب میں زیادہ رائج ہیں سلسلہ عیدروسیہ زیادہ تر حضر موت میں چلا ہے۔

میری باطنی تربیت اور آراستگی کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک فیض سے آراستہ، متصل اور یقین کی حد تک صحیح اور درست سلسلہ ہے اور اس سلسلے کے ہر بزرگ نے اپنے شیخ کی صحبت حاصل کی اور اس کے آداب وفیوض سے بہرہ ور ہوئے۔

اسی طرح میرے والد گرامی نے باطنی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آداب طریقت سیکھے اور وہ اس طرح کہ انہوں نے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے بیعت ہوئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذکر نفی واثبات کی تلقین فرمائی۔ میرے والد گرامی نے حضرت ذکریا علیہ السلام سے بھی طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے والد گرامی کو اسم ذات کی تعلیم دی میرے والد گرامی نے ائمہ طریقت کی ارواح سے بھی فیض

حاصل کیا، حضرت شیخ ابو محمد عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ بہاء الدین محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے خواب میں دیکھا، ان سے اجازتیں حاصل کیں اور ان کے دل پر ان بزرگوں کی اپنی اپنی نسبتوں کا جو فیضان ہوا انہوں نے اسے اچھی طرح معلوم کیا اور جانا، والد گرامی یہ واقعہ ہمیں سنایا کرتے تھے۔

والد گرامی نے آخر عمر میں تلقین، بیعت، صحبت اور توجہ کی اجازت عطا فرمائی اور فرمایا ید کیدی یعنی اس (شاہ ولی اللہ) کا ہاتھ میرے ہاتھ جیسا ہے اس پر اللہ کا شکر ہے۔

(رسائل شاہ ولی اللہ جلد اول)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ترتیب





نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

خودنوشت سوانح حیات شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تلخیص : الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف

تصنیف : حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ فقیر (شاہ ولی اللہ) بتاریخ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ چہار شنبہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت پیدا ہوا تاریخی نام عظیم الدین نکالا گیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بشارت کی بنا پر قطب الدین نام بھی رکھا گیا۔ ولادت سے پہلے خود والدین ماجدین اور چند اور صلحاء نے میرے بارے میں بہت سے بشارتی خواب دیکھے جن کو بعض دوستوں نے مستقل رسالہ "القول الجلی" میں بھی جمع کر دیا ہے۔ عمر کے پانچویں سال مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ ساتویں سال والد ماجد نے نماز روزہ شروع کرایا اور اسی سال "رسم سنت" عمل میں آئی۔ اور جیسا کہ یاد رہ گیا اسی ساتویں سال میں قرآن پاک ختم ہوا اور فارسی کی تعلیم شروع ہوئی، یہاں تک کہ دسویں سال شرح ملا جامی پڑھ لی اور مطالعہ کتب کی استعداد پیدا ہو گئی۔ چودھویں برس میں شادی کی صورت پیدا ہو گئی اور والد ماجد نے اس معاملہ میں انتہائی عجلت سے کام لیا اور جب سسرال والوں نے والد ماجد کے تقاضوں کے جواب میں سامان شادی تیار نہ ہونے کا عذر کیا تو آپ نے ان کو لکھ بھیجا کہ میری یہ جلد بازی بے وجہ نہیں ہے بلکہ اس میں کوئی راز ہے لہٰذا یہ مبارک کام بلا تاخیر ہی ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ والد بزرگوار کے اصرار سے اسی سال یعنی عمر کے چودھویں ہی برس میں شادی ہو گئی اور وہ راز بعد میں اس طرح ظاہر ہوا کہ نکاح سے تھوڑے ہی دن بعد میری خوش دامن کا انتقال ہو گیا اس سے چند ہی روز بعد میری اہلیہ کے نانا نے وفات پائی، پھر چند ہی دنوں میں عم بزرگوار شیخ ابو الرضا محمد قدس سرہٗ کے صاحبزادے شیخ فخر عالم نے رحلت فرمائی، اور یہ صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ میرے بڑے بھائی شیخ صلاح الدین کی والدہ ماجدہ نے (گویا آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم کی پہلی بیوی نے) داغ مفارقت دیا، ان صدمات کے ساتھ ہی والد

ماجد پر ضعف اور مختلف قسم کے امراض کا غلبہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی وفات کا سانحہ عظیم بھی پیش آگیا۔ ان حوادثات کے پیہم گزر جانے پر معلوم ہوا کہ شادی کے متعلق والد ماجد کی عجلت فرمائی میں کیا راز تھا۔ درحقیقت اگر اس وقت یہ کام اس طرح عجلت سے انجام نہ پاتا تو ان حوادث کی وجہ سے پھر مدتوں بھی اس کا موقع نہ آسکتا تھا۔

شادی سے ایک سال بعد پندرہ سال کی عمر میں والد ماجد کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی اور مشائخ صوفیہ بالخصوص حضرات نقشبندیہ کے اشغال میں لگ گیا۔ اور توجہ و تلقین اور آداب طریقت کی تعلیم و خرقہ پوشی کی جہت سے میں نے اپنی نسبت کو درست کیا۔ اسی سال بیضاوی کا ایک حصہ پڑھ کر گویا مروجہ نصاب تعلیم سے فراغت حاصل کی، والد ماجد نے اس تقریب میں بڑے پیانہ پر خاص و عام کی دعوت کی اور مجھے درس کی اجازت دی، جن علوم وفنون کا درس اس ملک میں مروج ہے ان میں ذیل کی کتابیں میں نے سبقاً سبقاً پڑھیں۔ حدیث میں پوری مشکوٰۃ شریف سوائے کتاب البیوع سے کتاب الآداب تک کے تھوڑے سے حصہ کے اور صحیح بخاری کتاب الطہارۃ تک اور شمائل ترمذی کامل اور تفسیر میں تفسیر بیضاوی اور تفسیر مدارک کا ایک حصہ۔

اور حق تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت مجھ پر یہ ہوئی کہ کامل غور و فکر اور مختلف تفاسیر کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ والد ماجد کے درس قرآن میں مجھے حاضری کی توفیق ملی اور اس طرح کئی بار میں نے حضرت سے متن قرآن پڑھا اور یہی میرے حق میں "فتح عظیم" کا باعث ہوا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

علم فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ پوری پڑھیں اور اصول فقہ میں حسامی اور توضیح تلویح کا کافی حصہ اور منطق میں شرح شمسیہ پوری اور شرح مطالع کا کچھ حصہ اور کلام میں شرح عقائد مع حاشیہ خیالی اور شرح مواقف کا بھی ایک حصہ اور سلوک و تصوف میں عوارف اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ اور علم الحقائق میں شرح رباعیات مولانا جامی، لوائح جامی مقدمہ شرح لمعات اور مقدمہ نقد النصوص، اور فن خواص اسماء و آیات میں والد ماجد کا خاص مجموعہ اور طب میں موجز، اور فلسفہ میں شرح ہدایۃ الحکمۃ وغیرہ اور نحو میں کافیہ اور اس کی شرح از ملا جامی اور علم معانی میں مطول اور مختصر المعانی کا اتنا حصہ جس پر ملا زادہ کا حاشیہ ہے اور ہیئت و حساب میں بھی بعض رسالے پڑھے۔ اور الحمد للہ کہ اسی تحصیل کے زمانہ میں ہر فن سے خاص مناسبت پیدا

ہو گئی اور اس کے خاص مسائل اور اہم مباحث میرے ذہن کی گرفت میں آ گئے۔

میری عمر کے سترہویں سال والد ماجد مریض ہوئے اور اسی مرض میں واصل برحمت حق ہو گئے۔ اور اس مرض وفات ہی میں مجھے بیعت وارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی اور اجازت میں کلمہ مبارکہ "یدہ کیدی" (اس کا ہاتھ گویا میرا ہی ہاتھ ہے) مکرر ارشاد فرمایا۔

خدا تعالیٰ کا ایک بڑا احسان یہ ہے کہ حضرت والد ماجد جب تک رہے اس فقیر سے حد راضی رہے اور اسی رضامندی کی حالت میں اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت والد جیسی توجہ میرے حال پر رہی ایسی ہر باپ کو اپنے بیٹوں کے ساتھ نہیں ہوتی، میں نے کوئی با کوئی استاد اور کوئی مرشد ایسا نہیں دیکھا جو اپنی اولاد یا اپنے کسی شاگرد یا مرید کی طرف اس قد توجہ اور شفقت رکھتا ہو جو حضرت والد ماجد کو میرے ساتھ تھی۔ اللھم اغفرلی ولوالدی وارحمھما کما ربیانی صغیرا وجازھما بکل شفقۃ ورحمۃ ونعمۃ منھما ع مائۃ الف اضعافھا انک قریب مجیب۔

پھر حضرت کی وفات کے بعد بارہ سال تک کتب دینیہ اور معقولات کے درس اشتغال رہا اور ہر علم وفن میں غور کرنے کا موقع ملا اور مذاہب اربعہ کی فقہ اور ان کی اصول فقہ کتابوں اور ان احادیث کے غائر مطالعہ کے بعد جن سے وہ حضرات اپنے مسائل میں اس فرماتے ہیں نور غیبی کی مدد سے فقہاء محدثین کا طریقہ دل نشین ہوا۔ غرض والد ماجد کی وفا سے ۱۲ برس اس طرح گزرنے کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور آخر ۴۳ میں یہ فقیر حج سے مشرف ہوا۔ اور ۱۱۴۴ھ میں مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کی مجاورت اور شیخ ابو مدنی قدس سرہٗ ودیگر مشائخ حرمین شریفین سے اخذ روایت حدیث کی سعادت حاصل مدینہ منورہ کے دوران قیام میں روضہ مقدسہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میری توجہ کا خاص رہا اور الحمد للہ کہ مجھ فقیر پر اس قدسی دربار سے فیوض وبرکات کی بے پایاں بارش ہوئی۔ نیز سفر مبارک میں حرمین شریفین اور عالم اسلامی کے بہت سے علمائے کرام کے ساتھ علمی صحبت کا خوب موقع ملا۔ حضرت شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہٗ کی طرف سے تمام طرق صوفیہ کا جامع بھی اسی بابرکت سفر میں عنایت ہوا۔ پھر ۱۱۴۴ھ کے آخر میں حج سے مکرر مشرف ہو کر ۱۱۴۵ھ میں وطن کی طرف واپسی ہوئی اور بتاریخ ۱۴ رجب ۱۱۴۵ھ ٹھیک جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ صحیح وسلامت وطن مالوف دہلی پہنچ گیا۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پر عمل ہے

بعض خاص الخاص انعامات ربانیہ کا بھی تذکرہ کرتا ہوں۔

حق تعالیٰ کا عظیم ترین انعام اس ضعیف بندہ پر یہ ہے کہ اس کو "خلعت فاتحیہ" بخشا گیا ہے اور اس آخری دور کا افتتاح اس سے کرایا گیا ہے اس سلسلہ میں جو کام مجھ سے لیے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ فقہ میں جو "مرضی" ہے اس کو جمع کیا گیا ہے اور فقہ حدیث کی از سر نو بنیاد رکھ کر اس فن کی پوری عمارت تیار کی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام و ترغیبات بلکہ تمامی تعلیمات کے اسرار و مصالح کو اس طرح منضبط کیا گیا کہ اس فقیر سے پہلے کسی نے یہ کام اس طرح نہیں کیا تھا۔ نیز سلوک کا وہ طریق جس میں حق تعالیٰ کی "مرضی" ہے اور جو اس دور میں کامیاب ہو سکتا ہے مجھے اس کا الہام فرمایا گیا اور میں نے اس طریق کو اپنے دو رسالوں "ہمعات" اور "الطاف القدس" میں قلم بند کر دیا ہے۔

• ایک کام مجھ سے یہ لیا گیا کہ متقدمین اہل سنت کے عقائد کو میں نے دلائل و براہین سے ثابت کیا اور "معقولین" کے شکوک و شبہات کے خس و خاشاک سے ان کو قطعی پاک کر دیا اور ان عقائد کی تحقیق بحمد اللہ ایسی کی ہے جس کے بعد کسی بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں کمالات اربعہ ابداع، خلق، تدبیر اور تدلی کی حقیقت اور نفوس انسانیہ کی استعدادات کا علم مجھے عطا فرمایا گیا اور یہ دونوں ایسے علم ہیں کہ اس فقیر سے پہلے کسی نے ان کے کوچہ میں قدم بھی نہیں رکھا اور حکمت عملی (کہ اس دور کی صلاح و فلاح اسی سے وابستہ بلکہ اسی میں منحصر ہے) مجھے بھر پور دی گئی اور کتاب و سنت و آثار صحابہ سے اس کی تطبیق و تفصیل کی توفیق بھی نصیب ہوئی۔ اس سب کے سوا مجھے وہ ملکہ عطا فرمایا گیا جس کے ذریعہ سے میں یہ تمیز کر سکتا ہوں کہ دین کی اصل جو فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہے وہ کیا ہے؟ اور وہ کون کون سی باتیں ہیں جو بعد میں اس میں ٹھونسی گئی ہیں۔ یا تحریف کا نتیجہ ہیں؟۔

اپنے یہ حالات اور حق تعالیٰ کے یہ انعامات بیان فرمانے کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس تحریر کو ان الفاظ پر ختم فرماتے ہیں۔

"اگر میرے ہر بال کی جگہ زبان ہو، جو ہر وقت مصروف حمد الٰہی رہے تو بھی حق تعالیٰ کی حمد کا جو حق مجھ پر ہے، وہ ادا نہیں ہو سکتا۔

والحمد للّٰہ رب العلمین

☆☆☆



نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

سرگزشت عہد گل را از نظیری بشنوید
عندلیب آشفتہ ترے گوید ایں افسانہ را

جامع علوم ظاہر و باطن سرخیل صوفیائے متاخرین حکیم الامت شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۴ھ–۱۱۷۴ھ) کی ذات گرامی ایک طرف اپنی ہمہ جہت شخصیت، علمی قد و قامت، راست فکری اور عبقری دل و دماغ کے اعتبار سے عالم اسلام کی گنی چنی شخصیات میں شمار ہوتی ہے، تو دوسری طرف صوفیاء کی جماعت میں بھی آپ اپنے بلند درجہ پائیدار اور مستحکم نسبت، صوفیاء کے خرقہ جامعہ کے حصول اور مشائخ صوفیاء کے معتقدات و معمولات پر مکمل پابندی کی بنا پر انتہائی بلند مقام کے حامل ہیں۔

دنیائے اسلام کے تمام مسلمان آپ کو اسلام کا انتہائی قابل اعتماد اور ثقہ ترجمان، اسلامی فکر و فلسفہ کا بلند پایہ شارح، عالی مرتبت روحانی بزرگ، اور اپنا مقتدیٰ سمجھتے ہیں۔ آپ ایک ایسے خاندان کے فرد فرید ہیں جس میں علمی اور روحانی وراثت و روایت، صدیوں سے پوری آب و تاب کے ساتھ قائم رہی ہے آپ کا بیان ہے کہ ہمارے خاندان کا ہر رخصت ہونے والا بزرگ نئے آنے والے کی بشارت دیتا آیا ہے۔ (۱)

حج و زیارت کے موقع پر آپ نے روضہ مقدسہ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات سے بے شمار فیوض حاصل کیے چنانچہ فرماتے ہیں۔

درآں میاں بر روضہ منورہ حضرت سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واتم التحیات متوجہ شدہ وفیضہا یافت (۲) اس دوران بارہا آپ نے بچشم سر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ملاحظہ ہو۔

ہر وقت کہ متوجہ شوم بر قد مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می ویدم آں ذات مظہر اسرار

وآیات را ظاہر و بارز(۴)

میں جس وقت بھی آپ کے مرقد مقدس کی طرف متوجہ ہوتا تھا تو آپ کی ذات مظہر آیات کو ظاہر و باہر دیکھتا تھا۔

آپ کو خلعت فاتحہ اور کمالات اربعہ یعنی ابداع، خلق، تدبیر اور تدلی کا خصوصی علم عطا کیا گیا۔ اسی طرح انسانی نفوس کی استعداد اور ان کے کمال اور انجام جاننے کا ملکہ عطا کیا گیا جو اس سے پہلے بقول آپ کے کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔(۴)

سات برس کی عمر میں آپ نے قرآن مجید ختم کر لیا اور دس سال کی عمر میں شرح ملا جامی تک کتابیں پڑھ کر کتابوں کے مطالعہ کی استعداد پیدا کر لی۔ چودہ برس کی عمر میں آپ کی شادی کر دی گئی، بقول شاہ ولی اللہ آپ کے والد نے آپ کی شادی میں جلدی اس لیے کی کہ انہیں بذریعہ کشف آئندہ رونما ہونے والے واقعات اور خاندانی اموات کا علم ہو گیا تھا۔ پندرہ برس کی عمر میں آپ نے اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی اور مشائخ صوفیاء بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ کے اشغال و اوراد میں مصروف ہو گئے اور توجہ و تلقین آداب طریقت اور خرقہ صوفیاء حاصل کر کے آپ نے اپنی نسبت کی تکمیل کی۔ اسی سال آپ نے تحصیل علم سے فراغت پائی، چنانچہ آپ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم نے ایک بڑی دعوت کا اہتمام کر کے عوام و خواص کو مدعو کیا اور شاہ ولی اللہ کو مسند درس پر بٹھایا۔

ابھی آپ سترہ برس کے تھے کہ آپ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم بیمار پڑ گئے اسی مرض کے دوران شاہ عبدالرحیم نے آپ کو بیعت و ارشاد کی اجازت اور با قاعدہ خلافت عطا فرمائی اور فرمایا یدہ کیدی اس کا ہاتھ میرے ہاتھ جیسا ہے چنانچہ اسی سال یعنی ۱۱۳۱ھ میں شاہ عبد الرحیم کا انتقال ہو گیا۔

شاہ ولی اللہ نے اپنے والد اور چچا شیخ ابوالرضا جنہیں وہ امام معرفت و شہود پیشوائے اہل یقین کا نام دیتے ہیں کے کشف و کرامات، روحانی مدارج، عملی تجربات اور دنیوی حکمت کے جو واقعات بیان کیے ہیں وہ روح پرور ہیں عجیب بات یہ ہے کہ شاہ صاحب آخر عمر تک اپنے والد اور چچا کے شدید معتقد، ان کے روحانی مقامات اور واردات کے شاہد اور ان کی عظمت و بزرگی کی انفرادیت کے شدت سے قائل رہے ہیں۔

صاحب نزہۃ الخواطر شاہ عبدالرحیم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وقد وقع الاتفاق علی کمال فضله بین أهل العلم والمعرفة وانتهی الیه الورع والتواضع الاشتغال بخاصته النفس (۵) اس پر اتفاق ہے کہ شاہ عبدالرحیم اہل علم اور اہل معرفت میں کمال فضیلت کے مالک تھے تقویٰ انکساری اور تہذیب نفس تو آپ پر ختم تھی۔

مولانا عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں۔

''شاہ ولی اللہ کی فکری تربیت اوران کی عملی اساس میں ہم ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کو اصل مانتے ہیں شاہ عبدالرحیم نے خود اپنے نامور صاحبزادے کو تعلیم دی تھی...... پھر آپ نے وحدۃ الوجود کے مسئلے کو صحیح طریقے سے حل کیا اور اپنے صاحبزادے کے ذہن نشین کیا...... الغرض تین چیزیں قرآن کے متن کو اصل جاننا، وحدت الوجود کا صحیح حل اور اسلام میں حکمت عملی کی غیر معمولی اہمیت شاہ ولی اللہ کے علوم میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور یہ تینوں کی تینوں شاہ عبدالرحیم کی تربیت کا نتیجہ ہیں''۔(۶)

شاہ ولی اللہ علوم ومعارف کی جن بلندیوں پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو علماء وصوفیاء کے ہاں جو مرجعیت، مقبولیت اور مسند نشینی عطا کی وہ تاریخ اسلام میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہے مولانا شبلی نعمانی نے بجا طور پر کہا ہے۔

''ابن تیمیہ اور ابن رشد کے بعد بلکہ خود انہی کے زمانے میں جو عقلی تنزل شروع ہوا تھا اس کے لحاظ سے یہ امید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحب دل ودماغ پیدا ہوگا لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھلانا تھا کہ اخیر زمانہ میں جب کہ اسلام کا نفس بازپسیں تھا شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہوا جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی، رازی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے''۔(۷)

انتہائی افسوس اور کرب کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ خاص طور پر گزشتہ پچاس سال سے شاہ ولی اللہ کو بعض ایسی نوزائیدہ تحریکوں کا ترجمان بنانے کی کوششیں منظم طریقے سے جاری ہیں جو بظاہر اصلاح کے نام پر اٹھیں مگر امت مسلمہ کے فطری اور قومی دھارے سے کٹ کر علیحدگی پسندانہ تحریکیں بن کر رہ گئی ہیں۔ کاش شاہ ولی اللہ جیسے دیدہ ور عالم اور سلف صالحین کے مشرب کے امین، صوفیاء صافیہ کے مسلک کے قائل اور عامل بزرگ کو مرجعیت کے اس مقام پر رہنے دیا جاتا جہاں سارے لوگ اپنے اختلافات میں ان کے قول وعمل کو فیصلہ کن اور

طرف آخر سمجھتے، آگے چلنے سے پہلے مولانا عبید اللہ سندھی کا یہ تجزیہ ذہن میں رکھ لیا جائے۔

''مولانا سندھی کہا کرتے تھے کہ گذشتہ صدیوں میں عوامی اور قومی تحریکیں اکثر و بیشتر مذہبی اٹھان اور بیداری کا نتیجہ تھیں لیکن جیسے جیسے وہ آگے بڑھیں ان کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور وہ مثلاً عوامی اور قومی بن گئیں لیکن تحریک ولی اللہ میں اس تاریخی انحراف کے بعد جو موڑ آیا تو وہ جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی بجائے اس کے کہ وہ مسلمان عوام کی ایک قومی تحریک بنتی تو وہ ایک علیحدگی پسند فرقہ پرستانہ تحریک بنتی گئی سید احمد سے منسوب اسی تحریک کا یہ حشر تو ہوا ہی، اس کا ردعمل اس تحریک کے دوسرے حصے تحریک دیوبند پر بھی ہوا اس کا نتیجہ ہے کہ آج بھی برصغیر کے مسلمان عوام کی غالب اکثریت بریلوی ہے جو اوپر کی دونوں تحریکوں کو کفر سے کم نہیں سمجھتی، اسی نوع کی احیا پسندانہ مذہبی تحریکیں اگر قومی اور عوامی خطوط پر نہ چلیں تو لازماً وہ علیحدگی پسندانہ فرقہ پرستانہ تحریکیں بن کر رہ جاتی ہیں۔(۸)

شاہ ولی اللہ پر دو محاذوں سے کام شروع ہوا ایک طرف بعض کتابیں اپنی طرف سے لکھ کر ان کے نام کے ساتھ منسوب کی گئیں، ان کی بعض کتابوں میں الٹ پھیر یعنی الحاقات کیے گئے اس کی تفصیلات آپ کے خاندان کے فرد اور آپ کی کتابوں کے ناشر سید ظہیر الدین احمد کی اخلی شہادت اور ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے تحقیقی مضامین میں موجود ہیں۔ راقم السطور نے بھی آج سے پچیس برس قبل انفاس العارفین کا ترجمہ شائع کرتے وقت مقدمے میں اس پر تفصیلی بحث کی تھی۔

دوسری طرف شاہ ولی اللہ کی دعوت الی القرآن والسنۃ، رجوع الی المشائخ والصوفیاء، بیداری روحانیت اور استحکام نسبت کی عظیم الشان تحریک کو شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اس تحریک کے دوش بدوش کھڑا کرنے کی مہم زوروں پر ہے جس میں شریعت کی ایک ایسی تعبیر پیش کی گئی ہے جسے امت مسلمہ کے اجتماعی فکر نے آج تک قبول نہیں کیا، کچھ وقت یہ تحریک ایک حکومت کے روپے پیسے کے زور پر پھیلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتی رہی ہے مگر اب رجعت قہقری کا شکار ہے اور انشاء اللہ اس کا وہی حشر ہوگا جو اس سے پہلے بڑی بڑی تحریکوں معتزلہ اور اخوان الصفا وغیرہ کا ہو چکا ہے۔

میں یہ بات انتہائی ذمہ داری اور شرح صدر کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ کو محمد بن عبدالوہاب نجدی سے سو میں سے ایک فیصد مماثلت اور مشابہت بھی نہیں ہے۔

ہمیں حیرت ہے کہ وحدت الوجود کو قرآن وحدیث کی تمام نصوص سے ثابت کرنے کے دعویدار (۹) اور شاہ ولی اللہ کے علمی اور فکری قبلہ وکعبہ شاہ عبدالرحیم کا بیٹا اور پیشوائے اہل ذوق ووجود امام ارباب معرفت وشہود شیخ ابوالرضا ایسے صاحب کشف وکرامات کا بھتیجا شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر ایسے مشائخ اور سختی سے بزرگوں کے معمولات کار بند صوفیاء کا والد، مزارات کی زیارت اور ان سے فیوض وبرکات حاصل کرنے والا صوفی توسل، استمداد، چلے، مکاشفے، تعویذ، دم، درود کا عامل دعائے سیفی، جواہر خمسہ، حزب البحر قصیدہ بردہ، اور دلائل الخیرات کا سند یافتہ قائل شاہ ولی اللہ کہاں چلا گیا ہے۔ فیوض الحرمین انفاس العارفین الدرالثمین، القول الجمیل، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا مصنف کن وادیوں میں گم ہو گیا ہے ہمیں تو ایک ایسے شاہ ولی اللہ سے متعارف کرایا جا رہا ہے جو اپنے پوتے شاہ محمد اسماعیل اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا پیروکار اور ترجمان ہے مولویوں نے کیا سے کیا بنا دیا ہے سچ کہا حضرت اقبال نے۔

باں قوم از توے خواہم کشادے
فقیہش بے یقینے کم سوادے
بے نادیدنی رادیدہ ام من
مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے

ان دونوں تحریکوں کے فکری ڈانڈے ملاتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن ندوی نے تاریخ اور حقائق کا یوں مذاق اڑایا ہے۔

''عقیدہ توحید کی توضیح وتنقیح، قرآن مجید سے اس کے ثبوت اور توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کے درمیان فرق کا جہاں تک تعلق ہے اس میں حضرت شاہ صاحب اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کے خیالات وتحقیقات میں بڑی مماثلت نظر آتی ہے''۔ (۱۰)

مولانا مسعود عالم ندوی رقمطراز ہیں۔

''وقت آیا کہ از سر نو پیام محمد کی تجدید ہو، مسجد نبوی کے دو طالب علم خاص طور پر اس منصب سے نوازے گئے، ان میں ایک ہندی نژاد تھا اور دوسرا نجد کا بادیہ نشین، یہ طالب علم کون تھے؟ محمد بن عبدالوہاب اور ہندی نژاد ولی اللہ بن عبدالرحیم''۔ (۱۱)

یہاں قلم روک کر ایک اور الزام کا جائزہ لے لیتے ہیں ہمارے یہ مفکرین خلط مبحث

کرنے اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کی خاطر شاہ ولی اللہ کی زندگی کو دو متضاد حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک سفر حج سے پہلے والا شاہ ولی اللہ اور ہے مگر سفر حج سے واپس آنے والا شاہ ولی اللہ بالکل دوسرا ہے اس عیارانہ فنکاری کا مقصد یہ ہے کہ بقول ان کے ضعیف الاعتقادی، بریلویت اور بدعات کے حامل و عامل شاہ ولی اللہ کا تعلق سفر حج سے پہلے سے ہے سفر حج کے بعد تو وہ پکے موحد اور نجد سے چلنے والی توحید کی ہواؤں سے سرشار ہو کر لوٹے تھے گویا حج پر جانے سے پہلے وہ غیر معروف اور غیر پختہ تھے مولانا سید ابوالحسن علی لکھتے ہیں۔

"شاہ صاحب کی علمی و فکری اور دعوتی و تجدیدی زندگی میں حجاز مقدس کا سفر ایک تاریخ ساز واقعہ اور ان کی کتاب زندگی کا ایک نیا باب ہے اور ان کے ملکات ذہنی و علمی نے ارتقاء کے وہ منازل طے کیے جو بظاہر ہندوستان میں ممکن نہ تھے"۔(۱۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک ہی تھے دوسرا شاہ ولی اللہ ابھی پیدا نہیں ہوا حقیقت ہے کہ شاہ صاحب قدرت کی طرف سے فطری صلاحیتیں لے کر آئے تھے آپ جس وقت حرمین روانہ ہوئے ہیں اس وقت آپ کی شہرت اور عالمانہ و عارفانہ حیثیت نہ صرف مسلم بلکہ برصغیر سے باہر بھی پہنچ چکی تھی۔ شاہ صاحب نے علمائے حرمین سے اتنا لیا نہیں جتنا انہیں دیا ہے۔ شاہ صاحب کی اپنی تصانیف کے علاوہ القول الجلی کی طبعات اور بازیافت کے بعد بھی اگر کسی کو اصرار ہے کہ شاہ صاحب برصغیر کے مسلم مشائخ اور صوفیاء کے برعکس کسی دوسری فکر کے بانی اور مبلغ تھے تو اسے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیئے۔ القول الجلی کے مؤلف شاہ محمد عاشق پھلتی، شاہ ولی اللہ کے ممیرے بھائی آپ کے خلیفہ خاص، ہمدم و دمساز، شاگرد، رفیق حج و درس اور آپ کے عاشق تھے۔ شاہ صاحب نے کہیں ان کو اعزا خوان واجلہ خلان لکھا ہے کہیں سجادہ نشین اسلاف کرام، کہیں دعاء علمی، حافظ اسراری و ناظور کتبی والباعث علی التسوید اکثر منہا والمباشر (میرا ظرف علم، مرے اسرار کے امین، میری کتابوں کے نگراں، میری اکثر کتابوں کے سبب تالیف، میرے مسودات کو صاف کرنے والے) لکھا ہے۔

شاہ صاحب نے خود القول الجلی کا اپنی کئی کتابوں میں حوالہ دیا ہے۔ شاہ محمد عاشق نے القول الجلی میں لکھا ہے کہ۔

"اس کتاب میں میں نے کوئی ایسی چیز نہیں لکھی، جسے حضرت شاہ ولی اللہ کی خدمت میں پیش کر کے ان سے اصلاح نہ لی گئی ہو" (۱۳)

سفر حج سے پہلے، دوران حج اور بعض کتابوں کے بارے میں القول الجلی کا یہ اقتباس دیکھ لیا جائے۔

برصغیر اور حجاز میں شاہ ولی اللہ کی عظمت و منزلت

''آخر ربیع الاول ۱۱۴۳ھ کو اپنے بڑے ماموں (شیخ عبید اللہ والد شاہ محمد عاشق) کی ہمراہی میں (حرمین کے لیے) براہ لاہور روانہ ہوئے اس سفر پر ظفر میں جہاں کہیں بھی کسی ولی کا مزار ہوتا وہاں جاتے اور تھوڑی دیر ٹھہرتے۔ اس کو حق سے جس قسم کی نسبت ہوتی وہ آپ کو مکشوف ہوتی تو اسے بالتفصیل بیان فرماتے جب پانی پت پہنچے، حضرت شاہ بو علی قلندر، شاہ شمس ترک اور شاہ جلال قدس اللہ اسرارہم کے مزارات پر حاضری دی۔ بعدازاں سرہند پہنچ کر حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں سے لاہور شیخ علی ہجویری کے مزار پر حاضری دی پھر ملتان پہنچ کر مخدوم بہاء الدین و شاہ رکن عالم قدس سرہما کے مزارات پر تشریف فرما ہوئے اور تمام اہل قبور کے احوال ایک ایک کر کے بیان فرمائے۔ (۱۴)

ملتان میں اکثر طلباء نے شرف بیعت حاصل کر کے اشغال طریقت حاصل کیے بعض تو آپ کی ایک ہی توجہ سے مرتبہ بے خودی پر پہنچ گئے اور ایک مدت بعد ہوش میں آئے بعض بے ہوش ہو کر نعرے مارتے تھے۔ جس وقت آپ نے شہر ٹھٹھہ میں نزول فرمایا تو اس شہر کے تمام علماء و صوفیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک کثیر تعداد سعادت بیعت سے سرفراز ہوئی۔ مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہوئے تو وہاں کے اکابر علماء و فضلاء حضرت اقدس کی خدمت میں آئے اور امتحاناً مختلف علمی سوال کیے جب ہر مسئلہ کا حسب دل خواہ جواب پایا اور تمام علوم و فنون اور معقول و منقول میں حضرت اقدس کو فائق و برتر سمجھ لیا تو آپ کی خدمت میں درس کی درخواست کر کے تلمذ اختیار کیا اور لوگوں کی درخواست پر مسجد حرام میں حنفی مصلیٰ کے قریب درس دینا شروع کیا اتنا زائد مجمع بڑھنے لگا کہ دم مارنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ ادق مسائل اور مشکل باتوں کے حل میں اتنی زیادہ شہرت ہوئی کہ اس جگہ کے اکابر علماء کو بھی اگر کوئی پیچیدہ مسئلہ پیش آتا تو حضرت اقدس سے رجوع کرتے اور آپ اسے حل فرماتے۔ شافعی، حنفی مسلک کے مفتی تک اہم مسائل میں آپ سے رجوع کرتے۔ چند ہی روز میں حضرت اقدس اس ملک میں اتنے زائد معظم اور ہر دل عزیز ہو گئے کہ تمام اکابر آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھتے ہوئے نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ واللہ باللہ حضرت ہی تمام اہل مکہ میں سب

سے زائد عالم بزرگ اور برتر ہیں۔ حرمین کے بکثرت لوگوں نے سعادت بیعت حاصل کی نیز
اشغال طریقت سے استفاضہ کیا۔ جس وقت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر
پہنچ کر شرف زیارت سے مشرف ہوئے حضور کی بے شمار عنایات وکرامات آپ پر مبذول
ہوئیں اور جس دن بھی مواجہ شریف میں جلوس فرماتے نئے نئے اسرار سے مستفیض ہوتے۔
کوئی مجلس ان واردات سے خالی نہ ہوتی۔ شیخ طاہر باوجود استاذ ہونے کے طریقہ شاگردی
برتتے تھے۔ حضرت اقدس جب بھی حضرت شیخ کے پاس تشریف لے جاتے وہ آپ کو دیکھتے
ہی سروقد تعظیم کے لیے کھڑے ہوجاتے اپنے ہاتھ سے مصلیٰ بچھا کر تکیہ لگاتے اور آپ کو بہ تعظیم
وتکریم تمام اس پر بٹھاتے اور خود شاگردانہ طور پر سامنے بیٹھتے۔ جب حضرت اقدس نے ان
سے اجازت کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں اس قابل نہیں کہ آپ کے لیے اجازت نامہ
لکھوں۔ میں نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔ حضرت اقدس نے شیخ کی فرمائش پر رسالہ
مقدمہ السنیۃ فی الانتصار الفرقۃ السنیۃ لکھا۔ دوسری تصنیف القول الجمیل فی
بیان سواء السبیل جس میں اشغال واذکار تصوف ودیگر فوائد طرق ثلاثہ یعنی جیلانیہ
نقشبندیہ چشتیہ ہیں اور دیگر مشاہدات واسرار جو رسالت مآب سے استفاضہ کیے ہیں تحریر کیے
تھے حضرت شیخ نے ان کو اپنے ہاتھ سے نقل فرما کر حضرت اقدس کے سامنے پڑھا۔

جب حضرت اقدس رخصت ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے تو حضرت شیخ نے اپنے گھر سے
نکل کر بہت دور تک آپ کی مشایعت کی اور شیخ کے صاحبزادہ اور دیگر اعزہ تین کوس تک آپ
کے ہمراہ رہے اثنائے راہ میں حضرت اقدس جہاں قیام کرتے وہ اپنے کپڑے حضرت اقدس
کے قدموں پر ڈالتے اور ان کو بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیتے۔ وہاں کے لوگ فیوض ظاہری
وباطنی اخذ کرتے۔ اسی جگہ آپ نے ایک رسالہ مسمی بہ "فیوض الحرمین" تصنیف فرمایا اور
دونوں رسالے المقدمۃ السنیۃ فی الانتصار الفرقۃ السنیۃ اور القول الجمیل فی
بیان سواء السبیل حرمین میں بہت مشہور ہوئے۔ القول الجمیل مغربی ممالک اور بصرہ اور
مصر وغیرہ نقل کر کے لے گئے اور ان کی اجازت حاصل کی"۔ (۱۵)

القول الجمیل کے بارے میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کتاب لکھ کر تحفہ
طور پر اپنے ساتھ حجاز لے گئے تھے شیخ ابو طاہر کردی نے اسے اپنے ہاتھ سے نقل کیا۔ دیار
مغرب، بصرہ اور مصر کے شیوخ نے اس کی نقول حاصل کیں اور اجازتیں لیں۔

القول الجمیل وہ کتاب ہے جس کے سارے مندرجات اور معمولات ہمارے موحدین کے نزدیک بریلویوں کے خودساختہ مسلک کے پیدا کردہ اور خلاف سنت امور ہیں اور ان کا سہارا لے کر پورے برصغیر کا خانقاہی حلقہ اور عوام الناس فتوؤں کی زد میں ہیں۔ اگر بلاخوف لومۃ لائم حق ڈنکے کی چوٹ کہنا ہے تو شاہ ولی اللہ کو کس کھاتے میں معافی دی جارہی ہے اگر یہ سب کچھ بریلویت ہے تو شاہ ولی اللہ ایسا بریلوی برصغیر میں پیدا نہیں ہوا۔ یوں بھی کسی انصاف پسند اہل حدیث نے کہہ دیا تھا۔ جماعت اہل حدیث کے ترجمان الاعتصام میں اقتباس دینے کے بعد ایک صاحب نے لکھا ہے۔ "شاہ ولی اللہ کا جو حصہ تصوف سے متعلق ہے اس میں ایسا مواد ملتا ہے جس سے بریلویت کی خاصی تائید ہوتی ہے" (۱۶) القول الجمیل کے چند عنوان یہ ہیں۔ سنت بیعت، طریقہ پاس نفاس، مراقبہ فنا، برائے کشف وقائع آئندہ، طریقہ کشف ارواح، برائے دفعہ بلا، صلوٰۃ کن فیکون، طریقہ سلب مرض، طریقہ توبہ بخشی، طریقہ تصرف قلوب، اسمائے اصحاب کہف پانی میں غرق ہونے، آگ میں جلنے، غارتگری اور چوری سے محفوظ رہنے کے لیے، برائے دفع جن از خانہ وغیرہ۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ القول الجمیل اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں روحانیت کی ترقی، تہذیب نفس اور ظاہری و باطنی بیماریوں سے نجات کی خاطر جو نظام العمل پیش کیا گیا ہے، اس کا ایک فی صد بھی احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ اگر معیار یہی ہے کہ جو چیز احادیث سے ثابت نہیں ہے وہ بدعت ہے سنت حسنہ اور کار خیر کا کوئی تصور نہیں اور بدلتے تقاضوں کے مطابق تہذیب نفس کے لیے حکمائے اسلام کو فروعی ضابطوں کا اختیار بھی نہیں ہے تو پھر خدا لگتی یہ ہے کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں تو مفت کے بدنام ہیں۔

یوں تو یہ ساری کتاب بریلویت کے مواد سے بھری ہوئی ہے مگر ایک عنوان پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بھی خاموش نہیں رہ سکے اور وہ یہ ہے کہ شاہ صاحب نے القول الجمیل کے صفحہ ۱۴۰ پر اصحاب کہف کے نام لکھ کر ان کی خاصیت یہ بیان کی ہے کہ "یہ نام پانی میں غرق ہونے، آگ میں جلنے، اور چوری ڈکیتی سے محفوظ رہنے کے لئے اکسیر اور امان ہیں"۔

اس پر سید ابوالحسن ندوی نے یہ تبصرہ کیا ہے۔

"کتاب القول الجمیل کا مطالعہ کرنے والے کو اس کتاب میں کہیں کہیں وہ محدثانہ مجتہدانہ رنگ نظر نہیں آئے گا، جو شاہ صاحب کی اہم و مشہور کتابوں کی خصوصیت (کون سی

کتابوں) ہے بلکہ اس کے بعض مندرجات توحید کے بارے میں شاہ صاحب کے معروف عالمانہ اور مصلحانہ مسلک سے میل نہیں کھاتے۔ مثلاً اصحاب کہف کے ناموں کے بارے میں لکھا ہے اسماء اصحاب الکہف امان من الغرق والحرق والنہب پھر ان کے نام لکھے ہیں حالانکہ یہ نام کسی بھی صحیح حدیث اور قطعی الثبوت ذریعہ سے ثابت نہیں ہیں"۔

اس کی عجیب وغریب وجہ ندوی صاحب یہ بیان کرتے ہیں۔

"اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ کتاب سفر حرمین ۱۱۴۳ھ-۱۱۴۵ھ سے پیشتر کی تصنیف ہے"۔(۱۷)

ہمارے قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ سفر حرمین سے پہلے اور بعد کی یہ تقسیم کیوں کی جارہی ہے مگر عجیب تر بات یہ ہے کہ نہ صرف یہ کتاب حرمین کے سفر میں ساتھ رہی بلکہ حرمین کے علاوہ عالم اسلام کے علماء وشیوخ نے اس کی اجازتیں اور نقول حاصل کیں، اور شیخ ابوطاہر (آپ کے استاذ اور مرشد) نے یہ کتاب آپ کے سامنے پڑھی۔

ڈاکٹر مظہر بقا نے اپنے ایک مقالہ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ میں شاہ صاحب کی کتابوں کی زمانی ترتیب پر تحقیق کرتے ہوئے لکھا تھا کہ القول الجمیل سفر حرمین کے بعد کی تصنیف ہے (۱۸) یہ کتاب حرمین سے واپسی کے بعد جوں کی توں رہی بلکہ الٹا اس نے حرمین کے لوگوں کو متاثر کیا تو عملاً ڈاکٹر صاحب کی بات سوفیصد صحیح تھی مگر مولانا ندوی نے فرمایا ڈاکٹر صاحب کی یہ بات مفروضہ ہے۔(۱۹)

ہماری تحقیق کے مطابق شاہ صاحب کا زیادہ علمی کام سفر حج ۱۱۴۳ھ-۱۱۴۵ھ کے بعد ہوا ہے۔ انفاس العارفین میں ۱۱۴۵ھ تک کے واقعات کے حوالہ جات مل جاتے ہیں۔ القول الجمیل کے بارے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ یہ کتاب حرمین کے مشائخ کے علاوہ عالم اسلام کے علماء نے نقل کی اور اس کی اجازتیں لیں، فیوض الحرمین مکہ معظمہ میں رمضان ۱۱۴۴ھ میں اعتکاف کے دوران تالیف ہوئی (۲۰) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ساری کی ساری مشائخ حجاز کے مختلف سلاسل ان سے اجازتوں اور خرقوں کے حصول اور ملاقاتوں کی داستان پر مبنی ہے۔ ظاہر ہے سفر کی یہ روداد اور اس میں فیوض وبرکات اور روحانی واردات کی آپ بیتی واپسی پر ہی لکھی گئی ہے۔

دنیائے علم کے منصف مزاج اور غیر جانبدار محققین القول الجلی، انفاس العارفین،

الدر الثمین، القول الجمیل اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کو سامنے رکھ کر شاہ ولی اللہ کا مسلک متعین کریں تو ہم انتہائی اعتماد کے ساتھ عرض کرتے ہیں یہ مسلک وہی سلف صالحین اور صوفیہ کا مسلک ہے جس پر امت مسلمہ کا اجتماعی سواد اعظم عمل پیرا ہے۔

شاہ ولی اللہ اور شاہ محمد اسماعیل میں فاصلہ ہی کتنا ہے؟ اگر سارا برصغیر کفر و شرک کی لپیٹ میں آچکا تھا تو شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان والی زبان کیوں استعمال نہیں فرمائی۔ کیا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شاہ صاحب نے دین کے بارے میں خدانخواستہ مداہنت سے کام لیتے ہوئے ایسی کتابیں لکھ کر الٹا کفر و بدعت کی آبیاری کی ہے استغفر اللہ ویسے دبی دبی زبان میں یہ حضرات شاہ صاحب پر ایسا الزام لگانے سے چوکتے بھی نہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے مولانا مسعود عالم ندوی کو ایک خط میں مشورہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''شاہ ولی اللہ کا مطالعہ بڑی احتیاط سے کرنا چاہئے کہیں کہیں وہ کفر کی حدود تک جاتے ہیں'' (۲۱) اب باقی بچا کون۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے پہلے شاہ ولی اللہ کی یہ بات ذہن میں رہے کہ اس آخری دور کا آغاز میرے ہاتھوں سے کرایا گیا۔ جو کچھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے یا دین میں جو اضافے کیے گئے ہیں یا تحریف کی گئی ہے اور جو کچھ دین سے باہر ہے یا ہر نئے فرقے نے جو جو چیزیں دین میں رائج کی ہیں ان تمام کی مجھے پرکھ عطا کی گئی ہے''۔ (۲۲)

''انتباہ'' میں تقریباً پانچ مقامات پر واضح طور پر تصور شیخ کی تلقین کی گئی ہے ملاحظہ فرماتے ہیں فینبغی ان تفحظ صورتہ فی الخیال (۲۳)

مناسب ہے کہ سالک ذہن میں صورت شیخ کو محفوظ کرے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

فاحضر فی خیالک صورۃ شیخک اپنے تصور میں اپنے مرشد کی صورت حاضر کرو (۲۴) آگے فرمایا واول ما یجلس یستحضر رویۃ شیخہ ثم یشتغل وظیفہ بیٹھنے کے بعد سب سے پہلے اپنے مرشد کی صورت کا تصور کرے پھر وظیفہ شروع کرے (۲۵)

اس کے بعد فرمایا برزخ یعنی صورت واسطہ پیش نظر دارد۔ برزخ یعنی صورت

(صورت مرشد) سامنے رکھے(۲۶)

ایک اور مقام پر وضاحت فرماتے ہیں۔

"مطلوب دیگر آنست کہ صورت مرشد پیش خود تصور کند وبعدہ ذکر گوید الرفیق ثم الطریق بلکہ سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس اللہ سرہ چنیں مے فرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہرا دیدہ مے شود مشاہدہ حق تعالیٰ است در پردہ آب وگل واما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار مے شود آں مشاہدہ حق تعالیٰ است بے پردہ آب وگل"۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اور پھر ذکر کرے۔ کہا گیا ہے کہ پہلے ساتھی پھر سفر، بلکہ سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ اس طرح فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کی ظاہری صورت کا دیکھنا آب وگل کے پردے میں حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہے جب کہ خلوت میں صورت شیخ کا تصور اور آمد آب وگل کے پردے کے بغیر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے"۔

مشائخ کی ارواح کے تصرف اور ان کی امداد کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ارواح متبرکہ اکابرین طریقہ راشامل حال خود دانستہ ایں تصرف از وشان امداد داند فی الحال والاستقبال (۲۷)

"اکابرین مشائخ سلسلہ کی ارواح مبارکہ کو اپنے شامل حال سمجھے اور اس تصرف کو اس وقت اور آئندہ انہی کی امداد سمجھے"۔

غوث اعظم اور مشائخ سلسلہ کے لیے فاتحہ ضروری قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں، خیال رہے کہ شاہ صاحب کے نام نہاد نام لیواؤں کے ہاں کسی کو غوث کہنا شرک ہے شاہ صاحب صرف غوث ہی نہیں غوث الثقلین کے لیے فاتحہ کی شرط لگا رہے ہیں۔

"بعد قراۃ الفاتحۃ لغوث الثقلین قدس سرہٗ ومشائخ السلسلۃ من السابقین والاحقین کما اشرطۂ المشائخ" (۲۸)

"غوث الثقلین اور گزشتہ وپیوستہ مشائخ سلسلہ کی فاتحہ کے بعد جیسا کہ مشائخ نے ضروری قرار دیا ہے ذکر شروع کرے"۔ غوث اعظم اور غوث کا لفظ آپ نے اپنی کتابوں میں کثرت سے استعمال کیا ہے ملاحظہ ہو انفاس العارفین صفحہ ۹۸، القول الجلی ۸۱، ۲۸۵ ختم

خواجگان کا طریقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔
جب کوئی مشکل پیش آئے تو اس طریقہ پر ختم خواجگان پڑھے۔ طریقہ بیان کر کے آگے فرماتے ہیں۔ ختم تمام کند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند (۲۹)
''اس طرح ختم پورا کرے اور کچھ مٹھائی پر خواجگان چشت کے نام کی فاتحہ پڑھے''
انفاس العارفین میں فرماتے ہیں کہ میرے والد فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں شیخ عبد الاحد (مجدد الف ثانی کے پوتے) کے گھر گیا تو وہ ختم خواجگان پڑھ رہے تھے۔ (۳۰)
اسی کتاب میں آپ نے اپنی ''دلائل الخیرات'' اور ''قصیدہ بردہ'' کی سند اور اجازت کی تفصیلات دی ہیں (۳۱) خیال رہے کہ یہ وہی کتابیں ہیں جنہیں شیخ محمد بن عبد الوہاب کی تعلیمات نے غیر اسلامی کتابیں قرار دے کر انہیں جلا ڈالنے کا مشورہ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ محمود مہدی استنبولی نے اپنی کتاب ''کتب لیست من الاسلام (غیر اسلامی کتابیں) میں دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ''حرقوا ھذہ الکتب'' (ان کتابوں کو جلا ڈالو) (۳۲)
اور شیخ محمد بن عبد الوہاب کے نظریات پر جو حکومت قائم ہوئی ہے وہاں آج بھی ان کتابوں پر سخت پابندی ہے اور جس کے پاس ثابت ہوں اس کا ٹھکانہ غیر میعادی جیل خانہ ہے۔
الانتباہ میں دعائے سیفی اور جواہر خمسہ کی اجازتوں اور سند کا ذکر ہے (۳۳) دعائے سیفی میں یہ عبارت شامل ہے نادعلیا مظھر العجائب والغرائب تجدہ عونالک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی ......یا علی یا علی یا علی۔
جواہر خمسہ شطاریہ کے معروف ومقبول بزرگ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمہ کے ان اوراد واشغال کا مجموعہ ہے جو بقول شاہ ولی اللہ انہوں نے سو سے زیادہ مشائخ سے خوب مل کر لکھوائے اور شاہ محمد غوث گوالیاری کا ذکر شاہ صاحب نے انتباہ میں انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ کیا ہے۔ جب آپ سفر حج سے واپس ہوئے تو راستے میں گوالیار پہنچ کر شیخ محمد غوث کے مزار کی زیارت کی اور ان کی نسبت معلوم فرما کر بیان کی۔
مگر ہمارے سید ابو الحسن علی ندوی شیخ محمد غوث گوالیاری کو یوں کھری کھری سناتے ہیں۔
''دسویں صدی ہجری میں ہندوستان صحاح ستہ اور ان مصنفین کی کتابوں سے نا آشنا تھا جنہوں نے نقد حدیث اور رد بدعت کا کام کیا اور سنت صحیحہ اور احادیث ثابتہ کی روشنی میں زندگی

کا نظام العمل پیش کیا۔ ہندوستان کے ان مقامی روحانی فلسفوں کا اثر اپنے زمانہ کے مشہور ومقبول شطاری بزرگ شیخ محمد غوث گوالیاری کی مقبول کتاب ''جواہر خمسہ'' میں دیکھا جاسکتا ہے، جس کی بنیاد زیادہ تر بزرگوں کے اقوال اور اپنے تجربات پر ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث کے ثابت ہونے یا معتبر کتب شمائل وسیر سے اخذ کرنے کو ضروری نہیں سمجھا گیا اس میں نماز احزاب، صلوٰۃ العاشقین، نماز تنویر القبر اور مختلف مہینوں کی مخصوص نمازیں اور دعائیں ہیں جن کا حدیث وسنت سے کوئی ثبوت نہیں (۳۴)

یہ عجیب تماشا ہے کہ شاہ ولی اللہ ایسا عظیم محدث، مصلح اور توحید کی تحریک کا علم بردار ایسے لوگوں کو بزرگ اور عارف مان کر ان سے اوراد و اعمال کی اجازتیں اور سندیں لے کر ان کا اعلان کرتا پھر رہا ہے جو نہ صرف صحاح اور ان کے مصنفین کی کتابوں سے نا آشنا ہیں بلکہ شمائل وسیر کی معتبر کتابوں اور حدیث وسنت سے بھی بے خبر ہیں۔

جناب ندوی صاحب الانتباہ، القول الجمیل اور انفاس العارفین کے بارے میں یہی بات کہتے تو قرین انصاف ہوتا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ندوی صاحب معتبر اور غیر معتبر اور صحیح اور غیر صحیح کے مولویانہ ضابطوں میں پھنسے ہوئے ہیں جب کہ شاہ ولی اللہ سمیت سارے مشائخ دین میں گہری بصیرت دین کے ساتھ ممارست اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری نسبت کی بنا پر اس مقام پر فائز تھے جہاں حقیقت ان کے سامنے بے نقاب تھی، انہوں نے اپنے علم، بصیرت اور مشاہدے کی بنا پر جو کچھ کہا وہی حقیقت اور صواب ہے، جو الزام انہوں نے شیخ محمد غوث کو دیا ہے شاہ صاحب کو وہ اچھی طرح پڑھ لیتے اور جرأت رندانہ کا مظاہرہ کرتے تو شاہ صاحب کی بات قطعاً شیخ محمد غوث سے مختلف نہیں ہے۔

محافل عرس کا انعقاد، بارہ ربیع الاول اور شہادت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مواقع پر خصوصی مجالس کا انعقاد، اور انواع واقسام کے طعام پکوانا، ایصال ثواب کرنا، اور التزام کے ساتھ مقررہ تاریخ پر کرنا، موئے مبارک کی زیارت کے لئے حد درجہ اہتمام کرنا، مزارات پر مراقبے کرنا اور ان سے اکتساب فیوض وبرکات، چلے، مکاشفے، تعویذ، جھاڑ پھونک، اہل بیت اطہار سے خصوصی ارادت کے واقعات سے شاہ صاحب کی ساری کتابیں اور القول الجلی بھری ہوئی ہے میں یہاں الانتباہ کا ایک حوالہ بطور خاص دینا چاہتا ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ الانتباہ میں کشف قبور کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں۔

چوں در مقبرہ در آید دوگانہ بروح آں بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد باشد در اول رکعت
بخواند و در دوم اخلاص والا ہر دو رکعت پنج بار اخلاص بخواند و بعد قبلہ راپشت دادہ بنشیند و یکبار
آیۃ الکرسی و بعضے سور تہا کہ در وقت زیارت می خوانند چنانچہ سورہ ملک وغیرہ ذالک بعد قل گوید
پس از فاتحہ یازدہ بار سورہ اخلاص بخواند و ختم کند تکبیر گوید (۳۵)
و بعدۂ ہفت کرہ طواف کند و دراں تکبیر بخواند و آغاز از راست و بعدۂ طرف پایاں رخسارہ
نہد و بیاید نزدیک روئے میت بنشیند بگوید یارب بست و یک بار و بعد اول طرف آسمان بگوید
روح (۳۶)

ترجمہ: جب مقبرہ میں داخل ہو تو دو رکعت اس بزرگ کی روح کے لیے ادا کرے اگر سورہ
فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری میں اخلاص پڑھے اور اگر فتح یاد نہ ہو تو دونوں
رکعتوں میں پانچ پانچ دفعہ سورہ اخلاص پڑھے اس کے بعد قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھ جائے
اور ایک دفعہ آیۃ الکرسی اور وہ سورتیں پڑھے جو عموماً زیارت کے وقت پڑھی جاتی ہیں مثلاً سورہ
ملک وغیرہ اس کے بعد قل پڑھے اور فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھ کر ختم کرے اور
تکبیر کہے۔ اس کے بعد سات دفعہ طواف کرے اور تکبیر پڑھتا جائے۔ دائیں طرف سے
شروع کرے پاؤں کی طرف رخسار رکھے اور میت کے منہ کے قریب بیٹھ جائے اور اکیس دفعہ
یارب کہے پھر آسمان کی طرف رخ کر کے یاروح کہے"۔

شاہ صاحب کے یہ معمولات و معتقدات کسی خاص دور یا ایک کتاب سے متعلق نہیں ہیں
میں بلکہ ان کی تمام کتابیں سفر حج سے پہلے ہوں یا سفر حج کے بعد ساری کی ساری اسی فکر کی
آئینہ دار ہیں مثلاً مشائخ کرام کے عرس منعقد کرنا ان میں شاہ عبدالرحیم اور خود شاہ صاحب
کے شامل ہونے کے واقعات ان کی کتابوں میں سات مقامات پر آئے ہیں اب کشف قبور
کے بارے میں جو کچھ شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اس پر
تبصرہ فرمایا ہے۔

"انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں صفحہ ۱۰۰ پر کشف قبور کے عنوان کے تحت جو طریقہ لکھا
ہے وہ ان تمام احتیاطوں اور محققانہ و محدثانہ ذوق سے مطابقت نہیں رکھتا جو شاہ صاحب کی ان
تصنیفات بالخصوص حجۃ اللہ البالغہ، تفہیمات الہیہ، اور الفوز الکبیر میں نمایاں ہے اگرچہ اس کی
تاویل کی جا سکتی ہے (ملاحظہ ہو حفظ الایمان حضرت تھانوی ۸) لیکن ان موہوم الفاظ میں

اس مضمون کا آنا جو مشائخ طریقت کے تجربات اور بعض کے عمل کے مطابق ہے عملی لغزش اور غلط فہمی کا باعث ہو سکتا ہے۔ امام مالک کے درجے اللہ تعالیٰ بلند فرمائے کہ انہوں نے مسجد نبوی کے درس میں قبر انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''کل یوخذ فی قولہ ویرد الا صاحب ھذا القبر صلی اللہ علیہ وسلم'' (۳۷)

خیال رہے کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں جنہیں ظلم کرتے ہوئے ایک نئے مکتب فکر کا بانی قرار دیا جا رہا ہے اور اس بے سروپا بات کو اتنی شدت سے دہرایا جا رہا ہے کہ وہ سچ معلوم ہونے لگی ہے۔ طواف قبر کے تو وہ بھی قائل نہیں ہیں بلکہ اس کو ناجائز سمجھتے ہیں فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

''بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے''۔ (۳۸)

میں کہتا ہوں کہ بریلویت کوئی مکتب فکر نہیں اگر خدانخواستہ یہ اصل دین سے علیحدہ مکتب فکر ہے پھر اس کے بانی مولانا احمد رضا خاں کیوں ہیں۔ برصغیر کا پورا خانقاہی سلسلہ، سارا ولی اللّٰہی خاندان، شاہ عبدالرحیم، شیخ ابوالرضا، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ محمد موسیٰ، شاہ مخصوص اللہ، علماء بدایوں، معقولات وفلسفہ کے امام علمائے خیر آباد، علمائے دہلی، علمائے لاہور اس کے بانی کیوں نہیں ہیں؟

کون اہل علم نہیں جانتا کہ برصغیر میں ان اختلافات کا آغاز ''اثر ابن عباس'' کے مسئلے سے شروع ہوا۔ تقویۃ الایمان نے ایک نیا فکر متعارف کرایا تو شہید آزادی امام فلسفہ ومعقولات مولانا فضل حق خیر آبادی نے ان کے رد میں امتناع النظیر اور تحقیق الفتویٰ ایسی بے نظیر کتابیں لکھیں، حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا عبدالسمیع رام پوری نے براہین قاطعہ کے جواب میں انوار ساطعہ لکھی جس پر حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے۔ ۱۲۴۰ھ میں جامع مسجد دہلی میں مشہور مباحثہ ہوا، پنجاب کے علماء نے نامور صوفی بزرگ خواجہ غلام فرید کی ثالثی میں بہاول پور میں مشہور مناظرہ کرایا، مولانا ابوالکلام آزاد کے والد نے دس جلدوں میں تقویۃ الایمان کے خلاف کتاب لکھی۔ تقویۃ الایمان کے خلاف سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔

یہ تو وہ دور ہے جب مولانا احمد رضا خان بریلوی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، اگر کسی کا خیال یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے نوزائیدہ تحریکوں کی طرح ایک نیا فکر پیش کر کے چند لوگ ہم خیال بنا لیے تھے اور بریلوی فرقہ وجود میں آ گیا تو یہ اس کی پرلے درجے کی جہالت اور برصغیر کی

سابقہ اور موجودہ تاریخ سے انتہائی بے خبری کی دلیل ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے حیات شبلی میں لکھا ہے۔

"تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا اس کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے" (۳۹)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ۱۹۳۷ء میں لکھا۔

"امرتسر میں مسلم آبادی ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے، اسی سال قبل تقریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی کہا جاتا ہے" (۴۰) شیخ محمد اکرام موج کوثر میں لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خان نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی (۴۱)

پروفیسر محمد اسلم سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے اپنے سفرنامہ ہند میں عارفانہ تجاہل کا عجیب و غریب مظاہرہ کیا ہے لکھتے ہیں۔

"بدایوں جا کر معلوم ہوا کہ جس طرح بریلوی ایک مکتب فکر کا نام ہے اسی طرح بدایوں بھی باقاعدہ ایک مکتب فکر ہے ان دونوں مذاہب میں کیا فرق ہے یہ کوئی بریلوی یا بدایونی ہی سکتا ہے" (۴۲)

اب کوئی کیسے اس بات کا یقین کرے کہ پروفیسر محمد اسلم ایسے مورخ اور فاضل آدمی کو برصغیر کی تاریخ سے اس قدر ناواقفیت ہے اور وہ صدق دل اور علمی بنیاد پر فاضل بریلوی کو ایک مکتب فکر کا بانی قرار دے رہے ہیں، برصغیر میں ہزاروں لاکھوں ایسے خانوادے ہیں جن کا مولانا احمد رضا خان بریلوی سے تعلیم و تعلم اور پیری مریدی کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ صدیوں سے اپنے بزرگوں مشائخ کے معمولات پر عمل پیرا ہیں، انہیں بریلوی کس حیثیت سے کہا جائے گا۔

شمالی مغربی ہندوستان یعنی سندھ بلوچستان اور جیسلمیر بیکانیر کے عظیم مصلح اور نامور سلسلہ قادریہ کے پیشوا حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ (مورث اعلیٰ پیر صاحب پاگارا) ہاتھوں اصلاح و تجدید کا عظیم الشان کام ہوا۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے لکھا ہے کہ حضرت سید راشد رحمۃ اللہ علیہ کا شمالی ہندوستان اور سندھ میں وہی مرتبہ تھا جو دوسری طرف شاہ ولی اللہ تھا۔ حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کا سارا مکتب فکر (جس میں یہ فقیر بھی شامل ہے) وقت کروڑ کے ہندسے کو چھو رہا ہے اور جسے بظاہر فاضل بریلوی کے ساتھ استادی شاگردی

پیری مریدی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پروفیسر محمد اسلم کی اصطلاح میں بریلوی ہے۔ کوئی بتائے کہ اس حسن فریب کو کیا نام دیا جائے۔

توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، مگر کسی کو توحید کا اجارہ دار بننے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ توحید کے درس اور رموز ان لوگوں کو سکھلائے جا رہے ہیں جو سرے سے دوسرے وجود کے قائل ہی نہیں ان کے وہاں تو ذات باری کے سوا دوسرے وجود کا تصور خود شرک اور دوئی ہے جو اللہ کے سوا دوسرا وجود ہی نہیں مانتے وہ زندوں مردوں کو کیونکر خدا سمجھ سکتے ہیں ان کا تو یہ عقیدہ ہے۔

کل ما فی الکون وھم او خیال

او عکوس فی المرایا او ظلال

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عالم اسلام کا قابل فخر نام ہے۔ کیا ان کی کتابیں، القول الجمیل، انفاس العارفین، الدر الثمین، الانتباہ، فیوض الحرمین وغیرہ سب دوسرے درجے کی کتابیں ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو شاہ صاحب کو برصغیر کی مسلمان اکثریت کا پیشوار ہنے دیا جائے۔ شاہ صاحب کا قریب ترین حلقہ ان کتابوں کو کیا حیثیت دیتا رہا ہے اس کے لیے شاہ صاحب کے وصال کے چند ہی روز بعد لکھے جانے والے آپ کے شاگرد سید محمد نعمان حسنی کے اس مکتوب کا مطالعہ فائدہ مند ہوگا جو انہوں نے شاہ صاحب کے خلیفہ شاہ سید ابوسعید علیہ الرحمۃ کو لکھا۔ اس میں شاہ صاحب کے وصال کی تفصیلات اس موقعہ پر خصوصی انوار و برکات اور فیوض کے صدور کی روح پرور داستان کے بعد لکھتے ہیں۔

"صاحب من! ظاہر صحبت عالیشان رو با استتار کشیدہ تصنیفات آنحضرت قریب نود، بل زیادہ در علوم دین از تفسیر، اصول فقہ، کلام و حدیث مثلاً حجۃ اللہ البالغہ، اسرار فقہ، منصور، وازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء و ترجمہ قرآن کہ ہر واحد قریب بہشتاد و نود جز کلاں بحجم خواہد بود و دیگر رسائل در حقائق و معارف مثلاً الطاف القدس، ہمعات، فیوض الحرمین و انفاس العارفین وغیرہ ہم کہ نشان از صحبت و برکت مے دہند مے باید کہ عزیمت بر آں آرند کہ ہمہ را نویسانده رائج نمائنده باندک توجہات سرانجام خواہد یافت و مثل ایں تصنیفات واللہ اعلم در اسلام تصنیف شدہ باشد یا نہ"۔ (۴۳)

"اے حضرت! حضرت والا کی ظاہری صحبت تو اب میسر نہیں آ سکتی آپ کی تصنیفات کی تعداد نوے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے علوم دین یعنی تفسیر، اصول فقہ کلام اور حدیث میں حجۃ اللہ

البالغہ، اسرارفقہ، منصور، ازالۃ الخفا اور ترجمہ قرآن کہ ان میں سے ہر ایک کی ضخامت اسی نوے جز کی ہوگی، اور حقائق و معارف پر مشتمل رسالے جیسے الطاف القدس، ہمعات، فیوض الحرمین اور انفاس العارفین جو حضرت کی صحبت و برکت کی نشاندہی کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ ہمت کریں کہ ان سب کو لکھوا کر رائج کریں یہ کام تھوڑی سی توجہ سے انجام پا جائے گا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اسلام میں ایسی کتابیں لکھی بھی گئی ہیں یا نہیں''؟

اندازہ فرمایا آپ نے! شاہ صاحب کی ان تصانیف کی قدر و منزلت شاہ صاحب کے اپنے حلقے میں، یہ داستان بہت طویل ہے تمام اہل علم حضرات سے میری اپیل ہے کہ وہ شاہ ولی اللہ کو ان کے ترجمانوں سے ہٹ کر براہ راست ان کی اپنی کتابوں کے ذریعے پڑھیں اور دیکھیں ہم شاہ صاحب کی تین کتابوں، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ اور الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم کے اردو تراجم اکٹھے شائع کر رہے ہیں القول الجمیل اور الانتباہ میں ہزاروں مشائخ کے سلسلے اور اسناد بیان کی گئی ہیں اس سے اندازہ کرنا چاہئے کہ شاہ صاحب مشائخ کے سلسلوں اور ان کی نسبتوں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں، قرآن و حدیث کی موجودگی میں بظاہر ایسی چیزوں پر اس قدر زور قلم صرف کرنا وقت اور توانائی کا بے جا استعمال معلوم ہوتا ہے مگر یہ اس دور کے مفکرین کا نظریہ ہے سلف صالحین نے ہمیشہ دین کو کتابوں کی بجائے شخصیات کے عمل اور زندہ نمونوں سے حاصل کرنے کو ترجیح دی ہے ان کا نظریہ یہ رہا ہے۔

چراغ زندہ مے خواہی در شب زندہ داراں زن
کہ بیداری بخت از بخت بیداراں شود پیدا

خاک راہ دردمندان طریق

فقیر سید محمد فاروق شاہ القادری

خادم خانقاہ عالیہ قادریہ شاہ آباد شریف
گڑھی اختیار خان، ضلع رحیم یار خان
۸ر ستمبر ۱۹۹۸ء

حواشی

(۱) انفاس العارفین:۴

(۲) ایضاً:۳۰۴

(۳) القول الجلی:۵۵

(۴) انفاس العارفین

(۵) نزہۃ الخواطر ۶:۱۴۵

(۶) شاہ ولی اللہ اوران کا فلسفہ:۱۹۳:۱۹۴ مولانا عبیداللہ سندھی

(۷) علم الکلام شبلی نعمانی:۸۷

(۸) افادات وملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی:۳۹۴ پروفیسر محمد سرور

(۹) انفاس العارفین

(۱۰) تاریخ دعوت وعزیمت ۵:۳۹۶

(۱۱) الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر:۴۰

(۱۲) تاریخ دعوت وعزیمت ۵:۱۰۷

(۱۳) القول الجلی:۴

(۱۴) یہ اس شخص کا عمل ہے جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس نے اجمیر اور سالار مسعودی کی قبر پر جانے کو شدید گناہ قرار دیا ہے۔

(۱۵) القول الجلی ۳۵ تا ۴۸ مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکیڈمی شاہ ابوالخیر مارگ دہلی

(۱۶) ماہنامہ الرحیم جنوری ۱۹۶۶ء شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ

(۱۷) تاریخ دعوت وعزیمت ۵:۴۰۸

(۱۸) اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ:۱۶۸ ادارہ تحقیقات اسلامی

(۱۹) تاریخ دعوت وعزیمت ۵:۴۰۹

(۲۰) القول الجلی:۴۷

(۲۱) ماہنامہ ''الرحیم'' فروری ۱۹۶۸ء حیدرآباد سندھ
(۲۲) انفاس العارفین: ۴۰۷ اردو ترجمہ از سید محمد فاروق القادری شائع کردہ المعارف لاہور و تصوف فاؤنڈیشن لاہور
(۲۳) الانتباہ: ۴۲ مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی ۱۳۱۱ھ
(۲۴) ایضاً ۴۷: ۷: ۷۷
(۲۵) ایضاً: ۵۱
(۲۶) ایضاً: ۱۳۹
(۲۷) ایضاً: ۹۲
(۲۸) ایضاً: ۲۵
(۲۹) ایضاً: ۱۰۰
(۳۰) انفاس العارفین: ۵۲
(۳۱) الانتباہ: ۱۴۳
(۳۲) کتب لیست من الاسلام ۱۱: ۱۲۷ المکتب الاسلام بیروت
(۳۳) الانتباہ ۱۳۸: ۱۳۶
(۳۴) ایضاً: ۱۰۰
(۳۵) تاریخ دعوت و عزیمت ۵: ۳۹۹ ادارہ نشریات اسلام کراچی
(۳۶) احکام شریعت: ۳: ۱۵
(۳۷) حیات شبلی ۴۴: ۴۶
(۳۸) شمع توحید: ۴۰ مطبوعہ سرگودھا
(۳۹) موج کوثر طبع نہم: ۷۰
(۴۰) سفرنامہ ہندستان: ۳۰۴
(۴۱) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات: ۶: ۲: مطبوعہ لاہور

القول الجميل فی بیان سواء السبیل

خانقاہی نظام اس کے آداب واشغال اور
بیماریوں کے روحانی علاج پر مستند کتاب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتحقیق

سید محمد فاروق القادری

فہرست مضامین

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے بنی آدم کے دلوں کو فیضان انوار کے قابل اور معارف واسرار کی امانت کے لائق بنایا اور برگزیدہ انبیائے کرام کو ہدایت اور دعوت کے لیے منتخب فرمایا تا کہ وہ عبادات اور اذکار کے حصول اور ان پر عمل پیرا ہونے کے راستے متعین کردیں، پھر اس نے متقی اور جید علمائے کرام کو انبیاء کا جانشین اور وارث بنادیا تا کہ وہ ان کے علم اور فیض کو ہمیشہ جاری وساری رکھیں۔

بلاشبہ ان میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق وصداقت کی علمبردار رہے گی اور لوگوں میں سے گم کردہ راہ افراد ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ یہ لوگ ایسے چراغ ہدایت ہیں جن کے ذریعے مخلوق نفس کے اندھیروں سے نکل کر قرب خداوندی کے راستے پر گامزن ہوتی ہے چنانچہ جو صاحب دل ہے اور اس نے کلام ہدایت توجہ سے سنا، وہ سرفراز ہوا اور دائمی نعمتوں اور جنت کی بہاروں کا مستحق ٹھہرا، البتہ جس نے روگردانی کی اور منہ پھیرا وہ راستے سے بھٹک گیا اور مقام انسانیت سے نیچے گر گیا، اس کے لیے دوزخ اور گرم پانی ہے اور اسکا کوئی مددگار نہیں۔

ہم اللہ تعالٰی کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے نفس کی حرکتوں اور عمل کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ اپنی ہدایت کی توفیق ارزانی نہ کرے اسے کوئی راہ پر نہیں چلاسکتا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے

آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد خاص اور رسول ہیں آپ کو اللہ نے حق کے ساتھ بشیر ونذیر بنا کر بھیجا آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور درود وسلام ہوں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد بندہ ضعیف، رحمت خداوندی کا امیدوار ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم (اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو اپنی خصوصی رحمت کا سایہ مرحمت کرے اور آخرت میں دائمی نعمت کے خزانے سے سرفراز کرے) عرض کرتا ہے کہ یہ کتاب اصول طریقت اور اس سے متعلق موضوعات پر مشتمل ہے یہ وہ اصول اور قواعد ہیں جنہیں ہم نے اپنے سلسلۂ نقشبندیہ، قادریہ اور سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ سے حاصل کیا ہے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، میں نے اس کتاب کا نام ''القول الجمیل فی بیان سواء السبیل'' تجویز کیا ہے۔ اللہ کی ذات ہی میرے لیے کافی اور بہتر کارساز ہے اور گناہوں سے اجتناب اور نیکیوں کی توفیق اسی کے فضل ہی سے ممکن ہے۔

باب ۱:

بیعت

ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ، یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح:۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے، تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے برے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ لوگوں نے آپ سے بیعت کی، کبھی ہجرت اور جہاد پر، کبھی ارکان اسلام کے قیام اور ادائیگی پر اور کبھی جہاد میں ثابت قدمی پر، اسی طرح بعض مواقع پر سنت کی پیروی، بدعات سے بچنے اور عبادات الٰہی میں ذوق وشوق پر بھی آپ سے بیعت کی گئی۔ صحیح روایات میں آیا ہے کہ آپ نے انصار کی عورتوں سے میت پر بین نہ کرنے پر بیعت لی۔

ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فقرائے مہاجرین سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے اگر کسی سے دوران سفر کوڑا گر جاتا تو وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر اسے اٹھانے کو سوال پر ترجیح دیتا۔ لہٰذا اس بات میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عمل اہتمام اور عبادت کے طور پر ثابت ہے اس کی حیثیت دینی سنت کے طور پر مسلم ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین پر اس کے خلیفہ، قرآن اور حکمت کے طور پر جو کچھ نازل ہوا اس کے عالم، کتاب وسنت کے معلم اور امت کے مزکی (پاک کرنے والے) تھے۔ چنانچہ آپ نے خلیفہ کی حیثیت سے جو عمل کیا وہ بعد والے خلفاء کے لیے سنت قرار پایا اور آپ نے کتاب وسنت کے معلم اور مزکی کی حیثیت میں جو نمونہ پیش کیا وہ علمائے حقانی کے لیے سنت ٹھہرا۔

اب ہم بیعت پر کچھ گفتگو کر لیتے ہیں کہ وہ کون سی قسم سے متعلق ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ بیعت صرف خلافت کے لیے ہو سکتی ہے صوفیائے کرام نے بیعت کا جو سلسلہ شروع

کر رکھا ہے اس کی شرعا کوئی حیثیت نہیں۔
یہ نظریہ بالکل غلط ہے چنانچہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ ارکان اسلام کی اقامت پر بیعت لی ہے۔ بعض دفعہ آپ نے سنت کی پیروی پر بیعت لی ہے۔ صحیح بخاری شاہد ہے کہ آپ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے بیعت لی۔ اسی طرح آپ نے انصار کی ایک جماعت سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی کی پرواہ نہیں کریں گے اور کسی کا خوف دل میں نہیں لائیں گے اور ہر حال میں حق کا دامن نہیں چھوڑیں گے، چنانچہ ان میں سے ہر شخص امراء اور بادشاہوں پر کھل کر تنقید کرتا تھا۔ اسی طرح آپ نے انصار کی عورتوں سے میت پر بین نہ کرنے پر بیعت لی۔ ان کے علاوہ کئی اور امور پر بیعت ثابت ہے ظاہر ہے یہ بیعت تزکیۂ نفس، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بیعت کی کئی قسمیں ہیں مثلاً بیعتِ خلافت، بیعتِ تقویٰ، بیعتِ ہجرت، بیعتِ جہاد، بیعتِ ثابت قدمی جہاد وغیرہ۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر بیعت بعد والے خلفاء کے دور میں متروک رہی۔ اسی طرح خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی اسلام کی بیعت نہیں ہوئی تاہم اس کی وجہ یہ تھی کہ خلفائے راشدین کے دور میں قبول اسلام شان وشوکت اور حق کے دبدبے اور وقار کی بنا پر تھا جب کہ بعد والے بادشاہوں کے زمانے میں بیعت اسلام اس بنا پر متروک رہی کہ ان میں سے اکثر ظالم اور بدکردار تھے، انہیں احیائے سنت اور اقامتِ دین سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

اسی طرح تقویٰ اور پرہیزگاری پر بیعت بھی اس دور میں نہیں ہوئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ خلفائے راشدین کے دور میں صحابہ کرام بڑی تعداد میں موجود تھے۔ یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ کے فیض یافتہ اور آپ کی ذات گرامی کی تربیت سے تزکیۂ نفوس کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ چنانچہ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے لیے انہیں کسی خلیفہ سے بیعت کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بعد والے بادشاہوں کے دور میں بیعت کا سلسلہ اس لیے نہ چلا کہ کہیں اس سے تفرقہ کا دروازہ نہ کھل جائے یا اسے بیعت خلافت نہ سمجھ لیا جائے۔ اس سے فتنوں کا اندیشہ تھا۔ البتہ اس زمانے میں مشائخ صوفیاء بیعت کی بجائے خرقہ پوشی سے دینی مقاصد حاصل کرتے رہے، بعد والے دور میں یہ رسم ختم ہوئی تو مشائخ صوفیاء نے موقع غنیمت

جان کر سنت بیعت کو دوبارہ لازم پکڑ لیا۔

باب ۲:

بیعت کی حیثیت آداب اور شرائطِ مرشد

یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ بیعت واجب ہے یا سنت، یا بیعت کے سنت ہونے میں حکمت کیا ہے، اسی طرح بیعت لینے والے کی اہلیت اور شرائط کیا ہیں، ایفائے بیعت کیا ہے اور بیعت توڑنے سے مراد کیا ہے؟ نیز ایک ہی بزرگ یا دوسرے بزرگوں سے دبارہ بیعت جائز ہے کہ نہیں۔ اسی طرح بیعت کے لیے کون سے الفاظ منقول اور متداول ہیں؟

اس سلسلے میں عرض ہے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے ذریعے یقیناً قرب خداوندی حاصل کیا، مگر کسی شرعی دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ تارک بیعت کو گناہ گار قرار دیا گیا ہو۔ اس پر ائمہ دین میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے، گویا بیعت کے واجب نہ ہونے پر اجماع ہے۔

اس میں حکمت، یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور طریقہ یہ ہے کہ اس نے نفس میں مخفی امور کو ظاہری افعال واقوال سے وابستہ کر دیا ہے اور ایک اعتبار سے زبان کو دل اور ضمیر کا ترجمان قرار دیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور قیامت کی تصدیق قلبی مخفی امر ہے چنانچہ یہاں اقرار کو تصدیق قلبی کا قائم مقام بنا دیا گیا ہے، اسی طرح خریدار اور دکاندار کا خریدی جانے والی چیز پر رضا مندی یا سودا دراصل دلی معاملہ ہے مگر یہاں زبان کو باطن کا قائم مقام بنا کر طے شدہ ظاہری سودے کو تسلیم کر لیا گیا۔ ٹھیک اسی طرح توبہ، گناہوں سے اجتناب کا پختہ ارادہ اور تقویٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ایک مخفی اور قلبی معاملہ ہے چنانچہ یہاں بیعت کو اقرار اس کی پختگی کا قائم مقام بنا دیا گیا ہے۔

مرشد کی اہلیت اور شرائط میں سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث کا علم رکھتا ہو۔ اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ ان علوم میں چوٹی کی مہارت رکھتا ہو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے ضروری علوم سے باخبر ہو مثلاً تفسیر مدارک یا جلالین یا اس قسم کی کوئی اور کتاب کسی جید عالم دین سے سمجھ چکا ہو۔ قرآن مجید کے مطالب ومعانی اس کی لغات مشکلہ، شان نزول اعراب اور قصص وغیرہ سے باخبر ہو، اسی طرح احادیث میں کم از کم

وہ مشکوٰۃ المصابیح کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھ چکا ہو۔ نیز اسے اس کے معانی، محاورات، مشکل اور نادر تراکیب سے واقفیت ہو، نیز وہ اعراب مشکل اور تاویل معضل کے سلسلے میں فقہاء کی آر سے مطابقت سے باخبر ہو (مشکل سے مراد وہ دشوار لفظ ہے جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی پیچید ہو اور معضل وہ ہے جس کے معنی مشتبہ ہوں کسی ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکتی ہو)

اس کے لیے قرآن مجید کا حافظ ہونا یا راویوں کے حالات سے باخبر ہونا ضروری نہیں آپ جانتے ہیں کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث مرسل اور حدیث منقطع بھی قبول کر لیتے تھے مقصد یہ ہے کہ حدیث کے بارے میں اس بات کا پختہ یقین ہو جائے کہ اس کی اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ شیخ (مرشد) اصول فقہ، علم کلام اور فقہ و فتویٰ کی معمو جزئیات تک سے واقف ہو، ہم نے ابتدا میں شیخ کے لیے علم ضروری قرار دیا ہے اس کی وجہ ہے کہ بیعت سے اصلی غرض اور مقصود یہ ہے کہ مرید کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے ا قلبی سکون اور باطنی فیضان کے لیے اس کی رہنمائی کرے۔ اسی طرح اسے بری عادات و خصائل سے نجات دلائے اور اس میں اچھے اخلاق و عادات پیدا کرے تاکہ وہ یہ تمام چیز اپنے اندر جذب کر کے ان پر عمل پیرا ہو۔ اب جو شخص خود عالم نہیں ہے وہ یہ سارا کام کس طر انجام دے گا۔

اس بات پر سارے مشائخ صوفیاء متفق اللسان ہیں کہ وعظ و تقریر صرف وہی شخص کر سک ہے جو قرآن و حدیث جانتا ہو، سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں۔ البتہ اگر کوئی ایسا شخص جس نے ظاہری علوم زیادہ حاصل نہ کیے ہوں مگر اس نے ایک لمبا عرصہ صاحب تقویٰ علماء کی صحب اٹھائی ہو ان سے تربیت حاصل کی ہو اور وہ حلال و حرام کی تحقیق و تفتیش کے بارے میں انتہ مستعد ہو، کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی چیز کو اہمیت نہ دیتا ہو تو شاید سلوک و ارشاد کا فر انجام دینے میں یہ چیزیں اس کے لئے کافی ثابت ہو جائیں۔

مرشد کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف اور تقویٰ کے بلند مرتبے پر فائز ہو، ا کے لیے ضروری ہے کہ وہ کبیرہ گناہ سے آزاد اور صغیرہ گناہوں پر اڑتے والا نہ ہو۔

مرشد کے لیے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتا ہو، اور اس طرف راغب ہو، موکد عبادات پابندی سے ادا کرتا ہو، اور صحیح احادیث میں وارد ذکر اذکار پر عا

ہو، ہمیشہ اپنے دل میں اللہ سے لو لگائے رکھے اور اسے یادداشت کی مشق کامل حاصل ہو۔
مرشد کے لیے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ صائب الرائے اور صاحب الرائے ہو مستقل مزاج ہو، نہ کہ ہرجائی، صاحب مروت اور عقل کامل کا مالک ہو، تاکہ امر و نہی کے سلسلے میں اس پر اعتماد کیا جاسکے۔
ارشاد خداوندی ہے:
مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ
''ایسے گواہ جن کو پسند کرو'' (البقرہ: ۲۸۲)
اس سے صاحب تلقین وارشاد (مرشد) کے بارے میں عدالت وتقویٰ کی اہمیت وضرورت کا اندازہ آپ خود کرلیں۔
مرشد کے لیے پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ طویل عرصہ تک مسلم مشائخ کی صحبت اور تربیت سے فیض حاصل کر چکا ہو۔ اس نے دوران تربیت مشائخ سے باطنی نور اور قلبی سکون کی دولت حاصل کی ہو، یہ اس لیے کہ سنت الٰہی کے مطابق انسان اس وقت تک فلاح حاصل نہیں کرتا جب تک اس کا تعلق اور واسطہ فلاح یافتہ افراد سے نہ پڑے، جس طرح علماء کی تعلیم وتدریس کے بغیر کوئی بھی علم حاصل نہیں کرسکتا۔ یہی صورت باقی پیشوں اور ہنروں میں ہے۔
اس معاملے (سلوک وارشاد) میں کرامات اور خوارق عادات کا ظہور ضروری ہے اور نہ شرط، اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ مرشد گزر بسر کے لیے کوئی دنیوی کام نہ کرے۔ کرامات اور خرق عادات مجاہدات کا نتیجہ ہیں ان کی شرط نہیں ہے، مغلوب الحال لوگوں کو دلیل نہ بنایا جائے۔ سنت یہ ہے کہ تھوڑے پر قناعت اور شبہات کے مواقع سے پرہیز کیا جائے۔
بیعت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ بالغ عاقل ہو اور اس معاملے میں شوق اور دلچسپی رکھتا ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لیے ایک بچہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، دعا فرمایا مگر اس سے بیعت نہ لی۔ بعض مشائخ صوفیاء تبرک اور نیک فال کے طور پر چھوٹے بچوں کی بیعت بھی درست سمجھتے ہیں۔
مشائخ کے یہاں بیعت کا جو سلسلہ جاری ہے اس کی تین صورتیں ہیں مثلاً گناہوں سے توبہ پر بیعت، اسناد حدیث کے سلسلے کی طرح مشائخ کے سلسلے میں شامل ہونے اور برکت حاصل کرنے کی نیت سے بیعت اور احکام الٰہی پر صدق دل اور مصمم ارادے کے ساتھ عمل پیرا

وہ مشکوٰۃ المصابیح کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھ چکا ہو۔ نیز اسے اس کے معانی، محاورات، مشکل اور نادر تراکیب سے واقفیت ہو، نیز وہ اعراب مشکل اور تاویل معضل کے سلسلے میں فقہاء کی آرا سے مطابقت سے باخبر ہو (مشکل سے مراد وہ دشوار لفظ ہے جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی پیچیدہ ہو اور معضل وہ ہے جس کے معنی مشتبہ ہوں کسی ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکتی ہو)

اس کے لیے قرآن مجید کا حافظ ہونا یا راویوں کے حالات سے باخبر ہونا ضروری نہیں آپ جانتے ہیں کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث مرسل اور حدیث منقطع بھی قبول کر لیتے تھے مقصد یہ ہے کہ حدیث کے بارے میں اس بات کا پختہ یقین ہو جائے کہ اس کی اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ شیخ (مرشد) اصول فقہ، علم کلام اور فقہ و فتویٰ کی معمولی جزئیات تک سے واقف ہو، ہم نے ابتدا میں شیخ کے لیے علم ضروری قرار دیا ہے اس کی وجہ ہے کہ بیعت سے اصلی غرض اور مقصود یہ ہے کہ مرید کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور قلبی سکون اور باطنی فیضان کے لیے اس کی رہنمائی کرے۔ اسی طرح اسے بری عادات وخصائل سے نجات دلائے اور اس میں اچھے اخلاق وعادات پیدا کرے تاکہ وہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر جذب کر کے ان پر عمل پیرا ہو۔ اب جو شخص خود عالم نہیں ہے وہ یہ سارا کام کس طرح انجام دے گا۔

اس بات پر سارے مشائخ صوفیاء متفق اللسان ہیں کہ وعظ وتقریر صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو قرآن وحدیث جانتا ہو، سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں۔ البتہ اگر کوئی ایسا شخص جس نے ظاہری علوم زیادہ حاصل نہ کیے ہوں مگر اس نے ایک لمبا عرصہ صاحب تقویٰ علماء کی صحبت اٹھائی ہو ان سے تربیت حاصل کی ہو اور وہ حلال وحرام کی تحقیق وتفتیش کے بارے میں اہتمام مستعد ہو، کتاب وسنت کے مقابلے میں کسی چیز کو اہمیت نہ دیتا ہو تو شاید سلوک وارشاد کا فریضہ انجام دینے میں یہ چیزیں اس کے لئے کافی ثابت ہو جائیں۔

مرشد کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عدل وانصاف اور تقویٰ کے بلند مرتبے پر فائز ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کبیرہ گناہ سے آزاد اور صغیرہ گناہوں پر اڑنے والا نہ ہو۔

مرشد کے لیے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتا ہو، اور اس طرف راغب ہو، موکد عبادات پابندی سے ادا کرتا ہو، اور صحیح احادیث میں وارد ذکر اذکار پر عامل

ہو، ہمیشہ اپنے دل میں اللہ سے لو لگائے رکھے اور اسے یادداشت کی مشق کامل حاصل ہو۔

مرشد کے لیے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ صائب الرائے اور صاحب الرائے ہو مستقل مزاج ہو، نہ کہ ہرجائی، صاحب مروت اور عقل کامل کا مالک ہو، تاکہ امر ونہی کے سلسلے میں اس پر اعتماد کیا جاسکے۔

ارشاد خداوندی ہے:

مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

"ایسے گواہ جن کو پسند کرو" (البقرہ:۲۸۲)

اس سے صاحب تلقین وارشاد (مرشد) کے بارے میں عدالت وتقویٰ کی اہمیت وضرورت کا اندازہ آپ خود کرلیں۔

مرشد کے لیے پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ طویل عرصہ تک مسلم مشائخ کی صحبت اور تربیت سے فیض حاصل کر چکا ہو۔ اس نے دوران تربیت مشائخ سے باطنی نور اور قلبی سکون کی دولت حاصل کی ہو، یہ اس لیے کہ سنت الٰہی کے مطابق انسان اس وقت تک فلاح حاصل نہیں کرتا جب تک اس کا تعلق اور واسطہ فلاح یافتہ افراد سے نہ پڑے، جس طرح علماء کی تعلیم وتدریس کے بغیر کوئی بھی علم حاصل نہیں کرسکتا۔ یہی صورت باقی پیشوں اور ہنروں میں ہے۔

اس معاملے (سلوک وارشاد) میں کرامات اور خوارق عادات کا ظہور ضروری ہے اور نہ شرط، اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ مرشد بسر کے لیے کوئی دنیوی کام نہ کرے۔ کرامات اور خرق عادات مجاہدات کا نتیجہ ہیں کہ لی شرط نہیں ہے، مغلوب الحال لوگوں کو دلیل نہ بنایا جائے۔ سنت یہ ہے کہ تھوڑے پر قناعت اور شبہات کے مواقع سے پرہیز کیا جائے۔

بیعت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ بالغ عاقل ہو اور اس معاملے میں شوق اور دلچسپی رکھتا ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لیے ایک بچہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، دعا فرمایا مگر اس سے بیعت نہ لی۔ بعض مشائخ صوفیاء تبرک اور نیک فال کے طور پر چھوٹے بچوں کی بیعت بھی درست سمجھتے ہیں۔

مشائخ کے یہاں بیعت کا جو سلسلہ جاری ہے اس کی تین صورتیں ہیں مثلاً گناہوں سے توبہ پر بیعت، اسناد حدیث کے سلسلے کی طرح مشائخ کے سلسلے میں شامل ہونے اور برکت حاصل کرنے کی نیت سے بیعت اور احکام الٰہی پر صدق دل اور مصمم ارادے کے ساتھ عمل پیرا

ہونے اور دل کو اللہ جل شانہ سے وابستہ کرنے کے عزم پر بیعت، اور یہی تیسرا طریقہ اصل اور مقصود ہے۔

پہلی دونوں صورتوں میں بیعت کی تکمیل اور اسے پورا کرنے یا اس کے ساتھ وفاداری نبھانے سے مراد یہ ہے کہ مرید کبیرہ گناہوں سے بچے صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے، فرائض، سنن اور مستحبات کی پابندی کرے۔ بیعت توڑنے یا اس عہد سے باہر نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ مرید ان ساری باتوں سے روگردانی کرے۔

تیسری صورت میں بیعت کے عہد کو نبھانے اور اسے پورا کرنے سے مراد یہ ہے کہ مرید ریاضت و مجاہدہ میں اتنی محنت کرے کہ بالآخر وہ اطمینان اور یقین کے نور سے منور ہو جائے، یہاں تک کہ یہ ساری چیزیں بطور عادت اور فطرت اس سے صادر ہونے لگیں اس حالت میں بعض دفعہ سالک کو ایسی چیزوں کی اجازت دی جاتی ہے، جن کی شریعت نے اجازت دی ہے اس میں بعض جسمانی فائدہ بخش چیزیں یا ایسی چیزیں جن کی ضرورت پڑتی ہے شامل ہیں مثلاً علوم دینی کی تدریس و تعلیم، یا عہدۂ قضا، اس بیعت یا عہد کو توڑنا یہ ہے کہ مرید مذکورہ امور سے عمداً غافل ہو جائے۔

دوبارہ بیعت کرنا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری بار بیعت لینا ثابت ہے۔ اسی طرح مشائخ صوفیاء سے بھی دوسری دفعہ بیعت لینا منقول ہے اگر دوسرے مرشد سے بیعت پہلے پیر میں کسی خلل یا غیر مشروع بات ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح مرشد کی وفات یا اس کے اس طرح غائب ہو جانے کی صورت میں بھی کوئی حرج نہیں جس میں اس کی واپسی کی امید باقی نہ رہی ہو، البتہ بلا وجہ دوسرے شیخ سے بیعت کرنا اسے ایک کھیل سمجھنا ہے، اس طرح نہ تو برکت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی مشائخ دلی توجہ کرتے ہیں۔

بیعت کے الفاظ: مشائخ سلف سے بیعت کا جو طریقہ بیان ہوا ہے اس کے مطابق پہلے شیخ خطبہ مسنونہ پڑھے جو یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهٖ

وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔

اس کے بعد مرید کو ایمان کی اجمالاً تلقین کرے اور کہے کہ کہو: میں ایمان لایا اللہ پر اور ایمان لایا اس پر جو کچھ اللہ کی طرف سے آیا مراد خداوندی کے مطابق اور میں ایمان لایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کچھ اللہ کی طرف سے آپ کے پاس آیا آپ کی تشریح اور مراد کے مطابق اور دین اسلام کے سوا میں تمام دینوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں اسی طرح میں ہر قسم کے گناہوں اور نافرمانی سے توبہ کرتا ہوں، میں اسلام کی تجدید کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اس کے بعد مرید سے کہے، کہو:

میں نے بیعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے خلفاء کے واسطے سے، پانچ باتوں پر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اس گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور رمضان کے روزوں پر اور استطاعت کی صورت میں حج بیعت اللہ پر۔

پھر مرید سے کہے، کہو:

میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے خلفاء کے واسطے سے اس بات پر بیعت کی کہ میں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کروں گا، چوری نہ کروں گا، بدکاری نہیں کروں گا، قتل نہیں کروں گا اور اپنی طرف سے کسی پر بہتان نہیں لگاؤں گا اور کسی امر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد قرآن مجید کی یہ دو آیتیں پڑھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ:۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:۱۰)

وہ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اتنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو

اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

اس کے بعد مرشد اپنے لیے، اپنے مرید کے لیے اور حاضرین کے لیے دعا کرے ا
کہے بَارَکَ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ "اس کے بعد اس تلقین میں کوئی حرج نہیں
مرید سے کہے، کہو:

میں نے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ اعظم قطب اکمل خواجہ نقشبند رح
اللہ علیہ سے، یا میں نے سلسلۂ عالیہ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے حضرت سید محی الدین عبدالق
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف، یا میں نے سلسلۂ عالیہ چشتیہ اختیار کیا جس کی نسبت ہے حضرت
معین الدین سجزی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ۔ بار الٰہ ہمیں اس سلسلے کی برکات نصیب کر اور ہمیں
سلسلے کے اولیاء اللہ کے ساتھ اٹھا اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے یہ توفیق ارزانی فرما۔

میں نے اپنے والد گرامی سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں آنحضور صلی
علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپ نے میرے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں کر لے
چنانچہ میں بیعت کے وقت خواب کے مطابق مصافحہ کرتا ہوں، البتہ عورتیں بیعت کے و
کپڑے کا ایک کونہ پکڑ لیں جب کہ دوسرا کونا مرشد اپنے ہاتھوں میں لے لے۔ واللہ اعلم۔

باب ۳:

تعلیم و تربیت سالک

سالکین کی تربیت کے کئی درجے ہیں، سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ شیخ سا
کے فکر و عقیدے میں تبدیلی لائے، جب بھی کوئی شخص اللہ کے راستے پر چلنے کے سلسلے میں
اور آمادگی ظاہر کرے اسے سلف صالحین کے عقیدے کے مطابق اپنے نظریات صحیح کر
تیار کرے۔ واجب الوجود کے اثبات، اس کی وحدانیت اور معبود برحق ہونے کا عقیدہ اس
ذہن میں بٹھائے اور یہ کہ وہ تمام صفات کمال مثلاً حیات، علم، قدرت، ارادہ اور دوسری
ایسی صفات جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف فرمایا ہے ان کا مالک ہے
طرح وہ تمام صفات کمال جو مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات
ذریعے ثابت ہیں صحیح اور حق ہیں۔ اسی طرح وہ اس بات کا عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نقص ا
کی تمام صورتوں مثلاً جسم، احتیاج مکانی، عرض ہونے، طرف اور جہت میں ہونے اور ا

کال سے منزہ اور پاک ہے۔
البتہ اس کے عرش پر متمکن ہونے، ہنسنے اور اس کے ہاتھوں کے سلسلے میں جو اشارات
د ہوئے ہیں ہم اجمالی طور پر ان پر ایمان رکھتے ہیں، مگر ان کی تفصیلات علم الٰہی پر چھوڑتے
ے۔ اللہ تعالیٰ کی ان چیزوں کی طرف نسبت ہمارے تصور نسبت سے بالکل مختلف ہے یہ
کہ۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

ہمارے لیے اس قدر بس ہے کہ یہ چیزیں اس کے لیے ثابت ہیں جیسا کہ قرآن مجید
ا ہے۔

اسی طرح شیخ مرید کے ذہن میں یہ عقیدہ جاگزیں کر دے کہ تمام انبیائے کرام برحق
ں۔ خصوصاً ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں۔ آپ کی
عداری اور اطاعت فرض ہے۔ آپ نے جن چیزوں کا حکم فرمایا، جن باتوں سے منع فرمایا،
کچھ آپ نے بیان فرمایا، چاہے اس کا تعلق ذات وصفات خداوندی سے ہے یا مرنے کے
ر دوبارہ جی اٹھنے سے، اسی طرح جنت، دوزخ، حشر، حساب، قیامت، عذاب قبر، حوض کوثر،
راط، میزان اور رویت الٰہی سے متعلق جو کچھ آپ سے صحیح روایات کے ذریعے ہم تک پہنچا
ہ سب حق اور درست ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

عقائد کی تصحیح کے بعد مرشد مرید پر اپنی توجہ مبذول کر کے اسے کبیرہ گناہوں سے اجتناب
ر صغیرہ گناہوں پر ندامت کے لیے تیار کرے۔ سچ یہ ہے کہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس کے
رے میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں دوزخ، عذاب شدید کی وعید آئی ہے اور جو محدثین
کے نزدیک واضح اور مشہور ہو یا اس کے مرتکب کو کافر قرار دیا گیا مثلاً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد کہ جس نے جان بوجھ کر نماز قضا کی اس نے کفر کیا، دوسری جگہ فرمایا گیا کہ مسلمانوں
ور مشرکین کے درمیان فرق نماز ہے، جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا یا کبیرہ وہ گناہ ہے
س کے مرتکب پر شریعت میں حد مقرر کی گئی ہے۔ مثلاً چوری، زنا، رہزنی، شراب نوشی، اسی
رح ہر وہ گناہ جو عقل کے نزدیک برائی میں کبیرہ کے برابر یا اس سے بڑا ہے کبیرہ میں شامل
ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا عبادت میں یا روزی اور شفا وغیرہ کے سلسلے میں غیر
اللہ سے مدد چاہنا۔ چنانچہ ان باتوں سے بچنے کے لیے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں

اشارہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح کاہن کی تصدیق، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی، قرآن مجید اور فرشتوں کے بارے میں سطحی گفتگو یا تمسخر بھی کبیرہ گناہوں کے ذیل میں آتے ہیں۔ ان کے علاوہ نماز، روزہ اور فرضیت کے باوجود حج ایسی ضروری عبادات کا ترک، قتل ناحق، اپنی اولاد کا قتل اور خودکشی بھی کبیرہ گناہ ہیں۔

اسی طرح زنا، لواطت، منشیات کا استعمال، چوری، ڈاکہ، سرکاری مال کی چوری، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم، پاک دامن عورت پر بدکاری کی تہمت، یتیم کا مال کھانا، والدین کی نافرمانی قطع رحمی، ناپ تول میں کمی، سود خوری، میدان جہاد سے فرار، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹی بات منسوب کرنا، عدالتی امور میں رشوت لینا، محرمات سے نکاح کرنا، بدرویہ مردوں عورتوں کے درمیان معاملات کرانا، حاکم کو بھڑکانا تاکہ وہ قتل کرے یا کسی کی جائیداد ضبط کرلے، دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت نہ کرنا، کافروں سے دوستی رکھنا اور مسلمانوں کے مقابلے میں ان کا خیر خواہ بننا، جوا کھیلنا اور جادو کرنا سب گناہ کبیرہ ہیں۔

گناہ صغیرہ وہ ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے یا وہ کسی جائز حکم کے خلاف ہیں، ان سے دین کے کسی مسلم حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

اس کے بعد مرشد مرید کی زندگی میں ارکان اسلام مثلاً طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی محبت اور ان پر عمل کا جذبہ پیدا کرے۔ یہ ارکان مرید سے ان آداب خصوصیات اور طریقوں کے مطابق ادا کرائے جائیں جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔

اس کے بعد شیخ سالک کی زندگی کے عمومی مسائل مثلاً کھانا پینا، لباس، کلام، مخلوق کے ساتھ میل جول وغیرہ پر نگاہ کرے اور ساتھ ہی اس کے خانگی معاملات مثلاً نکاح، نوکروں چاکروں کے حقوق اور اولاد کے حقوق کی اہمیت اس پر واضح کرے۔ اس کے بعد معاملات مثلاً خرید و فروخت، عہد و پیمان اور ہر قسم کے لین دین پر اس کی اس طرح تربیت کرے کہ وہ سنت نبوی کے مطابق بغیر سستی اور بوجھ کے صحیح صحیح ادا کرنے لگے۔

اب مرشد سالک کو صبح، شام اور رات کے وقت کے اذکار و اوراد کی تعلیم دے۔ اسی طرح اسے اخلاقی فضائل اور آداب سے آراستہ کرے، ریا، خود پسندی، حسد، کینہ وغیرہ سے اسے نجات دلائے اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت، آخرت کی یاد، ذکر و فکر کی مجالس سے محبت اور مسجد سے تعلق خاطر پیدا کرے۔ جس وقت مرید یہ آداب حاصل کرلے اور اس منزل

آجائے تو اب اسے اشغال باطنی میں لگانا چاہئے۔ اب سالک ہر وقت اپنا دل اللہ سے لگائے رکھے اور نگاہ دل سے اس کے جمال میں مستغرق رہے۔

طوالت کے خوف سے ہم نے ان امور کا تفصیلی ذکر اس توقع اور امید پر چھوڑ دیا ہے کہ سالک قرآن مجید، حدیث مبارکہ، فقہ اور اوسط درجے کی کتابوں مثلاً "ریاض الصالحین" عقیدہ عضدیہ وغیرہ سے خود واقف ہے اور ان کا علم رکھتا ہے اگر کسی کو ان کتابوں سے براہ راست واقفیت میں دشواری ہو تو اسے چاہئے وہ کسی معتبر عالم دین سے دریافت کر لے۔

باب ۴:

اشغال مشائخ قادریہ

مشائخ قادریہ، پیشوائے سلسلہ شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مریدین و منتسبین ہیں۔ یہ حضرات سب سے پہلے جس چیز کی تلقین کرتے ہیں وہ ذکر بالجہر ہے، ذکر بالجہر سے مراد بہت بلند آواز سے ذکر کرنا نہیں ہے، چنانچہ اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی خلاف ورزی نہیں ہوتی جس میں آپ نے فرمایا ہے۔ اپنے آپ پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔

ذکر جہری میں ایک صورت اسم ذات (اللہ) کا ذکر ہے وہ یا تو ایک ضرب سے ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات یعنی اللہ کو سختی، درازی اور بلند آواز سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ ادا کرے، پھر ٹھہر جائے۔ یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر واپس آجائے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرتا رہے۔

یا ذکر دو ضربی ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل پر ضرب کرے اور اسے بغیر وقفہ کے بار بار کرے مناسب یہ ہے کہ ضرب قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہو تا کہ دل پر اثر ہو اور اس میں یکسوئی پیدا ہو، پریشان خاطری اور وسواس رفع ہو جائیں۔

یا ذکر سہ ضربی ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے ایک بار داہنے زانو میں دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری دفعہ دل میں ضرب کرے تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔

اور ذکر چار ضربی کی شکل یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے، ایک بار داہنے زانو میں، دوسری بار

بائیں زانو میں، تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے چوتھی ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔

ذکر جہری میں ایک صورت نفی واثبات کی ہے اور وہ ہے لا الہ الا اللہ۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی صورت میں قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور اپنی آنکھیں بند کر لے، لا کہے گویا اسے اپنی ناف سے نکالتا ہے، پھر اسے کھینچے یہاں تک کہ داہنے کندھے تک پہنچے، پھر الہ کہے گویا اسے دماغ کی جھلی سے نکالتا ہے، پھر الا اللہ کو دل پر شدت اور قوت کے ساتھ ضرب کرے اور ذات حق کا اثبات کرے۔ ہوسکتا ہے یہاں سوال پیدا ہو کہ آخر ضربات، انہیں سختی اور درازی کے ساتھ ادا کرنے اور انہیں مختلف مقامات سے دیگر جگہوں تک لے جانے میں کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ انسانی فطرت ہے کہ اس کی توجہ مختلف چیزوں اور مقامات کی طرف بٹتی ہے وہ مختلف آوازوں کی طرف دھیان دیتا ہے۔ اس کے دل میں خیالات کے ہجوم گردش کرتے ہیں۔ چنانچہ اہل طریقت نے کچھ ایسے اصول اور طریقے وضع کیے ہیں جن پر عمل کر کے انسان آہستہ آہستہ غیر سے توجہ ہٹانے، بیرونی خطرات اور اشارات سے یکسو ہونے اور بالآخر اپنی ذات کے دھیان سے بھی فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے سچی لو لگانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

افضل یہ ہے کہ اہل سلوک فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد حلقہ بنا کر اجتماعی انداز میں ذکر کریں، اکٹھے بیٹھ کر ذکر کرنے میں جو فوائد ہیں وہ اکیلے بیٹھ کر کرنے میں نہیں ہیں۔

جب طالب راہ پر ذکر جہری کے اثرات نمایاں ہو جائیں اور اس میں ذکر کا نور جھلکنے لگے تو اسے ذکر خفی کی رہنمائی کی جائے۔ ذکر جہری کے اثرات سے مراد یہ ہے کہ اس میں ذوق وشوق پیدا ہو جائے، اللہ کے نام سے اس کے دل کو سکون وچین ملے، پریشان خاطری اور وساوس چھٹ جائیں اور ذات الٰہی کو ہر چیز سے مقدم سمجھے اور اسے اولیت دینے لگے۔

جو شخص ہر روز (دن رات میں) دو ماہ یا اس کے لگ بھگ کم وبیش چار ہزار دفعہ اسم ذات (اللہ) کا ذکر ان شرائط اور آداب کے ساتھ باقاعدگی سے کرے جو ہم نے بیان کیے ہیں تو اس کے اثرات کا وہ خود مشاہدہ کرے گا گو ذاکر غبی ہو یا تیز فہم۔

ذکر خفی: اب ہم ذکر خفی کا ذکر کرتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھیں اور لب بند کرے اور زبان قلب سے کہے اَللّٰہُ سَمِیْعٌ، اَللّٰہُ بَصِیْرٌ، اَللّٰہُ عَلِیْمٌ گویا یہ الفاظ اپنی ناف سے نکالتا ہے سینے تک اور سینے سے نکالتا ہے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش

تک۔ پھر یوں کہے اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اپنی منزلوں سے اترتا آئے جن پر چڑھا، درجہ بدرجہ آئے، یہ چڑھنے اترنے کا عمل بار بار کرے اور راہ کے بعض شناور اَللّٰہُ قَدِیْرٌ کا اضافہ کرتے ہیں۔

پاس انفاس: ذکر خفی میں نفی واثبات کی ایک صورت وہی ہے جو ہم ذکر جہری کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ دوسری یہ ہے کہ ذاکر اپنے سانسوں پر ہوشیار اور بیدار ہو۔ یعنی جب سانس باہر نکلے تو بلا ارادہ وقصد اس کے دل سے آواز نکلے لا الٰہ اور جب سانس اندر جائے، اسی طرح بغیر ارادہ وقصد دل آواز دے۔ الا اللہ یہ پاس انفاس ہے دل کی صفائی کے لیے اور خطرات وساوس اور پریشان خاطری سے نجات حاصل کرنے کے لیے پاس انفاس انتہائی موثر ہے۔

جس وقت سالک راہ کے اندر ذکر خفی کے اثرات ظاہر ہو جائیں اور اس میں ذکر کا نور معلوم ہو، تو اسے مراقبہ کی طرف لگایا جائے۔ ذکر کے اثرات اور نور سے مراد یہ ہے کہ طالب راہ پر محبت الٰہی کا غلبہ ہو جائے، وہ ہر دم غور وفکر کی کیفیت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کو ماسویٰ پر مقدم سمجھے اور اس کی طلب میں ہمہ تن وقف ہو جائے، چپ رہنے میں خوشی محسوس کرے زیادہ گفتگو اور بات چیت سے کنارہ کشی اختیار کرے اور دنیوی امور سے دامن چھڑانے میں راحت محسوس کرے۔

مراقبہ: مشائخ صوفیاء کے ہاں مراقبہ کی کئی قسمیں ہیں ان سب کے ضمن میں جامع اور مکمل صورت یہ ہے کہ کوئی آیت قرآنی یا کلمہ زبان سے بولے یا دل میں اس کا خیال کرے اور اس کے معنی کو دل میں اچھی طرح جاگزیں کرے، پھر تصور کرے کہ یہ معنی کیونکر ہیں؟ اور اس کے تحقق اور ثبوت کی کیا صورت ہے۔ پھر دل کو اس صورت پر قائم کرے، یہاں تک کہ اس کے سوا دل میں کسی دوسرے معنی کا گزر نہ ہو اور اس میں استغراق کی کیفیت پیدا ہو جائے یعنی اس کے ماسویٰ سے ایک طرح کی غفلت اور ربودگی کی صورت ہو۔

مراقبہ کا ثبوت آنحضور صلی اللہ علیہ سلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

سالک دوران مراقبہ اپنی زبان سے کہے، اللہ میرے سامنے موجود ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ میرے ساتھ ہے یا زبان سے نہ کہے مگر دل میں اس معنی کا تصور کرے۔ اللہ تعالیٰ کی

حضوری، اس کی نظر اور اس کی معیت کو انتہائی مضبوطی اور پختگی کے ساتھ تصور کرے اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اس کی ذات مکان اور طرف سے منزہ اور پاک ہے، اس تصور کو یہاں تک لے جائے کہ اس میں استغراق ہو جائے۔ یا اس آیت کا تصور کرے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور وہ تمہارے ساتھ تم کہیں ہو" (الحدید:۴)

اس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کا تصور اس قدر پختہ کرے کہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، تنہائی اور لوگوں سے ملاقات، مصروفیت اور فراغت، الغرض ہر صورت میں اس تصور سے غافل نہ رہے یا ان آیات میں سے کوئی آیت پڑھے۔

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ:۱۱۰)

"تو تم جدھر منہ کرو ادھر اللہ تمہاری طرف متوجہ ہے"

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى (العلق:۱۴)

"تو کیا حال ہوگا کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے"

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق ۱۶)

"اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں"

اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ (الشعراء:۶۲)

"بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے"

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید:۳)

"وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن"

یہ مراقبے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کو متعلق کرنے کے سلسلے میں مفید ہیں۔

دنیوی بکھیڑوں سے نجات حاصل کرنے اور ان سے پوری طرح گلوخلاصی کرانے اور سکر و صحو کے لیے جو مراقبہ زیادہ فائدہ مند ہے وہ اس آیت کا مراقبہ ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن ۲۶:۲۷)

"زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا"۔

اس مراقبے کی صورت یہ ہے کہ سالک تصور کرے کہ وہ مر کر ایسی راکھ بن گیا ہے جسے ہوائیں اڑا رہی ہیں۔ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے، ہر چیز کی شکل و صورت مٹ کر بدل گئی ہے، البتہ اللہ موجود اور باقی ہے دیر تک یہ تصور جمائے۔ ہوش مندی کے لیے فائدہ مند ثابت

ا، اسی طرح اس آیت کا مراقبہ کرے۔

اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ (النساء:۷۸)

"تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو"۔

جس وقت طالب راہ پر اس مراقبہ کے اثرات واضح ہو جائیں اور اس کا نور جھلکنے لگے، تو اسے توحید افعالی کی طرف رہنمائی کی جائے۔ واضح رہے کہ شارع علیہ السلام نے خاص طور پر دو چیزوں کی طرف رغبت اور آمادگی دلائی ہے پہلی ذکر ہے اور ذکر وہ ہے جو زبان سے بولا جائے اور دوسری چیز فکر ہے اور فکر سے مراد مراقبہ ہے۔

آئندہ رونما ہونے والے واقعات کا کشف: بعض مشائخ صوفیاء کا کہنا ہے کہ آئندہ رونما ہونے والے واقعات کے کشف کے بارے میں ہمیں جو تجربہ حاصل ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ طالب راہ اکیلی جگہ اپنی نشست قائم کرے، غسل کرے، عمدہ لباس پہنے، خوشبو لگائے اور مصلّٰی پر بیٹھ جائے۔ قرآن مجید کا ایک کھلا ہوا نسخہ اپنے سامنے رکھے ایک ایک کھلا ہوا نسخہ اپنے دائیں بائیں رکھے اور ایک نسخہ اپنے پیچھے رکھے اور اپنی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے انتہائی عاجزی سے دعا کرے کہ بار الٰہ فلاں مسئلہ یا واقعہ مجھ پر ظاہر فرما۔ اس کے بعد اسم ذات کا ذکر شروع کرے مگر آنکھیں کھلی رکھے۔ اس کی صورت یہ ہو کہ ذکر کی ایک ضرب داہنے مصحف میں لگائے اور ایک بائیں میں، ایک ضرب پیچھے اور ایک سامنے والے مصحف میں۔ بالآخر وہ دل میں ایک خاص قسم کا نور اور کشادگی محسوس کرے گا۔ سات روز برابر خلوت میں یہ عمل دہرائے۔ انشاء اللہ اس پر سارا واقعہ کھل جائے گا۔ ہر چند مشائخ سے یہ اسی طرح منقول ہے تاہم میرے دل میں اس کے بارے میں کچھ تردد ہے کہ اس میں ایک لحاظ سے قرآن مجید کی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔

آئندہ رونما ہونے والے واقعات کی اطلاع سے متعلق مخدومی میرے والد گرامی علیہ الرحمۃ کا پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان اسمائے گرامی کا ذکر اس طرح کرے یَا عَلِیْمُ، یَا مُبِیْنُ، یَا خَبِیْرُ یہ ذکر اوپر بیان کردہ شرائط کے مطابق ہو جس طرح ہم نے ذکر ایک ضربی یا ذکر دو ضربی کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

کشف ارواح: مشائخ قادریہ نے فرمایا ہے کہ کشف ارواح کے سلسلے میں ہمارا

مجرب طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ شرائط کے ساتھ دائیں طرف سُبُّوْحٌ اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ کی ضرب لگائے اسی طرح آسمان میں رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ اور دل میں وَالرُّوْحِ کی ضرب لگائے۔

مشکل امور کے حل اور مصیبت کو دفع کرنے کے لیے شرائط مذکورہ کے ساتھ جتنی پڑھ سکے تہجد کی نماز پڑھے پھر داہنی طرف یَا حَیُّ اور بائیں طرف یَا وَھَّابُ کی ضرب لگائے، یہ عمل ایک ہزار بار کرے۔

دل کی کشادگی اور بسط: دل کی کشادگی اور مشکل میں آسانی کی خاطر دل میں اللہ کی ضرب لگائے اور لا الہ الا ھو کی ضرب اس طرح لگائے جس طرح ہم ذکر نفی واثبات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں، پھر داہنی طرف اَلْحَیُّ اور بائیں طرف اَلْقَیُّوْمُ کی ضرب لگائے۔

مقصد بر آری کے لیے: بیمار کے لئے شفاء، تنگدستی سے نجات، رزق کی فراوانی اور دشمن سے امن کے لیے مناسب ہے کہ اسمائے حسنیٰ میں سے اپنی ضرورت کے مطابق کسی اسم کا انتخاب کرے اور اس نام کا دو ضرب یا تین ضرب یا چار ضرب کے ساتھ ذکر کرے مثلاً اپنی طلب کے مطابق یا صَمَدُ (فاقہ کی صورت میں) یا رَازِقُ (کشائش رزق کے لیے) یا مُذِلُّ (دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے) کا ذکر کرے، اسی طرح دوسرے اسمائے حسنیٰ کا اپنی حالت کے مطابق انتخاب کرے۔

باب ۵

اشغال مشائخ چشتیہ

یہ حضرات پیشوائے سلسلہ خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ کے مریدین و متعلقین ہیں، چشت آپ کے مشائخ کے گاؤں کا نام ہے رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

مشائخ چشتیہ کا کہنا ہے کہ امام الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے اللہ کی طرف جانے والا سب سے بہتر اور قریب ترین راستہ بتایئے۔ مگر یہ راستہ ایسا ہو، جس پر چلنا اور عمل کرنا بندوں کے لیے سب سے آسان ہو، آپ نے ارشاد فرمایا خلوت میں ذکر الٰہی کو وظیفہ بنا۔ انہوں نے پوچھا۔ حضور ذکر کس طرح کروں، آپ نے فرمایا آنکھیں بند کر لو اور تین دفعہ مجھ

سے سنو پھر آپ نے تین دفعہ یہ ذکر کیا لا الہ الا اللہ۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سنتے رہے، پھر اس کے بعد تین دفعہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا لا الہ الا اللہ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہے۔ بعد میں حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کو اس ذکر کی تعلیم دی۔

اسی طرح درجہ بدرجہ مشائخ کے ذریعے ہم تک یہ سلسلہ پہنچا۔ یہ حدیث ہمیں اپنے مشائخ سے معلوم ہوئی ہے محدثین کے نزدیک اس میں لمبی بحث ہے۔

شیخ جس وقت مرید کو ارشاد و تلقین کا ارادہ کرے تو اسے حکم دے کہ وہ روزہ رکھے۔ اگر یہ پنج شنبہ (جمعرات) کا دن ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ پھر اسے تلقین کرے کہ وہ دس بار استغفار کرے اور دس مرتبہ درود پڑھے۔ پھر مرشد کہے اللہ تعالیٰ اپنی محفوظ کتاب میں فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ (النساء:۱۰۳)

"اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے"

چنانچہ اے سالک راہ کوشش کر کہ تمہارا کوئی لمحہ ذکر الٰہی سے خالی نہ گزرے، تمہیں علم ہونا چاہئے کہ تمہارا دل بائیں چھاتی کے دو انگل نیچے رکھا گیا ہے اور اس کی شکل چلغوزہ کی ہے، اس کے دو دروازے ہیں ایک اوپر کی طرف اور دوسرا نیچے کی طرف، اوپر والا دروازہ ذکر جلی سے اور نیچے والا ذکر خفی سے کھلتا ہے۔

ذکر جلی: جس وقت ذکر جلی کا ارادہ کرو، چار زانو بیٹھو اور اس رگ کو پکڑ لو جسے کیماس کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس سے ملحقہ انگلی کو دبا کر رکھو۔ میرے والد گرامی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ کیماس وہ رگ ہے جو زانو کے نیچے ران کی طرف سے اترتی ہے، اسے اس مشکل میں پکڑنا خیالات وخدشات سے چھٹکارے اور روحانی قوت کو ایک جگہ مرتکز کرنے کے لیے بے حد فائدہ مند ہے اور یہ عمل دل کو ایک عجیب گرمی اور کیفیت عطا کرتا ہے۔

پھر نماز کی ہیئت میں قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائے اور اپنی باطنی ہمت کو یکجا کر کے سختی اور کشید گی کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے ذکر کرے لا الہ الا اللہ لفظ لا ناف سے نکالے اور اسے داہنے مونڈھے تک کھینچے، پھر الہ دماغ کی جھلی (ام الدماغ) سے نکالے گویا اس نے غیر اللہ کی محبت اپنے اندر سے نکال کر پیٹھ کے پیچھے پھینک دی ہے۔ اب دوسرا سانس لے اور الا اللہ کو دل میں

سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کرے۔

نفی و اثبات کی اس کیفیت میں راہ معرفت کا ابتدائی سالک غیر اللہ سے معبودیت کی نفی کرے متوسط غیر اللہ سے مقصودیت کی نفی کرے اور منتہی اللہ کے ماسوی وجود کی نفی کرے۔

اس ذکر کی اہم اور بڑی شرط یہ ہے کہ سالک اپنے ارادے اور باطنی قوت کو مجتمع کرے اور اس کے مفہوم و معنی کو سمجھے، ذکر جلی کرنے والا سالک خوراک میں بہت زیادہ کمی نہ کرے صرف چوتھائی معدہ خالی رکھے، اور مناسب ہے کہ کچھ چکنائی استعمال کرے تاکہ دماغ خشکی سے پریشانی نہ ہو۔

اگر سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو اپنے سانسوں کی نگرانی اور حفاظت کرے سانس خارج ہو تو کہے لا الہ گویا وہ خدا کے سوا ہر چیز کی محبت اپنے دل سے خارج کر رہا ہے سانس کھینچے تو کہے الا اللہ گویا وہ اپنے دل میں اللہ کی محبت داخل کر کے اسے قائم کر رہا ہے۔

مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ راہِ معرفت کا سب سے بڑا رکن دل کو اپنے مرشد سے ... ہے۔ یہ مرشد کی تعظیم اور اس کی صورت کے تصور کی شکل میں ہونا چاہئے۔ میں عرض کرتا ... کہ اللہ تعالیٰ کے مظاہر بے شمار ہیں، چنانچہ ہر عابد چاہے وہ غبی ہے، یا بہترین عقل کا مالک اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اسی کے مرتبے اور حیثیت کے مطابق ظاہر ہو کر اس کا معبود بنا یہی وہ راز ہے جس کے سبب قبلہ کی طرف منہ کرنا اور استواء علی العرش (عرش پر متمکن ...) ایسی چیزیں شریعت میں نازل ہوئیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ نمازی اور قبلے کے درمیان اللہ تعالیٰ ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ رنگ والی باندی سے پوچھا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں تو اس نے انگلی سے اس بات کا اشارہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بھیجا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مومنہ ہے۔

پس اے سالک! تمہیں ہر حال میں اللہ ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنی ہے اور اسی کے ساتھ ہی اپنے دل کی لو لگانی چاہئے۔ یہ تصور اور توجہ عرش کے حوالے سے ہی کیوں نہ ہو، یعنی ا... کا تصور جو اللہ نے عرش پر رکھا ہے اور جو اپنی چمک دمک میں چاند سے بھی کہیں بڑھ کر ...

توجہ اور دل کی لو قبلے کی طرف متوجہ ہو کر لگائی جائے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے، تو یہ ایک طرح سے ایک حدیث کا مراقبہ ہوا۔

جس وقت طالب راہ ذکر کے نور سے منور ہو جائے تو اسے مراقبہ کی طرف لگایا جائے، مراقبہ رقیب سے مشتق ہے، رقیب کے معنی محافظ اور نگراں کے ہوتے ہیں، اسے مراقبہ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ سالک اس کے ذریعے اپنے دل کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہے۔ نیز وہ اللہ کے سامنے حاضر ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کا نگراں اور محافظ ہوتا ہے۔ مراقبے کے وقت زبان سے کہے یا دل میں خیال کرے۔ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ شَاھِدِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ یا اس آیت کا مراقبہ کرے اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یا اس تصور کا مراقبہ کرے کہ اللہ سالک اور قبلے کے درمیان موجود ہے اور وہ مشاہدہ کر رہا ہے۔

مشائخ چشتیہ کا کہنا ہے کہ جو شخص چلہ نشینی کا ارادہ کرے، وہ چند امور کا بطور خاص التزام کرے۔ ہمیشہ روزے سے رہے، رات کو ہمیشہ قیام کرے۔ کھانا، پینا، بولنا اور لوگوں سے میل ملاقات کم کر دے اور سوتے جاگتے باوضو رہے۔ دل ہمیشہ مرشد کے ساتھ لگائے، غفلت کو اپنے اوپر حرام قرار دے دے۔ حجرے میں داخل ہوتے وقت داہنا پاؤں بڑھائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کے بعد تین دفعہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور جب بایاں پاؤں داخل کرے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کُنْ لِیْ بِمَا کُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِیْ مَحَبَّتَکَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَاشْغِلْنِیْ بِجَمَالِکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُخْلَصِیْنَ اَللّٰھُمَّ اُمْحُ نَفْسِیْ بِجَذْبَاتِ ذَالِکَ یَا اَنِیْسَ مَنْ لَّا اَنِیْسَ لَہٗ.

"الٰہی! دنیا و آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے، اسی طرح میری دستگیری کر جس طرح تو نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کرم فرمایا، مجھے اپنی محبت عطا فرما، اپنے جمال کی مشغولیت نصیب فرما اور اپنے مخلص بندوں میں شامل کر۔ بار الٰہ میرے نفس کو اپنی ذات کی کشش سے آزاد کر۔ اے ہر اس شخص کے مونس و رفیق جس کا کوئی مونس و رفیق نہیں، اے اللہ مجھے تنہا اور اکیلا نہ کرنا بلاشبہ تو سب سے بہتر وارث ہے۔

پھر مصلّٰی پر کھڑا ہو کر اکیس دفعہ یہ آیت پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (الانعام:۷۹)

''میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں''۔

اس کے بعد دو رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی اور دوسری میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ پڑھے، نماز کے بعد طویل سجدہ کرے اور عاجزی وزاری کے ساتھ دعا مانگے، اس کے بعد ''یا فتاح'' پانچ سو بار پڑھے، اس سے فراغت کے بعد ان اذکار میں مشغول ہو جائے جن کا بیان اوپر گذر چکا ہے۔

مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ سالک جس وقت کسی مزار پر جائے تو پہلے دو رکعت میں سورہ ''انا فتحنا'' پڑھے پھر میت کے سامنے والے رخ میں اس کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پشت دے کر بیٹھ جائے اور پہلے سورہ ملک پڑھے پھر اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ پڑھے، اس کے بعد گیارہ دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور قبر سے قریب ہو جائے اور اکیس بار یارب یارب پڑھے اس کے بعد یا روح کہے اور اسے آسمان میں ضرب کرے پھر یا روح الروح کی دل میں ضرب کرتا رہے یہاں تک کہ دل میں بسط (کشادگی) اور نور کی کیفیت محسوس کرے۔ اس کے بعد صاحب مزار کی طرف سے اپنے دل میں فیض کا انتظار کرے۔

صلوٰۃ معکوس: مشائخ چشتیہ کے ہاں ایک خاص نماز ہے جسے صلوٰۃ معکوس کا نام دیتے ہیں ہمیں احادیث اور فقہاء کے اقوال میں اس کی کوئی ایسی بنیاد نظر نہیں آئی جس کی وجہ سے ہم اس پر زور دیں، اس لیے ہم اسکا ذکر ترک کرتے ہیں اور حقیقی علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

صلوٰۃ کن فیکون: اسی طرح ان کے ہاں ایک اور نماز ہے جسے وہ صلوٰۃ کن فیکون کہتے ہیں۔ ان کے مطابق جسے کوئی انتہائی مشکل مسئلہ پیش آجائے اسے چاہیے کہ وہ بدھ جمعرات اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعت نماز ادا کرے، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ سو بار، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سو بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ ایک بار پڑھے پھر کہے اے ہر دشواری کو آسان کرنے والے اور ہر تاریکی کو دور کرنے والے! پھر سو دفعہ درود پڑھ کر حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ تیسری رات یہ عمل پورا کر کے اپنی پگڑی یا ٹوپی سر سے اتار دے، آستین گلے میں ڈال کر گڑگڑائے اور رو رو کر پچاس بار اپنی مشکل اور

مصیبت کے لیے دعا کرے اس کی دعا ضرور قبول ہو گی۔

باب ۶

اشغال مشائخ نقشبندیہ

یہ حضرات پیشوائے سلسلۂ نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین منتسبین ہیں رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

مشائخ نقشبندیہ کا کہنا ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے تین راستے ہیں، ان میں پہلا راستہ ذکر الٰہی کا ہے۔ ذکر کی ایک صورت ذکر نفی واثبات ہے اور ذکر کی یہی صورت متقدمین مشائخ نقشبندیہ سے منقول ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ توجہ کو منتشر کرنے والی بیرونی چیزوں مثلاً لوگوں کی قیل وقال اور اندرونی باتوں مثلاً شدید بھوک، غصہ، درد اور ضرورت سے زیادہ پیٹ بھرنے جیسی تمام چیزوں سے خالی ہونے کو غنیمت جان کر سالک پہلے موت کو اپنے سامنے موجود سمجھے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے کردہ گناہوں کی معافی طلب کرے، پھر اپنے دونوں لب اور آنکھیں بند کر لے اور سانس کو اندر روک کر دل سے کہے "لا" اسے اپنی ناف کے داہنی طرف سے نکالے اور کھینچتا ہوا مونڈھے تک لے آئے پھر کندھے کو سر کی طرف جھکا دے اور ہلائے اور کہے "الٰہ" پھر زور سے الا اللہ کو دل میں ضرب کرے۔

حبس دم: ان مشائخ کا کہنا ہے حبس دم (سانس کو روک کر نکالنا) عشق کو ابھارنے، باطنی نسبت کو مرتکز کرنے، باطنی قوتوں کو بیدار کرنے اور پریشان خیالی اور وساوس سے نجات حاصل کرنے کے سلسلے میں اکسیر ہے، حبس دم کی مشق بتدریج کرنی چاہئے تاکہ طبیعت پر نا قابل برداشت بوجھ نہ پڑے۔ حبس میں افراط نہ کیا جائے۔ خیال رہے کہ مشائخ نقشبندیہ کے حبس اور جوگیوں کے حبس میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

اسی طرح طاق عدد کی بھی عجیب خصوصیات اور اثرات ہیں، حبسِ دم میں پہلے ایک دم میں ذکر ایک دفعہ مشق کرے، اور پھر ایک دم میں تین دفعہ، اس کے بعد طاق اعداد میں ایک ہی سانس میں تعداد بڑھاتا جائے، یہاں تک کہ اکیس تک پہنچ جائے۔

اگر کوئی سالک اکیس بار تک ایک سانس ہی میں حبس دم تک پہنچ جائے۔ اور پھر بھی اس پر کشش ربانی کا دروازہ نہ کھلے اور باطن کے اللہ کی طرف مبذول ہونے اور دوسرے امور سے

وحشت کی صورت پیدا نہ ہو تو وہ جان لے کہ اس کا عمل نہیں ہوا۔ اس میں کہیں نہ کہیں کی رہ
ہے، چنانچہ وہ دوبارہ تین سے شروع کر کے اکیس بار تک پہنچے۔
ذکر کے طریقوں میں سے ایک مجرد اثبات ہے، یعنی صرف الا اللہ کا ذکر کرے۔ اسے خو
محمد باقی یا ان کے کسی قریب العصر بزرگ نے نکالا ہے متقدمین کے ہاں اس کا سراغ نہیں ملا۔
میں نے اپنے والد گرامی سے سنا، وہ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر نفی و اثبات سلوک کے
مفید تر ہے اور ذکر اثبات خالی جذب اور کشش کے لیے بے حد مفید ہے۔
اس کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ اللہ کو حبس دم کے ساتھ اپنی ناف سے پوری قوت کے سا
نکالے اور اسے ام الدماغ تک کھینچے، اسے آہستہ آہستہ بڑھاتا جائے بعض نقشبندی مشائخ ا
ہی سانس میں ہزار دفعہ تک یہ ذکر کر لیتے ہیں۔ میں نے اپنے والد گرامی کے مریدین میں
ایک عورت کو دیکھا، وہ ایک ہی سانس میں اسم ذات اللہ کا ہزار سے بھی زیادہ ذکر کر لیتی تھی۔
میرے والد گرامی اپنے ابتدائے سلوک کا واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ذکر
واثبات ایک ہی سانس میں دو سو مرتبہ کر لیتا تھا۔
مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک اللہ تک پہنچنے کا دوسرا راستہ مراقبہ ہے اس کی صورت یہ
کہ سانس کو تھوڑی دیر کے لیے ناف کے نیچے روکے اور اپنے تمام حواس مدرکہ کو اس مجر
بسیط معنی کی طرف مرکوز کر دے، جسے ہر سالک اللہ کا نام بولتے وقت تصور کرتا ہے، مگر
افراد بہت کم ہیں جو اس معنی بسیط کا لفظ کے بغیر تصور کر لیں۔ لہٰذا سالک کو چاہیے کہ وہ اس
بسیط کو الفاظ سے جدا کرے اور اس کی طرف خیالات و خطرات کی مزاحمت اور ماسوی ا
طرف التفات کے بغیر متوجہ ہو، بعض لوگوں سے اس قسم کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ چنانچ
مشائخ ایسے شخص کے لیے ایک دعا تجویز کرتے ہیں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ دعا ہمیش
سے کرے (زبان سے نہیں) اور کہے، اے میرے رب تو ہی میرا مقصود ہے، میں تیرے
چیز کو چھوڑ کر تیری طرف آیا ہوں یا اس سے ملتی جلتی دعا مانگے۔ بعض مشائخ ایسے شخص کو
مجرد یا نور بسیط کے تصور کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سالک راہ بتدریج اس تصور سے
توجہ کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔
مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ اپنے مرشد کے ساتھ
درجے کا رابطہ اور تعلق خاطر ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ اور "یادداشت"

مشق سے بہرہ ور ہو، ایسے مرشد کی صحبت اختیار کرے تو سوائے اس کی محبت کے اپنی ذات کو ہر شئے کے تصور اور خیال سے خالی کرے اور مرشد کے فیض کا منتظر رہے۔ آنکھیں بند کر لے اور اگر کھلی رکھے تو مرشد کی دونوں آنکھوں کے درمیان نظر جمائے جس وقت فیضان کی آمد شروع ہو تو دل کی گہرائیوں سے اس کی حفاظت اور نگرانی کرے اور جب مرشد سامنے موجود نہ ہو تو انتہائی محبت اور تعظیم کے ساتھ اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرے۔ اس کی شکل وصورت کا تصور سالک کو وہی فائدہ دے گا جو اس کی صحبت دیتی ہے۔

میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ سالک کے لیے ضروری ہے کہ جس ہیئت اور شکل پر اسے کچھ حاصل ہو، وہ ہیئت اور شکل تبدیل نہ کرے اگر وہ کھڑا ہے تو نہ بیٹھے اور اگر بیٹھا ہے تو کھڑا نہ ہو۔

مشائخ نقشبندیہ میں سے بعض حضرات سالک کو تلقین کرتے ہیں کہ اپنے دل پر اسم ذات اللہ سونے سے لکھا ہوا ہونے کا تصور باندھے۔

میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ میں دس برس کا تھا کہ خواجہ محمد ہاشم بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اسم ذات لکھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ میں نے کثرت سے اس کی مشق کی اور اپنے دل میں یہ کیفیت اس قدر جمالی کہ ایک دفعہ ایک کتاب لکھتے ہوئے چار ورق لفظ اللہ لکھ گیا اور مجھے اس کا کوئی احساس نہ ہوا۔

اسی طرح آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے چاروں انگلیوں پر برابر کچھ لکھتے رہتے تھے۔ مجلس میں بیٹھے ہوں، بات کر رہے ہوں، غرض کوئی کام کر رہے ہوں، یہ عمل جاری رہتا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، ابتدائے عمر میں میں نے اس کی اتنی مشق کی ہے کہ اب اسے چھوڑنا میرے بس میں نہیں رہا۔

مشائخ نقشبندیہ کے ہاں چند اصطلاحات ہیں جو ان کے طریقے اور سلسلے کی اساس ہیں، بعض اصطلاحات سے ان اشغال کی طرف اشارات ملتے ہیں اور بعض کو تاثیر کے لئے کچھ شرائط ہیں، ہم ذیل میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۱- ہوش در دم ۲- نظر بر قدم ۳- سفر در وطن ۴- خلوت در انجمن ۵- یاد کرد ۶- بازگشت ۷- نگہداشت ۸- یادداشت۔

یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں، اور یہ تین اصطلاحات خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔

۱-وقوف زمانی، ۲-وقوف قلبی، ۳-وقوف عددی۔

''ہوش دردم'' سے مراد یہ ہے کہ ہر سانس پر ہوشیاری اور بیداری یعنی سالک ہر سانس پر ہمیشہ بیدار اور ہوشیار رہے اور فکر مند رہے کہ اس کا ہر سانس ذکر سے وابستہ ہے یا غفلت پر مبنی ہے۔ اس طرح وہ بتدریج دائمی حضوری کی منزل حاصل کرلے گا، اس طرح کی پابندی مبتدی کے لیے ضروری ہے۔ البتہ جب سالک درمیانی منزل تک آجائے تو وقفے وقفے سے گزرے ہوئے وقت کے سانسوں کا جائزہ لیتا رہے، یعنی کچھ دیر بعد وہ دیکھے کہ اس کا یہ وقت غفلت میں تو نہیں گذرا۔ اگر درمیان میں غفلت آئی ہے تو استغفار کرے اور آئندہ یہ غفلت نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔ اس نگرانی اور حفاظت سے بالآخر وہ دائمی حضوری کی منزل کو پہنچ جائے گا۔ یہ دوسرے طریق کی نگرانی اور ہوشیاری وقوف زمانی کہلاتی ہے اور اسے خواجہ نقشبند نے وضع کیا ہے۔ ان کے نزدیک اس بیداری اور نگرانی کو بار بار نگاہ رکھنا خود متوسط سالک کے لیے پریشان خاطری کا موجب ہے، سالک کے لیے اصل بات توجہ الی اللہ میں استغراق ہے۔ اسے استغراق میں توجہ یا عدم توجہ کا علم رکھنے کی پابندی بجائے خود اصل سے توجہ ہٹانے کا باعث ہے۔

''نظر برقدم'' سے مراد یہ ہے کہ سالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے قدموں کے علاوہ کسی چیز کو نہ دیکھے، اسی طرح بیٹھتے وقت وہ صرف اپنے سامنے دیکھے۔ مختلف شکلوں اور تعجب آمیز رنگوں کو دیکھنا سالک کی باطنی کیفیت میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور اسے اس چیز سے پھیر دیتا ہے جس کی طلب میں وہ ہے، اسی طرح لوگوں کی باتیں سننے یا ان کے ساتھ زیادہ گفتگو کرنے کا نتیجہ بھی یہی ہے۔

میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ نظر نیچی رکھنا مبتدی کے لیے ہے۔ رہا راہ طریقت کا منتہی طالب، اس کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنے حال میں غور و فکر کرے اور دیکھے کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے، اس لیے کہ بعض اولیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوتے ہیں اور انہیں کمالات کی جامعیت حاصل ہوتی ہے اور بعض موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتے ہیں علی ھذا القیاس، پھر جب سالک منتہی اپنے پیشوا اور متبوع کو پہچان لے تو اسے چاہئے کہ اپنے احوال، واقعات اور افعال اپنے پیشوا کے احوال و واقعات کے مطابق ڈھالے۔

''سفر در وطن'' سے مراد یہ ہے کہ بشری صفات خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کی طرف پرواز کی جائے۔ سالک پر فرض ہے کہ وہ برابر اپنے نفس پر نگاہ رکھے اگر اسے ابھی تک نفس میں مخلوق کی محبت کا شائبہ نظر آئے تو از سر نو توبہ کرے اور سمجھے کہ یہ میرا بت ہے پھر لا الہ الا اللہ کہہ کر اس چیز کی محبت کا خیال مٹا دے اور اس کی جگہ دل میں محبت الٰہی جاگزیں کر دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل کے اندرونی حصے میں محبت کی بہت سی رگیں ہیں، انہیں انتہائی باریک بینی اور تجسس کے بغیر تلاش کرنا اور نکالنا ممکن نہیں ہے۔ سالک کے لیے ضروری ہے کہ بغور دل کا جائزہ لے کہ کہیں اس میں کسی کے لیے حسد، کینہ یا کوئی اور نفرت تو موجود نہیں ہے؟ اگر ایسا ہے تو اسے ذکر کے اس کلمے پر مداومت کی مدد سے نکال پھینکے۔

''خلوت در انجمن'' سے مراد یہ ہے کہ اپنے تمام احوال میں دل کو حق تعالیٰ سے شاغل رکھے۔ درس و تدریس ہو یا گفتگو، کھانے پینے کی صورت ہو یا چلنے کی، سالک اپنے باطن میں ایسا ملکہ پیدا کرے کہ وہ ان امور کے دوران متوجہ الی الحق رہے۔ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور:۳۷)

سچ تو یہ ہے کہ فقر کی وضع قطع بنانا اور ہر وقت ذکر کی کیفیت میں رہنا بعض اوقات ریا اور دکھاوے کی طرف لے جاتا ہے، بہتر یہ ہے کہ وضع قطع اور لباس عام لوگوں کا سا ہو مگر تقویٰ، دیانت اور عبادات و طاعات میں ہمت و کوشش فقرا کی ہو اور دل ہمیشہ حق تعالیٰ سے لو لگائے رکھے۔ خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی شعر میں یہی مفہوم کیا خوب ادا کیا ہے۔

از دروں شو آشنا واز بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(اندر سے آشنائی اور باہر سے بیگانگی، دنیا میں اس سے خوبصورت طریقہ اور کوئی نہیں)

''یاد کرد'' سے مراد یہ ہے کہ سالک مسلسل ذکر میں مشغول رہے چاہے ذکر نفی و اثبات کی صورت ہو یا اثبات مجرد کی صورت میں، اس کی تفصیلات گذر چکی ہیں۔

''باز گشت'' سے مراد یہ ہے کہ دوران ذکر ہر دفعہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد تین دفعہ یا چار دفعہ مناجات کرے، یعنی دل کی گہرائی اور حضور سے دعا کرے اے میرے رب! تو ہی میرا مقصود ہے میں نے دنیا و آخرت تیرے لیے چھوڑی ہے تو مجھے اپنی کامل نعمتیں نصیب فرما

اور اپنے وصال سے شاد کام کر۔ میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "سالک کے لیے یہ دعا بمنزلہ شرط عظیم کے ہے لہٰذا اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس سے غفلت کرے ہمیں جو کچھ ملا ہے یا ہم نے جو کچھ پایا ہے اسی کی برکت سے پایا ہے"۔

"نگہداشت" سے مراد یہ ہے کہ سالک نفس کے خطرات اور وسوسوں سے نجات حاصل کرے، یعنی وہ ہر وقت بیدار رہے اور دل میں کسی خیال وخطر کو راہ نہ دے۔ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خیال وخدشات کے آتے ہی سالک انہیں فوراً ذہن سے نکال پھینکے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں کچھ دیر کے لیے رہ گئیں تو نفس ان کی طرف مائل ہو جائے گا اور یہ چیزیں اپنے اثرات پیدا کرلیں گی اور پھر ان کا زائل کرنا مشکل ہوگا۔ چنانچہ نگہداشت کے ذریعے سالک اپنے دل ودماغ کو خطرات وخدشات کے گذر اور وہم ووساوس سے بچا سکتا ہے۔

"یادداشت" سے مراد یہ ہے کہ الفاظ وتخیلات سے خالی ہو کر حقیقت واجب الوجود کی طرف توجہ مبذول کرے۔ سچ بات یہ ہے کہ اس منزل پر فنائے تام اور بقائے کامل کے بغیر استقامت حاصل نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ یہ مقام نصیب فرمائے۔

"وقوف زمانی" کی تشریح ہم "ہوش دردم" کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔

"وقوف عددی" سے مراد یہ ہے کہ سالک ذکر میں طاق عدد کی پابندی کرے۔ اس کا بیان بھی پہلے گذر چکا ہے۔

"وقوف قلبی" سے مراد یہ ہے کہ سالک اس (حسی) قلب کی طرف توجہ رکھے، جو بائیں جانب چھاتی کے نیچے ودیعت کیا گیا ہے۔ اس توجہ کی حکمت تقریباً وہی ہے جو مشائخ قادریہ کے ہاں ذکر میں مختلف صورتوں کی ضربوں میں ہے۔

مشائخ نقشبندیہ کے کچھ اور عجیب تصرفات ہیں مثلاً کسی خاص مقصد کے لیے باطنی قوت اور ہمت کو مبذول کرنا، اب اس مقصد کا حصول باطنی قوت اور ہمت کے اندازے سے ہوتا ہے۔ طالب راہ میں تاثیر پیدا کرنا، مریض سے بیماری دفع کرنا، گنہگار کو توبہ پر آمادہ کرلینا۔ لوگوں کے دلوں کو اس طرح پھیر لینا کہ وہ تعظیم وتکریم کرنے لگیں، اسی طرح ان کے خیالات میں تصرف کرنا، یہاں تک کہ بڑے بڑے واقعات متمثل ہو کر سامنے آجائیں۔ زندہ اور وصال کر جانے والے اولیاء اللہ کی نسبتوں پر مطلع ہو جانا، لوگوں کے دلوں میں جو خیالات، خطرات رونما ہو رہے ہیں اور ان کے سینوں میں جو تلاطم موجود ہے اس سے باخبر ہو جانا، آنے والے واقعات کا ان کے

جانا، نازل ہونے والی مصیبتوں کو دفع کرنا وغیرہ، ہم ذیل میں چند چیزیں بیان کرتے ہیں۔
مشائخ نقشبندیہ کے اکابرین، جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز تھے، تصرفات کے
میں عجیب شان کے مالک تھے۔ البتہ طالب کے اندر تاثیر پیدا کرنے کے سلسلے میں بعد
کے تمام مشائخ نقشبندیہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد سالک کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی
وط باطنی قوت کے ساتھ اس سے ٹکرائے اور پھر جمعیت خاطر کے ساتھ اپنی نسبت میں
جائے۔ یہ تصرف اس کے بعد ہوگا کہ مرشد کا نفس مشائخ کی نسبتوں میں سے کون سی
ت کا حامل ہے اور اسے اس نسبت کا ملکہ راسخہ حاصل ہو، یعنی یہ نسبت ہر وقت اس کے قابو
ہو۔ پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف اس کی لیاقت اور استعداد کے مطابق منتقل ہوگی۔
ں نقشبندی بزرگ اس توجہ کے ساتھ ذکر اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی شامل
دیتے ہیں اگر طالب سامنے موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے توجہ دیتے ہیں۔

ہمت خاطر: ہمت خاطر سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی مراد حاصل کرنے اور آرزو کو
نے کے لیے اپنی باطنی قوت اور پختہ ارادہ اس طرح قائم کرلے کہ اس مقصود اور مراد کے
صول کی جدوجہد کے سوا اس کے دل میں کوئی خیال بھی نہیں آئے۔ یہ خیال اور ارادے کی
گی اور یکسوئی اس طرح ہو جیسے پیاسے پر صرف پانی ہی کی دھن سوار ہوتی ہے۔

مجھے بعض انتہائی ثقہ اور قابل اعتماد مشائخ نے بتایا ہے کہ بعض بزرگ ذکر نفی و اثبات کے
ران یہ مراد لیتے ہیں کہ درپیش مصیبت کو ٹالنے والا اور رزق دینے والا اور کوئی نہیں سوائے
ند کے وہی اس فعل کا فاعل حقیقی ہے۔

دفع مرض: دفع مرض یعنی بیماری کے دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت
پنے آپ کو مریض خیال کرے اور سمجھے کہ یہ مرض مجھے ہے، اس پر اپنی باطنی ہمت اور توجہ مرکوز
کرے۔ اس کے سوا دل میں اور کوئی خیال نہ آنے دے۔ پس یہ بیماری اس کی طرف منتقل
ہو جائے گی، یہ قدرت الٰہی کا عجیب و غریب کرشمہ ہے۔

افاضہ توبہ: افاضہ توبہ (توبہ کی توفیق پیدا کر دینے کا عمل) کا طریقہ یہ ہے کہ صاحب
نسبت اپنے آپ کو وہ گنہگار خیال کرے (جسے توبہ کرانا چاہتا ہے) اور پھر اس میں ایسی تاثیر
کرے، گویا اس کی ذات اس گنہگار کی ذات سے مل جائے اور دونوں ذاتوں میں اتصال
ہو جائے، اس کے بعد دوبارہ یہ عمل شروع کرے، گناہ اور معصیت سے نادم ہو اور اللہ تعالیٰ سے

استغفار کرے چنانچہ وہ گناہگار جلدی توبہ کر لے گا۔

تصرف قلوب: لوگوں کے دلوں میں اس طرح تصرف کرنا کہ وہ محبت کرنے لگیں ان کے دماغوں میں ایسا تصرف کرنا کہ ان میں واقعات متمثل ہو جائیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی باطنی قوت اور توجہ کے مطابق شیخ، طالب کے نفس سے ٹکرا جائے اور اسے اپنے نفس سے متصل کر لے، پھر محبت یا واقعہ کی صورت کا تصور کرے اور دل کی گہرائی سے اس کی طرف توجہ کرے، چنانچہ جس کی طرف توجہ کرے گا اس پر اثر ہوگا، اس کے دل میں محبت پیدا ہو جائے گی اور واقعہ اس کے ذہن میں صورت اختیار کر لے گا۔

نسبتوں پر مطلع ہونا: اولیاء اللہ کی نسبتوں پر مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ زندہ ہے تو اس کے سامنے اور اگر وہ صاحب مزار ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھ جائے۔ اپنی ذات کو ہر قسم کی نسبتوں سے خالی کر لے اور کچھ دیر کے لیے اپنی روح کو اس کی روح تک پہنچا دے یہاں تک کہ اس کی روح اس کی روح سے متصل ہو اور مل جائے، پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے۔ اب جو کیفیت اپنے اندر محسوس کرے، یہی اس بزرگ کی نسبت ہے۔

اشراف خواطر: اشراف خواطر یعنی دوسرے کے دل کی بات معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور پیدا ہونے والے خیال سے خالی کر لے اور اپنی ذات (نفس) کو اس کی ذات تک پہنچا دے۔ اب عکس یا پرتو کی صورت میں جو بھی بات اس کے دل پر کھٹکے وہی دوسرے کے دل کی بات ہے۔

آئندہ پیش آنے والے واقعات کے کشف یعنی ان پر مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو آئندہ پیش آنے والے واقعے کے علم کے انتظار کے سوا ہر چیز سے خالی کر لے جس وقت اس کا دل ہر خیال سے خالی ہو جائے۔ اور اس واقعے کے بارے میں انتظار اس مرتبہ پر آ جائے جیسے پیاسے کو صرف پانی ہی کا انتظار اور خیال ہوتا ہے، اپنی روح کو تھوڑے تھوڑے وقفے سے استعداد کے مطابق ملأ اعلیٰ یا ملأ اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کر دے اور صرف اسی بات پر یکسو ہو جائے چنانچہ جلد اس پر سارا واقعہ کھل جائے گا۔ خواہ غیبی آواز سے ہو خواہ بیداری کی حالت میں پورا واقعہ نظر آ جائے یا خواب میں سامنے آ جائے۔

مصیبت کو ٹالنا: نازل ہونے والی مصیبت کو دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس مصیبت کو ایک خیالی شکل دے پھر اسے دفع کرنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لیے پوری

قوت اور ہمت کا تصور کرے اور اپنے عزم وارادے کو اس پر مرکوز کر دے اس کے بعد اپنی روح کو وقفے وقفے سے ملأ اعلیٰ یا ملأ اسفل کی طرف بلند کرے اور اس معاملے میں یکسو ہو جائے عنقریب وہ مصیبت ٹل جائے گی۔

یہ اور ان سے ملتے جلتے تصرفات کی اصل شرط یہ ہے کہ تاثیر دینے والے اور جسے تاثیر دی جارہی ہے، اسی طرح فیض پہنچانے والے اور جسے فیض پہنچایا جارہا ہے کا نفس اور روح ایک دوسرے سے مل جائیں، جو لوگ بدنی حجابات سے پاک ہو گئے ہیں وہ نفس کے اس اتصال اور ملاپ کو بخوبی جانتے ہیں اور اس اتصال اور ملاپ پر قدرت رکھتے ہیں۔

یہ تصرفات اور اشغال جو ہم نے ذکر کیے ہیں، وہ ہیں جنہیں میرے والد گرامی پسند کرتے تھے۔

لطائف ستہ: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کچھ اور اشغال بھی ہیں، ہم اجمالاً ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں چھ لطائف پیدا کیے ہیں، اپنی اپنی جگہ ان کے حقائق اور خواص جدا جدا ہیں۔ حضرت شیخ اور ان کے خلفاء کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے یا نفس ناطقہ کے اعتبارات اور اطراف ہیں، جنہیں ایک اعتبار سے قلب اور دوسرے اعتبار سے روح کہا جاتا ہے یہی نظریہ میرے والد گرامی نے بھی اپنایا اور پسند کیا اور مجھے ان لطائف کی صورت بنا کر سمجھائی۔ آپ نے ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا کہ یہ دل ہے پھر اس دائرے کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ روح ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹا دائرہ کھینچا اور فرمایا کہ یہ میں ہوں، یعنی یہ حقیقت انسانی ہے، پھر فرمایا کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں وہ اس معاملے میں اس حدیث سے استدلال فرماتے تھے جو صوفیاء کی زبانوں پر عام طور پر سنی جاتی ہے کہ بلاشبہ انسان کے جسم میں دل ہے اور دل میں روح ہے اسی طرح لطائف ستہ کے آخر تک بیان ہوا۔ مجھے اس حدیث کے الفاظ پوری طرح یاد نہیں۔

لطائف کے مقام: الغرض حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفے کو بدن کے کسی نہ کسی عضو سے تعلق اور ارتباط ہے۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے روح دائیں چھاتی کے نیچے دل کے برابر ہے۔ سر دائیں چھاتی کے اوپر سینے کے درمیان کی طرف جھکاؤ میں ہے۔ خفی بائیں چھاتی کے اوپر وسط کی طرف مائل ہے۔ اخفی خفی کے اوپر ہے۔ سر وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے۔ ان

اعضاء میں سے ہر ایک میں نبض کی مانند حرکت ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ اس حرکت کی حفاظت اور اسے اسم ذات کا ذکر خیال کرنے کا حکم دیتے ہیں اور نفی و اثبات کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سالک لفظ لا تمام لطائف پر پھیلا دے اور الّا دل پر ضرب کرے۔

باب ۷

نسبت کی حقیقت

مشائخ کے تمام طریقوں کا ماحصل انسانی نفس کی تہذیب و آراستگی ہے۔ مشائخ اسے نسبت کا نام دیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سکون قلبی اور نور کی شکل میں اللہ جل شانہ سے انتساب اور ربط کی صورت ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ نسبت نفس ناطقہ میں ایک ایسی کیفیت اور حالت کا نام ہے جسے فرشتوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے یا عالم جبروت پر مطلع ہونے کا نام دے سکتے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ سالک جب طاعات، طہارات اور اذکار پر مستقل مزاجی سے عمل پیرا ہوجاتا ہے، تو اس کے نفس ناطقہ میں ایک صفت قائم ہوجاتی ہے۔ اور توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہوجاتا ہے یہ دونوں نسبت کی صورتیں ہیں اور ہر صورت کی کئی اقسام ہیں۔

اقسام نسبت: نسبت کی ان اقسام میں ایک عشق و محبت کی نسبت ہے اس سے دل کے اندر محبت کی صفت محکم اور راسخ ہوجاتی ہے اسی طرح ایک قسم نفس شکنی اور اس کے مرغوبات سے نجات حاصل کرلینا ہے، میرے والد گرامی علیہ الرحمۃ اس نسبت کو نسبت اہل بیت کا نام دیتے تھے۔

نسبت کی ایک قسم نسبت مشاہدہ ہے، اس سے مراد ذات مقدس کے مجرد بسیط ہونے کی توجہ کا ملکہ ہے، الغرض حضور مع اللہ کے معنی محبت کے حصول یا نفس شکنی، یا ان کے علاوہ ''یادداشت'' کے مطابق رنگ برنگ ہے، ان رنگوں میں سے کسی رنگ میں نفس کو ملکہ راسخہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اسی ملکہ کو نسبت کہا جاتا ہے۔ نسبتیں بے شمار ہیں، البتہ صاحب راز ہر نسبت کا علیحدہ علیحدہ ادراک حاصل کرلیتا ہے، اشغال و اوراد سے اصل مقصود نسبت کا حصول، اس پر قائم رہنا اور اس میں ڈوب جانا ہے، تاکہ اس طرح نفس ملکہ راسخہ حاصل کرلے۔

یہاں یہ وہم نہ ہو کہ نسبت ان اشغال کے بغیر حاصل نہیں ہوتی، حقیقت یہ ہے کہ یہ

اشغال واوراد نسبت حاصل کرنے کے لیے بہت سارے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔
نسبت حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ نہیں، میری غالب رائے یہ ہے کہ صحابہ کرام اور
تابعین کے ہاں سکینت یعنی نسبت حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع تھے، مثلاً نماز کی پابندی،
صلوت میں خشوع اور حضور کی پابندی کے ساتھ اللہ کی پاکی اور حمد کا ذکر، ہمہ وقت طہارت سے
رہنا، موت کی یاد اور نفس کی پسندیدہ چیزوں کی مذمت، فرمانبرداروں کے لیے ثواب اور انعام
اور گنہگار کے لیے عذاب کا ذکر، اس طرح انہیں جسمانی لذات اور خواہشات سے چھٹکارا
حاصل ہو جاتا تھا۔

صحابہ کرام اور تابعین کے ہاں نسبت حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع یہ تھے۔
قرآن مجید کی تلاوت پر ہمیشگی اور اس میں غور وفکر، نصیحت کرنے والے کی بات غور سے
سننا، احادیث میں سے وہ حدیثیں بطور خاص سننا جن سے دل نرم ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ
صحابہ اور تابعین کو ان باتوں پر مسلسل عمل کرنے اور انہیں وظیفہ حیات بنا لینے کی وجہ سے ملکہ راسخہ
اور ہیات نفسانیہ حاصل ہو گئی تھی، چنانچہ وہ زندگی بھر ان امور کو پابندی سے ادا کرتے رہے۔ پھر
یہی مقصود اور حقیقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بطریق وراثت ہمارے مشائخ کے طریقوں میں
چلی آئی، ہر چند ان کے رنگ اپنے اپنے اور حصول نسبت کے طریقے جدا جدا ہیں۔

میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک طویل خواب کا ذکر فرمایا کرتے تھے، جس میں
انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد گرامی سید
الاولیاء حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ
حضور میری نسبت ویسی ہے یا وہی ہے جیسی آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک
میں حاصل تھی۔ اس پر حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے انہیں نسبت میں استغراق کا حکم فرمایا
اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا ہاں ہاں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

نسبت پر مداومت کرنے والے سالک کے حالات بلند اور درجہ بدرجہ ہوتے ہیں، لہٰذا
سالک انہیں غنیمت جانے اور سمجھے کہ یہ عبادات وطاعات کے قبول ہونے اور نفس کے باطن
اور دل کی گہرائیوں میں اثر انداز ہونے کی نشانیاں ہیں۔

ان احوال میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو تمام چیزوں پر مقدم رکھنا اور اس پر غیرت
کرنا ہے۔ امام مالک نے مؤطا میں حضرت عبداللہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ ایک خوش رنگ چڑیا ادھر ادھر اڑ رہی ہے اور درختوں کے جھکے ہوئے جھنڈ سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کر رہی ہے۔ اس دل ربا منظر نے تھوڑی دیر کے لیے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی توجہ کھینچ لی اور آپ کو یہ احساس نہ رہا کہ کتنی رکعات ادا ہو چکی ہیں اور کس قدر باقی ہیں۔ آگاہی ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ میرا یہ باغ میرے لیے فتنہ ثابت ہوا ہے، میری طرف سے یہ صدقہ ہے، جہاں مرضی آئے اسے خرچ کریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور قصہ جس میں قرآن مجید نے اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

فَطَفِقَ مَسْحاً بِالسُّوْقِ وَالاَعْنَاقِ (ص:۳۳)

''تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھرنے لگا''

اسی قبیل سے ہے۔

ذکر کردہ بلند تر احوال میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف بدن اور جوارح پر ظاہر ہو۔ چنانچہ حفاظ حدیث نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں (سات قسم کے لوگوں) کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا، ان میں سے ایک وہ ہوگا جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں، اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے تھے اور روتے روتے آپ کی واڑھی تر ہوگئی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت یہ تھی کہ قیام شب (یعنی تہجد کے نوافل) میں آپ کے سینہ مبارک سے اس طرح جوش کی آواز سنائی دیتی تھی، جس طرح ہانڈی سے آتی ہے۔

منجملہ بلند مدارج اور احوال سے سچے خواب ہیں۔ حفاظ حدیث نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صالح آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور آپ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی سوائے مبشرات کے۔ صحابہ نے پوچھا مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اچھا خواب جو نیک شخص دیکھے یا اس کے لیے کوئی دوسرا شخص ایسا خواب دیکھے جو نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے، چنانچہ درج ذیل آیت کی ایک تفسیر یہ بھی منقول ہوئی ہے کہ بشارت دنیوی سے مراد سچا خواب ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (یونس:۶۴)
''انہیں خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں''
رویائے صالحہ سے مراد خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے یا جنت
رخ دیکھنا، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی زیارت، اس طرح متبرک زیارت گاہوں کو
نا مثلاً بیت اللہ، مسجد نبوی، مسجد بیت المقدس، یا آئندہ رونما ہونے والے واقعات کہ پھر وہ
طرح وقوع پذیر ہوں جیسے انہیں دیکھا، یا گذرے ہوئے واقعات کا دیکھنا یا انوار اور پاکیزہ
وں کا دیکھنا مثلاً دودھ پینا، شہد اور گھی کا استعمال کرنا بھی رویائے صالحہ کے ضمن میں آتے
، تفصیلات رویا کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ اسی طرح خواب میں فرشتوں کو دیکھنا حدیث
آیا ہے کہ ایک شخص رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا کہ اس پر اچانک ایک
بان تن گیا جس میں چراغ نصب تھے۔
بلند احوال میں سے ایک فراست صادقہ ہے یعنی دل میں واقعہ کا بعینہ متمثل ہو جانا۔
یث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔
احوال ومقام کی رفعت کی ایک اور صورت دعا کی قبولیت اور اس چیز کا ظہور ہے، جسے وہ
باطنی ہمت کی مدد سے بارگاہ الٰہی سے طلب کر رہا ہے، غالباً اس حدیث میں اسی طرف
رہ کیا گیا ہے۔
''بعض ایسے غبار آلود، پریشان مو اور پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ ہیں، جنہیں کوئی خاطر
نہیں لاتا لیکن اگر وہ اللہ کے سہارے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دیتا ہے''۔
خلاصہ یہ کہ یہ اور اس قسم کے دوسرے احوال، سالک کے ایمان کی پختگی، اس کی طاعات
ل ہونے کی نشانی اور اس کے باطن میں نور الٰہی سرایت کر جانے کی علامات ہیں، لہٰذا
لک ایسے احوال ومنازل کو غنیمت جانے۔
فنا فی اللہ، بقا باللہ: حصول نسبت کے بعد دوسری بلند منزل فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی
ہے، مگر اس سلسلے میں صحیح بات یہ ہے کہ مشائخ کی متصل سند کے ذریعے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی بات منقول نہیں ہوئی۔ یہ خدا داد نعمت ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بغیر کسی
ریعے اور سلسلے کے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس
میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ان کے مشائخ کے سلسلے

سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی اللہ تک اپنے سلسلے کے ذریعے نہیں پہنچا، فرمایا، مجھے توفیق ایزدی سے کشش ربانی نے اپنی طرف کھینچا اور یوں میں بھی اللہ تک پہنچ گیا اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا کہ اللہ کی طرف سے ایک کشش عنایت، جنات اور انسانوں کے عمل کے برابر ہے۔ اس کے باوصف حضرت خواجہ نقشبند سلسلہ مشہور و معروف ہے جو شخص فنا اور بقا کی بلند منزل کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہے اسے ہماری دوسری کتابیں پڑھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رہنما ہے۔

باب ۸

مجرب خاندانی عملیات

برائے غنائے قلبی وظاہری: میرے والد گرامی نے مجھے وصیت فرمائی کہ ہر ر گیارہ سو دفعہ یَا مُغْنِیُ اور چالیس مرتبہ سورہ مزمل پابندی کے ساتھ پڑھنا غنائے قلبی ا ظاہری دونوں کے لیے مجرب ہے۔

اسی طرح آپ نے پابندی کے ساتھ ہر روز درود پڑھنے کی وصیت فرمائی اور فرمایا ہم جو پایا درود ہی کی بدولت پایا۔

برائے درد دندان، دردسر وغیرہ: والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی درد یا درد دانت کی شکایت لے کر آئے یا کسی کو ریاح ستا رہے ہوں تو ایک تختی پر پاک ریت ڈال اس پر کسی کیل وغیرہ سے ابجد، ہوز، حطی لکھے، پھر نوک دار کیل لے کر الف پر زور سے داب د اور سورہ فاتحہ پڑھے، دوسری طرف درد والا آدمی اپنی انگلی درد کے مقام پر زور سے دبا کر رکھے ا اس سے پوچھے کہ آرام ہوگیا یا نہیں، اگر آرام ہوگیا تو بہتر، ورنہ کیل حرف ب پر رکھے دوبا فاتحہ پڑھے اور اس سے پوچھے، اگر آرام نہیں ہوا تو اسے ج پر رکھے اور تین دفعہ فاتحہ پڑھے الغرض جب تک مریض کو آرام نہ آئے کیل اگلے حرف پر رکھتا اور فاتحہ پڑھتا جائے۔ آخر حرف تک جانے کی نوبت نہیں آئے گی کہ اللہ کے فضل سے مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

برائے دفع حاجت، واپسی غائب اور شفائے مریض: والد گرامی فرما تھے کہ اگر کسی شخص کو کوئی مسئلہ پیش آجائے یا کوئی آدمی غائب ہو جائے اور ہم چاہتے ہوں کہ صحیح وسالم کامیابی کامرانی کے ساتھ واپس آجائے یا کوئی بیمار ہو اور اس کی شفایابی چاہتے ہوں

تو فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان اکتالیس بار سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔

برائے خوف جنون وگزیدن سگ دیوانہ: والد گرامی سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا کہ اگر کسی کو باؤلا کتا کاٹ لے یا کسی شخص کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو، تو اسے چالیس دنوں تک ہر روز روٹی کے ایک ٹکڑے پر یہ آیت لکھ کر کھلاتا رہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔ (الطارق:۱۵-۱۷)

فاقہ سے نجات کے لیے: والد گرامی فرماتے تھے کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت معمول بنالے، وہ فاقہ سے محفوظ رہے گا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا جو شخص سوتے وقت سورۂ کہف کی یہ آیت پڑھے اور اللہ سے دعا کرے کہ مجھے رات کے فلاں حصے میں بیداری ہو جائے، ٹھیک اسی وقت اللہ تعالیٰ اسے بیدار کر دے گا، آیات یہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (کہف:۱۰۷-۱۱۰)

برائے حفاظت اطفال: والد گرامی فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ تعویذ لکھ کر بچے کے گلے میں ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اس بچے کی حفاظت کرے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

برائے امان از ہر آفت: والد گرامی کا ارشاد ہے کہ یہ دعا ہر آفت اور مصیبت سے امان اور پناہ ہے، اسے صبح شام پڑھا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عِلْماً وَ اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَداً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْ ... مِنْ شَرِّ ... شَیْءٍ وَمِنْ کُلِّ
دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَا ... مُسْتَقِیْمٍ وَ ... تَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
حَفِیْظٌ اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ ... یَ ... لّٰہُ ... الِحِیْنَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ
حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ ... الْعَظِیْمِ۔

برائے خوف حاکم: والدگرامی نے فرمایا جس شخص ... یا افیسر کا خوف ہو، اسے چاہئے کہ کہے۔ کٓھٰیٰعٓصٓ کُفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْ ... کا پہلا حرف بولے، اور ہر حرف کے ساتھ دائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جا۔ ... ح دوسرے لفظ کے ہر ہر حرف کے ساتھ بائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جا۔ ... ں افسر یا حاکم کے سامنے انہیں کھول دے۔

آیات شفا برائے مریض: والدگرامی فرماتے ... نہ قرآن مجید کی چھ آیات ہیں جنہیں آیات شفا کہا جاتا ہے انہیں کسی برتن میں لکھے اور پانی سے دھوکر مریض کو پلائے، وہ آیات یہ ہیں۔

وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ (التوبۃ:۱۴) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (یونس: ۵۷) یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل:۶۹) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (الاسراء:۸۲) وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (بنی اسرائیل:۸۲) قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ. (الشعراء:۸۰)

برائے دفع سحر و حفاظت از دزدان وغیرہ: میں نے والدگرامی سے سنا انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید کی ۳۳ آیتیں ہیں جو جادو وغیرہ کے اثر کو زائل کرتی ہیں، چوروں، درندوں، اور شیطان سے محفوظ رکھتی ہیں، وہ آیات یہ ہیں۔

الٓمّٓ. ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرۃ:۱-۵) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ

سَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَا اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ
یَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
لْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ
نَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَوْلِیَآءُهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ
نُّوْرِ اِلَی الظُّلُمَاتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ
البقرة:۲۵۵-۲۵۷) لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ
فُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ
لٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ
اللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
فْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ
عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا
صْراً كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَاوَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ
نَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ، اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ
ذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی
لَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثاً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ
خَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا
حِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفاً وَّطَمَعاً
نَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ قُلِ ادْعُوْا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوْا الرَّحْمٰنَ اَیّاً مَّا
دْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ
لِكَ سَبِیْلاً وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَهٗ شَرِیْكٌ فِی
مُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ وَلِیٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْراً (بنی اسرائیل:۱۱۰،۱۱۱)
الصّٰفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْراً فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
لْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ الْكَوَاكِبِ
حِفْظاً مِنْ كُلِّ شَیْطَانٍ مَارِدٍ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ
جَانِبٍ دُحُوْراً وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

ثَاقِبٌ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِيْنٍ
لَّازِبٍ (الصّٰفّٰت:۱-۱۱) يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ
يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ (الرحمٰن:۳۳-۳۵) لَوْ اَنْزَلْنَا
هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ
نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ
السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ
اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الحشر:۲۱-۲۴) قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ
الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا
اَحَدًا وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى
اللّٰهِ شَطَطًا. (الجن:۱-۴)

برائے امان از چیچک: والدگرامی فرماتے تھے کہ چیچک کی بیماری پھوٹ پڑے تو ایک نیلا تاگا لے کر اس پر سورہ الرحمٰن پڑھے۔ اور ہر دفعہ "فبای الاء ربکما تکذبان" پہنچے تو تاگے کو گرہ دیتا جائے۔ سورہ مکمل ہو تو تاگے کو پھونک مارے اور بچے کے گلے میں ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس مرض سے محفوظ رکھے گا۔

برائے امان از غرق، آتش، از غارت گری، چوری وغیرہ: میں نے اپنے والدگرامی علیہ الرحمہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ اصحاب کہف کے نام پانی میں ڈوبنے، آگ میں جلنے، چوری اور ڈکیتی سے محفوظ رہنے کے لیے امان ہیں۔ یہ نام یہ ہیں یَمْلِیْخَا، مَکْسَلْمِیْنَا، کَشْفُوْطَطْ اَذَرْ فَطْیُوْنُسْ، کَشَا فَطْیُوْنُسْ، تَبْیُوْنُسْ، بُوَانِسْ، بُوْ... اور ان کا کتا، قِطْمِیْر۔

برائے حل مشکل: اسی طرح آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی اہم مسئلہ درپیش آجائے، وہ بارہ روز تک ہر دن بارہ سو دفعہ یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع پڑھے، اس کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس فصل میں جن عملیات کا بیان ہوا ہے یہ وہ ہیں جن کی حضرت و...

علیہ الرحمۃ نے دوسرے اعمال کے ساتھ مجھے اجازت عطا فرمائی۔

نماز برائے قضائے حاجت: مشکل حاجات کے پورا ہونے کے لیے چار رکعت نماز ادا کی جائے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سو دفعہ یہ آیات پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ. (الانبیاء:۸۷،۸۸)

دوسری رکعت میں یہ آیت سو دفعہ پڑھے۔

(رَبِّ) اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الانبیاء:۸۳)

تیسری رکعت میں سو دفعہ یہ آیت پڑھے۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ (غافر:۴۴)

چوتھی رکعت میں سو دفعہ یہ آیت پڑھے۔

قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ (ال عمران:۱۷۳)

اس کے بعد سلام پھیرے اور سو دفعہ یہ آیت پڑھے۔

(رَبِّ) اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ. (القمر:۱۰)

برائے رفع آسیب: اگر کسی کو آسیب کا خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں سات بار یہ آیت پڑھے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ. (صٓ:۳۴)

اسی طرح اس کے کان میں سات دفعہ اذان کہے، سورہ فاتحہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس، آیۃ الکرسی، سورہ والسماء والطارق، سورہ حشر کی آخری آیات اور سورہ والصفت پڑھے، آسیب جل جائے گا اس کے علاوہ آسیب کے لیے آسیب زدہ کے کان میں سورۂ مومنون کی یہ آیتیں پڑھے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ. (المومنین:۱۱۵)

اسی طرح آسیب زدہ کے لیے یہ عمل ہے کہ پاک پانی پر سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ

جن کی درج ذیل پانچ آیتیں پڑھ کر دم کرے اور مریض کے چہرے پر اس کے چھینٹے مارے مریض ہوش میں آجائے گا۔ اسی طرح اگر کسی مکان میں جن ہو تو اس کے اطراف میں اس پانی کے چھینٹے مارے جن دوبارہ وہاں نہیں آئے گا۔ وہ آیات یہ ہیں۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا وَّاَنَّهُ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهُ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا. (الجن:۱)

جنات سے حفاظت کے لیے: اگر جنات گھر کے قریب ہوں یا گھر میں پتھر پھینکتے ہوں تو لوہے کی چار میخوں پر پچیس پچیس بار یہ آیت پڑھے اور انہیں گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونک دے آیت یہ ہے۔

اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا. (الطارق: ۱۵-۱۷)

اسی طرح گھر کی دیواروں پر اصحاب کہف کے نام لکھنا بھی جنات و آسیب کو بھگانے کے لیے مفید ہیں۔

بانجھ پن کے لیے: بانجھ عورت کے لیے ہرن کی کھال کی جھلی پر زعفران اور گلاب کے پانی سے یہ آیت لکھ کر اس کے گلے میں ڈالے، آیت یہ ہے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ کُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰی بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا. (الرعد:۳۱)

اسی طرح بانجھ پن کے لیے یہ عمل ہے کہ چالیس عدد لونگ پر سات سات بار یہ آیت پڑھے اور ہر روز ایک لونگ عقیمہ عورت کو کھلائے عورت ایام مخصوصہ سے پاک ہونے کے فوراً بعد لونگ کھانا شروع کرے اور اس دوران مرد وظیفہ زوجیت بھی ادا کرے۔ آیت یہ ہے۔

وَکَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ. (النور:۴۰)

برائے اسقاط جنین: جس عورت کا حمل سالم نہ رہتا ہو اور بچہ ساقط ہو جاتا ہو، اس کے لیے ایک قسم رنگ کا تاگا عورت کے قد کے برابر لے لے اور اس پر نو گرہیں لگائیں، ہر گرہ پر۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ. (النحل:۱۲۷) اور سورہ قل یا ایھا الکافرون پڑھ کر پھونک مارتا جائے تا گاوہ عورت کے کمر میں باندھے۔

برائے دردزہ: جس عورت کو دردزہ ہو اس کے چھٹکارے کے لیے یہ آیت اور دعا کاغذ پر لکھے اور اس کا تعویز بنا کر دردزہ والی عورت کی بائیں ران میں باندھے، خدا کے فضل سے جلد بچہ جنے گی، آیت اور دعا یہ ہے۔

وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ. (الانشقاق:۴،۵) اِهْیًا اَشْرَاهِیًّا.

میں نے درمنشور میں حضرت اعمش کی یہ روایت پڑھی تھی جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ احیاء اشراھیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور زندہ بعد ہر چیز کے!

برائے فرزند نرینہ: جس عورت کے ہاں صرف بچیاں پیدا ہوتی ہوں، اس کے لیے حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب کے پانی سے یہ آیات لکھے اور تعویذ بنا کر اس کے گلے میں ڈالے آیات یہ ہیں۔

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ (الرعد:۹،۸) یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا پھر یہ لکھے بِحَقِّ ومریم اِبْنًا صَالِحًا طَوِیْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وآله.

جس کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو: مجھے ایک انتہائی با اعتماد اور معتبر شخص نے بتایا کہ جس عورت کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو، اس کے لیے اجوائن اور کالی مرچ پر سوموار کے روز دوپہر کے وقت چالیس بار سورۂ والشمس پڑھے، ہر دفعہ اول سے شروع کرے اور اسی پر ختم کرے۔ آغاز حمل سے لے کر بچے کے دودھ چھڑانے تک ہر روز یہ عورت دونوں چیزیں کھاتی رہے۔

برائے فرزند نرینہ: جس عورت کے ہاں صرف بچیاں ہوتی ہوں، اس کے لیے ایک اور عمل یہ ہے کہ اس کے پیٹ پر انگلی کے اشارے سے ستر دفعہ گول لکیر کھینچے اور ہر دفعہ دائرہ بناتے وقت یامتین کہتا جائے۔

ہم دوبارہ اپنے ابتدائی کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے

جن اعمال کی اجازت عطا فرمائی ان میں نظر لگنے کا عمل ہے۔

نظر کا علاج: اگر بچے کو کسی عورت کی نظر لگ جائے تو چھری سے ایک گول لکیر کھینچے اور یہ آیات پڑھتا جائے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (الاسراء:۸۱) وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (یونس:۸۲) وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (الانفال:۷،۸) وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (الشوریٰ:۲۴)

پھر پڑھے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَعَيْنِ الْاٰمَّةِ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ يَا كَفِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اس کے بعد چھری دائرے کے اندر درمیان میں گاڑے اور کہے کہ میں نے یہ چھری نظر لگانے والی کے دل میں ٹھونک دی ہے پھر اس دائرے کو کسی رکابی وغیرہ سے ڈھانک دے۔

سحر یا نظر سے بچاؤ: سحر یا نظر لگنے سے حفاظت کے لیے ایک عمل یہ ہے کہ بدنظری کرنے والے یا سحر کرنے والے شخص کو سامنے یا جس وقت اپنے طور پر اس کا ذکر کرے نام لے کر کہے او فلانے! اس سے اس شخص کا عمل بے اثر ہو جائے گا۔

اسی طرح نظر سے بچنے کا ایک عمل یہ ہے کہ جس وقت اس بات کی تحقیق اور تصدیق ہو جائے کہ مریض کو نظر لگی ہے اور یہ بھی تصدیق ہو جائے کہ فلاں شخص کو نظر لگی ہے تو نظر لگانے والے کا چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور ناف سے گھٹنوں تک کا درمیانی حصہ پانی سے دھلوا لیا جائے اور جسے نظر لگی ہے اس پر یہ پانی چھڑکے مریض فوراً تندرست ہو جائے گا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں بزروایت کی ہے اس کے مطابق نظر لگانے والے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب قریب یہی حکم ہے۔

نظر کے اثر سے نجات حاصل کرنے کا ایک طریقہ اور عمل یہ ہے کہ پاک تاگا تین ہاتھ لے ناپ کر نظر زدہ مریض کے پاس رکھ لے اور مریض پر درج ذیل عزیمت پڑھے۔ پھر تاگا ناپے اگر وہ تین ہاتھ سے بڑھ جائے یا کم پڑ جائے تو سمجھ لے کہ مریض کو نظر کا اثر ہے۔ یہ عمل تین با

لہرانے سے نظر کا اثر ختم ہو جائے گا۔ عزیمت سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تین مرتبہ اور سورۂ فاتحہ تین دفعہ پڑھے عزیمت یہ ہے۔

عَزَمْتُ اِلَیْکَ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ. یہاں مریض اور اس کی ماں کا نام لے۔ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰی بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَیْکَ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةِ بِحَقِّ اَشْرَاهِیًا بَرَاهِیًا اَذُوْنِیًا اَصْبَاتُ اِلٰ شَدَّایْ عَزَمْتُ عَلَیْکَ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةِ بِحَقِّ شَهَتْ بَهَتْ اِنْتَهَتْ یَا قَنْطَاعُ النَّجَا بِالَّذِیْ لَا یَقْوٰی عَلَیْهِ اَرْضٌ وَّلَا سَمَآءٌ نِ اخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ ابْنَةِ فُلَانَةِ کَمَا اُخْرِجَ یُوْسُفُ مِنَ الْمَضِیْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰی فِی الْبَحْرِ طَرِیْقٌ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاللّٰهُ تَعَالٰی بَرِیْءٌ مِّنْکِ اُخْرِجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةِ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ. اُخْرِجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ.

سحر زدہ اور مایوس العلاج کے لیے: جس پر جادو کا اثر یا جس شخص کی بیماری سے اطباء عاجز آ چکے ہوں، اس کے لیے چالیس دن ہر روز چینی کی سفید طشتری پر یہ نقش لکھے اور اسے اک پانی سے دھو کر مریض کو پلاتا رہے۔ میرے والد گرامی اس نقش پر سورہ فاتحہ کا اضافہ فرمایا کرتے تھے، نقش کے الفاظ یہ ہیں۔ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ وَبَقَآئِهٖ یَا حَیُّ.

گم شدہ چیز کی واپسی کے لیے: جس کی کوئی چیز کھو جائے وہ بغیر کسی کمی اور زیادتی کے پورے ایک سو انیس بار یا حفیظ اور ایک سو انیس بار یہ آیت پڑھے۔

یٰبُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ. (لقمان:۱۶)

اللہ تعالیٰ اس کی گم شدہ چیز واپس کرا دے گا۔

چور کی شناخت: چور کی پہچان کے لیے دو آدمیوں کو آمنے سامنے بٹھا کر انہیں ایک بدھنا تھما دیا جائے، جسے وہ اپنی کلمے کی دونوں انگلیوں سے پکڑ لیں مشکوک شخص کا نام کاغذ پر لکھ کر اسے بدھنے میں ڈال دے مِن المکرمین تک سورہ یٰسین پڑھے۔ اگر وہی شخص چور ہو تو بدھنا گھوم جائے گا، اگر نہ گھومے تو دوسرے آدمی کا نام اس میں ڈال کر پھر یہی عمل دہرا جائے۔ اسی طرح تمام مشکوک آدمیوں کا نام ڈالتا جائے اور مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ تک سورہ یٰسین پڑھتا جائے چور کا نام سامنے آجائے گا۔

بھاگے ہوئے شخص کو واپس لانے کا عمل: اگر کوئی غلام (کوئی شخص) گھر سے بھاگ جائے تو درج ذیل آیات اور دعا کاغذ پر لکھ کر اس کا تعویذ بنائے اور ایک اندھیری کوٹھڑی میں اسے دو پتھروں (دو سخت اور وزنی چیزوں) کے درمیان رکھ دے۔ آیات میں فاتحہ اور آیۃ الکرسی لکھے اور یہ دعا لکھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِیْھِنَّ فَاجْعَلِ اللّٰھُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِیْھَا عَلٰی عَبْدِکَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃٍ (یہاں بھاگے ہوئے شخص کا نام لکھیں)

اَضْیَقَ مِنْ خَلْقِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَوْلَاہُ. بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

اس کے بعد یہ آیت لکھے۔

اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ م بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰھَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ (النور: ۴۰) وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِھِمْ مُّحِیْطٌ بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ.

اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلِّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰی مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

حاجت برآری کا عمل: اگر چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کر دے تو اتوار کے دن سے فاتحہ کا ورد اس طرح شروع کرے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کو الحمد للہ کے لام سے ملا کر پڑھے۔ یہ ورد فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پہلے روز ستر بار دوسرے روز

وقت اسی طرح ساٹھ بار تیسرے دن پچاس بار پڑھے ہر روز دس کم کرتا جائے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھ کر عمل مکمل کر لے۔

استخارہ: اگر چاہے کہ خواب میں اسے اپنے مشکل مسئلے سے نجات یا اس کے حل کی کوئی صورت نظر آئے تو وضو کرے اور پاک کپڑے پہن کر قبلہ رو ہو کر داہنی کروٹ پر لیٹ جائے اور سورہ والشمس سات دفعہ۔ سورہ واللیل سات دفعہ اور قل ھو اللہ سات دفعہ پڑھے۔ ایک روایت میں قل ھو اللہ کی بجائے سورہ والتین کا سات دفعہ پڑھنا آیا ہے پھر دعا کرے کہ بار الہ مجھے خواب میں اپنی حاجت کے حل یا اپنے مشکل مسئلے سے چھٹکارے کی سبیل کی طرف رہنمائی کر اور مجھے خواب میں اپنی دعا کے قبول ہو جانے کی کوئی علامت دکھا۔ اگر مقصد پورا ہو تو یہی بہتر ورنہ دوسری رات یہ عمل دہرائے الغرض ساتویں رات سے پہلے پہلے سارا مسئلہ کھل جائے گا ہمارے کئی احباب اس کا تجربہ کر چکے ہیں۔

برائے تپ: جسے تپ چڑھتا ہو اس کے لیے یہ تعویذ کاغذ پر لکھ کر اس کے بازو میں باندھے انشاء اللہ جلد شفایاب ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَرَآءَةٌ مِّنَ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اِلٰى اُمِّ مِلْدَمٍ (تپ کی کنیت) نِ الَّتِي تَاْكُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ يَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ كُنْتِ مُؤْمِنَةً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كُنْتِ يَهُوْدِيَّةً فَبِحَقِّ مُوْسَى الْكَلِيْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنْ كُنْتِ نَصْرَانِيَّةً فَبِحَقِّ الْمَسِيْحِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ لَّا اَكَلْتِ (مریض اور ان کی ماں کا نام) لَحْماً وَّلَا شَرِبْتِ لَهٗ دَماً وَّلَا هَشَمْتِ لَهٗ عَظْماً وَتَحَوَّلِيْ عَنْهُ اِلٰى ا مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِئٌ مِّنْكِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ.

برائے خنازیر: جس کے گلے میں خنازیر ہوں اس کے لیے چمڑے کا تسمہ مریض کے قد کے برابر لے اور اس پر اکتالیس گرہ لگائے، ہر گرہ لگاتے وقت یہ دعا پڑھ کر پھونک مارتا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ

وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَاءِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔

برائے سرخ بادہ: جس کے بدن پر سرخ بادہ ظاہر ہو وہ درج ذیل دعا سات بار پڑھے اور ہر بار چھری سے اس کی طرف اشارہ کرتا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَيَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَآءَتْكِ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ اَيَّتُهَا الرِّيْحُ اَجِيْبِيْ دَاعِيَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَاءٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْ ظَهِيْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَاءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تَعْتَرِيْكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

برائے ضعف بصر: جس شخص کی بینائی کمزور ہو وہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھے
فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔

برائے مرگی: جو شخص مرگی کے مرض میں مبتلا ہو، وہ اتوار کے دن صبح کے وقت تانبے کی تختی پر ایک طرف کھدوائے یا قهار انت الذی لا یطاق انتقامه اور دوسری طرف یہ کھدوائے یا مذل کل جبار عنید بقهر عزیز سلطانه یا مذل اور اسے گلے میں ڈالے۔

باب ۹

علمائے ربانی کے آداب وفرائض

ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔ (التوبۃ:۱۲۲)

تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں (التوبہ:۱۲۲)

عالم ربانی جو انبیاء و مرسلین کا جانشین (وارث) ہے وہ ان چند امور کا بطور خاص خیال رکھے۔ وہ تفسیر، حدیث، فقہ، سلوک، عقائد اور صرف ونحو کی تعلیم دے۔ علم کلام، اصول اور منطق کا ہو کر نہ رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ۔ (الجمعۃ: ۲)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں (الجمعۃ: ۲)

دوران تدریس استاذ کے لیے چند چیزیں بہت ضروری ہیں۔ لغت کے اعتبار سے نادر الفاظ کی تشریح کرے، نحوی حیثیت سے مشکل اور مغلق جملوں کی وضاحت کرے، مسائل کی توجیہ و توضیح جزوی مثالوں سے اس طرح کرے کہ ان کی صورت باندھ دے، دلائل اس طرح اٹھائے کہ بعض مقدمات دوسرے مقدمات اور لوازمات سے مل کر خود بخود نتیجہ پیدا کرتے جائیں، کلی قاعدوں اور تعریفات کے درمیان قیود اور استثناؤں کے فوائد کی وضاحت کرے، مسائل کے ضمن میں مختلف تقسیموں میں حصر کی وجوہات بیان کرے۔ اسی طرح ظاہر شبہات حل کرے۔ مثلاً دو مختلف مسالک جو آپس میں خلط ملط نظر آتے ہیں انہیں توجیہات، عبارات اور مسالک کے لحاظ سے واضح کرے اور جو چیزیں تعریفات میں ممتنع ہیں مثلاً استدراک اور خفی ترکا ذکر، انہیں کھول کر بیان کرے۔ جو چیزیں براہین میں ممتنع ہیں مثلاً استدراک اور خفی ترکا ذکر، انہیں کھول کر بیان کرے۔ جو چیزیں براہین میں ممتنع ہیں مثلاً جزئی ہونا کبریٰ کا سالبہ ہونا صغریٰ کا، انہیں وضاحت سے پیش کرے۔

کوئی عالم دین اس وقت تک اپنے تلامذہ کو صحیح فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک وہ مذکورہ امور کی وضاحت نہ کرے اور دوران تدریس جگہ جگہ انہیں آگاہ نہ کرتا رہے۔

اسی طرح ایک عالم ربانی کے فرائض میں شامل ہے کہ اپنے تلامذہ کی روحانی تربیت کے لیے انہیں اشغال کی تعلیم دے اشغال کا تفصیلی ذکر ہم بیان کر آئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ ایک وقت مقرر کرے، جس میں لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھے، انہیں نسبت کی توجہ دے، اللہ تعالیٰ کی حجت، ممکنہ استطاعت ہی کے ذریعے پوری ہوتی ہے اس کے بعد استطاعت میسرہ کا

نمبر آتا ہے استطاعت میسرہ میں صحبت، قول و فعل سے اشغال و اعمال پر ابھارنا اور دل
تصرف کرنا شامل ہیں اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے اور اللہ کے فرمان وَيُزَكِّيهِمْ سے اسی طرف
اشارہ ہے۔

عالم ربانی کا فرض ہے کہ وہ وعظ ونصیحت کے ذریعے لوگوں کی زندگی میں تبدیلی لائے
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے فذکر ان نفعت الذکری
نصیحت فرماؤ اگر نصیحت کام دے (الاعلیٰ:۹)

قصے کہانیوں سے اجتناب کرے۔ حدیث کی کتابوں میں روایت کی گئی ہے کہ آنحضو
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ وعظ ونصیحت سے کام لیتے تھے۔

سنن ابن ماجہ میں ہمیں ایک روایت ملتی ہے، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علی
وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں قصہ گوئی نہیں تھی۔ روایات میں یہ بھی آ
ہے کہ صحابہ کرام قصہ خوانوں کو مسجدوں سے نکلوا دیا کرتے تھے۔ ثابت ہوا کہ قصہ گوئی کا وعظ ونصیحت
سے کوئی تعلق نہیں، یہ ناپسندیدہ چیز ہے جب کہ وعظ ونصیحت محمود اور پسندیدہ عمل ہے۔

قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ عجیب وغریب حکایتیں بیان کرے اور فضائل اعمال وغیر
کے سلسلے میں غیر مصدقہ روایات کے ذریعے بے جا مبالغہ سے کام لے اور اس سے اس ک
مقصد لوگوں کو بتدریج سنت پر عمل کرانا اور انہیں اس کا عادی بنانا نہیں، بلکہ نادر حکایات او
فصاحت وبلاغت سے محض زبان آوری، خود پسندی اور دوسرے لوگوں سے اپنے آپ کو ممتا
ثابت کرنا ہو۔

خلاصہ یہ کہ قصہ گوئی اور وعظ میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ہم وعظ ونصیحت کے آداب او
فضائل میں آئندہ صفحات میں ایک مستقل باب سپرد قلم کر رہے ہیں۔

اسی طرح عالم حقانی کا فرض ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام د
مثلاً وضو اور نماز کے سلسلے میں لوگوں کو آگاہ کرے اگر کسی نے وضو میں پوری رعایت ملحوظ نہیں
رکھی تو آواز دے ویل للاعقاب من النار، ایڑیوں کے لیے عذاب دوزخ ہے۔ اسی طر
اگر کوئی شخص نماز میں تعدیل ارکان نہیں کرتا تو اسے کہے نماز دوبارہ پڑھو، تم نے نماز نہیں
پڑھی۔ لباس گفتگو اور دوسرے امور کے بارے میں بھی لوگوں کو سمجھائے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران:۱۰۴)

''اورتم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اوراچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے'' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ نرمی اورشفقت سے انجام دے، سختی اور ڈانٹ ڈپٹ امراء اور بادشاہوں کا طریقہ ہے۔

ارشادخداوندی ہے: وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ''اوران سے اس طریقہ پر بحث کرو جوسب سے بہتر ہو''۔(النحل:۱۲۵)

علمائے ربانی کے آداب میں سے ہے کہ وہ امکانی حدتک طالب علموں اور درویشوں کی خبرگیری کریں۔ اگر وہ خودکسی وجہ سے یہ خدمت پوری طرح انجام نہ دے سکیں تو اپنے ہم مزاج برادران طریقت کو ایسے لوگوں کی خبرگیری اوران کی ضروریات کا خیال رکھنے کی ترغیب دیں اوران میں اس کا جذبہ پیدا کریں۔

ہم نے اوپر جوصفات بیان کی ہیں یہ جس شخص میں موجود ہوں اس کے وارث الانبیاء والمرسلین ہونے میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔ بلاشبہ ایسا شخص ملکوت آسمانی میں صاحب عظمت ہے، مخلوق خدا اسے دعا دیتی ہے۔ یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندراس کے لیے دعا کرتی ہیں۔ جیساکہ حدیث میں وارد ہوا ہے، خیال کرنا ایسے شخص کی صحبت غنیمت سمجھنا، اسے ہاتھ سے نہ جانے دینا بلاشبہ ایسے مرد خدا کی صحبت اکسیر اعظم ہے، واللہ اعلم۔

خیال رہے کہ جوبھی شخص ہدایت اوردعوت الی اللہ کے منصب پرفائز ہو، اگراس سے ذکر کردہ امور میں سے کسی امر میں کوتاہی ہوتو جب تک وہ اس کا ازالہ نہ کرلے، اس کی کوتاہی ہی سمجھی جائے گی۔

میں طالب حق کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ دولتمندوں اور امراء سے صحبت نہ رکھے۔ البتہ اگر کوئی طالب حق، مخلوق خدا کو ان کے ظلم سے بچانے یا انہیں کار خیر پرآمادہ کرنے کے لیے ان سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے لیے مضائقہ نہیں۔ اس سے بخوبی ذہن سے وہ خلجان دور ہوجاتا ہے، جس کے مطابق ایک طرف احادیث میں بادشاہوں کی مصاحبت کی مذمت کی گئی ہے دوسری طرف بعض انتہائی صاحب تقویٰ علماء نے بادشاہوں کی صحبت اختیار کی ہے۔

میری دوسری وصیت یہ ہے کہ سالک راہ حقیقت نہ تو جاہل پیروں کی صحبت اختیار کرے اور نہ جاہل عبادت گذاروں کی۔ اسی طرح وہ نہ زاہد خشک فقہا کے قریب پھٹکے اور نہ صرف ظاہر پر عمل کرنے والے محدثین (ظاہریہ) کی پیروی کرے، علوم عقلی اور علم کلام میں غلو کرنے والے صاحبان کے پیچھے بھی نہ لگے۔ سالک راہ حقیقت کو چاہئے کہ وہ عالم صوفی ہو دنیا سے بے رغبتی کرتے ہوئے ہر وقت متوجہ الی اللہ رہے۔ اس کی نگاہ بلند ہو، سنت نبوی پر عمل اس کا مطمح نظر ہو۔ احادیث نبوی اور سیرت صحابہ کا پیروکار ہو، احادیث اور آثار صحابہ کی تشریح و تعبیر کے سلسلے میں ایسے محقق فقہاء پر اعتماد کرے جو عقلیات کی بجائے حدیث سے زیادہ شغف رکھتے ہوں، عقائد کے سلسلے میں ان علماء سے تعلق قائم کرے جو عقائد کی بنیاد حدیث پر رکھتے ہوں، البتہ اپنی بات کو موکد کرنے کے لیے عقلی دلائل پر بھی ان کی نگاہ ہو۔

اصحاب طریقت میں سے ان لوگوں کی اتباع کرے جو علم اور تصوف کے جامع ہوں، ایسے نہ ہوں جو اپنے نفس پر بے جا بوجھ ڈالتے ہیں یا سنت پر اضافہ کرتے ہیں۔ جو شخص ان صفات کا حامل نہ ہو۔ سالک کو اس کی صحبت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

عالم ربانی کے آداب میں سے یہ ہے کہ فقہاء کے مختلف مکاتب اور مسالک میں بعض کو بعض پر ترجیح دینے پر زور صرف نہ کرے، بلکہ مجموعی طور پر ان تمام فقہی مسالک کو مقبولیت کے درجے پر رکھے۔ البتہ خود اس پر عمل کرے جو صریح اور مشہور حدیث کے مطابق ہو، اگر فقہاء کے دونوں مسلک احادیث سے استنباط و استدلال کے لحاظ سے برابر ہوں تو اسے اختیار ہے وہ جس مسلک پر چاہے عمل کرے، البتہ وہ تمام مسالک کو کسی تعصب کے بغیر ایک ہی مسلک سمجھے۔

عالم ربانی کی ایک صفت یہ ہونی چاہئے کہ وہ مشائخ صوفیاء کے سلاسل میں سے کسی ایک سلسلے کو ترجیح نہ دے۔ اسی طرح مجذوب (مغلوب الحال) حضرات پر نکیر کرے اور نہ ان لوگوں سے الجھے جو مسئلہ سماع میں تاویل کرتے ہیں۔ البتہ خود اس راہ پر عمل کرے جو سنت سے ثابت ہے اور جس پر بلند مرتبہ اور محققین علماء عمل پیرا رہے ہیں۔ حق تعالیٰ توفیق عطا کرنے والا اور مددگار ہے۔

باب ۱۰

آداب و مقاصد وعظ و نصیحت

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ

”تو تم نصیحت سناؤ تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو“ (الغاشیہ:۲۱)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے ارشاد ہوتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ

”اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا“ (ابراہیم:۵)

وعظ ونصیحت دین کا بڑا رکن ہے، ہم وعظ کے آداب، وعظ کی کیفیت اور خصوصیات اور وعظ ونصیحت سے اصلی غرض وغایت کے بارے میں کچھ بیان کرتے ہیں، نیز اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں کہ وعظ ونصیحت کے دوران کس کس چیز سے مدد لی جائے، یعنی وعظ کا ماخذ کیا ہو، وعظ کن باتوں پر مشتمل ہو اور وعظ سننے والوں کے آداب کیا ہیں اور اس دور کے واعظین کو کون کون سی آزمائش پیش آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست ہے۔

واعظ کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل، بالغ اور متقی ہو اور ان شرائط کا حامل ہو جو راویان حدیث کے لیے ضروری ہے۔ وہ محدث ہو، مفسر ہو اور مجموعی طور پر سلف صالحین کے حالات اور ان کی زندگیوں سے اچھی طرح باخبر ہو۔

اس کے محدث ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ حدیث کی کتابوں پر عبور رکھتا ہو، یعنی اس نے حدیث کے الفاظ پڑھے ہوں، اس کا معنی ومفہوم سمجھا ہو اور ان کی صحت وسقم کو اچھی طرح جانتا ہو، چاہے اسے یہ علم کسی حافظ حدیث (محدث) کے ذریعے حاصل ہوا ہو، چاہے کسی فقیہ کے استنباط سے۔ اس کے مفسر ہونے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ واعظ قرآن مجید کی آیات مشکلہ کی توجیہ، تاویل اور اس کی تشریح کے سارے پہلوؤں سے آگاہی رکھتا ہو، نیز اسے سلف کے تفسیری کام سے پوری واقفیت ہو۔

اس کے ساتھ مناسب ہے کہ وہ فصیح اللسان ہو لوگوں کی ذہنی استعداد کے مطابق بات کرنے کا اسے ملکہ حاصل ہو وہ مہربان صاحب خلق اور صاحب وجاہت ہو۔ جہاں تک وعظ کا تعلق ہے بہتر ہے کہ اس میں مناسب وقفہ رکھے (یعنی ہر وقت وعظ ونصیحت کی محفل نہ جمائے اور نہ ہی اسے لمبا کرے) اور اس بات کا خاص خیال رہے کہ لوگوں میں اکتاہٹ اور بددلی پیدا نہ ہو، لوگوں کی دلچسپی اور رغبت دیکھ کر وعظ کہے اور ابھی یہ رغبت اور دلچسپی موجود ہو کہ ختم کر دے۔

وعظ ونصیحت کی محفل پاکیزہ اور صاف ستھری جگہ مثلاً مسجد میں منعقد کی جائے۔ گفتگو کا

آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے کرے اور ختم بھی اسی پر کرے۔ تمام مسلمانوں بالخصوص حاضرین کے لیے خصوصی دعا کرے۔

وعظ صرف ترغیب و ترہیب (شوق دلانا اور ڈرانا) تک محدود نہ رکھے بلکہ ملا جلا انداز اپنائے، جیسے اللہ تعالیٰ کی سنت اور طریقہ ہے کہ وہ وعدے کے ساتھ وعید اور خوشخبری و بشارت کے ساتھ انداز یعنی خوف دلاتا ہے۔ واعظ کے لیے مناسب ہے کہ وہ آسانی اور نرمی دکھائے، نہ کہ سختی اور تنگی، خطاب میں عمومی انداز اپنائے، کسی خاص گروہ، فرقے یا شخص کو نشانہ نہ بنائے۔ بات کا انداز یہ ہو کہ کچھ لوگ اس طرح کہتے یا کرتے ہیں۔

وعظ میں لغو اور اخلاق سے گری ہوئی بات سے اجتناب کرے۔ اچھی بات اور عمل کی تحسین کرے اور بری بات کی تحقیر کرے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔

وعظ و نصیحت کے اصل مقاصد حاصل کرنے کے لیے واعظ پہلے اپنے دل میں، اعمال، اخلاق، کردار اور زبان پر قابو کے اعتبار سے ایک حقیقی مسلمان کا تصور قائم کرے۔ یہ تصور قائم کرتے وقت اس کے باطنی احوال اور ذکر و فکر کے ساتھ اس کی دلچسپی اور عمل کو بھی ساتھ ملائے۔ پھر اسی جامع اور مکمل انسان کو نشان راہ بنا کر آہستہ آہستہ سامعین کے فہم کے مطابق ان کے دلوں میں اسے ثابت اور راسخ کردے۔ پہلے لباس، نماز اور شکل و صورت وغیرہ کے سلسلے، نیکی اور اچھائی کی خوبیاں اور غلطیاں اور گناہوں کی برائیاں بتائے، ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو انہیں ذکر اذکار کی تلقین کرے۔ پھر جب ان کے اندر ذکر کا اثر معلوم ہونے لگے، تو انہیں دل اور زبان پر قابو رکھنے کی مشق کرائے۔ ان کے صحیح نتائج حاصل کرنے اور دلوں میں اثرات پیدا کرنے کے لیے گزشتہ واقعات اور ایام اللہ کے تذکرے سے اعانت حاصل کرے اور لوگوں کو بتائے کہ سنت الٰہیہ کیا ہے؟ انفرادی اور اجتماعی طور پر کامیابی و ناکامی کے پیچھے قدرت کے کون سے عوامل کارفرما ہیں اور اس دنیا میں مختلف قوموں کی تباہی و بربادی کے اسباب کیا تھے۔

اس کے بعد لوگوں کو برائیوں سے بچانے اور بہتر زندگی اپنانے کے لیے موت، عذاب قبر، یوم حساب کی سختی اور عذاب دوزخ سے ڈرائے اور مختلف ترغیبات سے بھی کام لے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

وہ اپنے وعظ کی بنیاد مندرجہ ذیل چیزوں پر رکھے۔

قرآن مجید، جو کچھ اس کی ظاہری عبارت اور تفسیر سے واضح ہو رہا ہے۔ وہ حدیث نبوی،

جو محدثین کے ہاں معروف اور رائج ہے۔ صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین کے اقوال اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ۔

وعظ میں بے سروپا قصے بیان نہ کرے، صحابہ کرام نے ایسے قصے کہانیوں کو سخت ناپسند کیا ہے، بلکہ بعض دفعہ ایسے قصہ گویوں کو مار پیٹ کر مسجدوں سے بھی نکال دیا ہے۔ اس قسم کے قصے کہانیوں کا تعلق اکثر و بیشتر اسرائیلی روایات سے ہے، ان کے صحیح ہونے کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ سیرت اور شان نزول کے ضمن میں اکثر ان کا بیان ہوا ہے۔

وعظ ترغیب (نیکیوں پر ابھارنا) ترہیب (برائی سے ڈرانا) واضح مثالوں، صحیح اور دل میں رقت پیدا کرنے والی حکایات اور نفع بخش نکات پر مشتمل ہونا چاہیے، یہی وعظ و نصیحت کا صحیح طریقہ ہے۔

وعظ میں جو مسائل بیان ہونے چاہیں ان کا تعلق یا تو حلال و حرام سے ہو، یا مشائخ صوفیاء کے آداب سے، اسی طرح یا ان کا موضوع دعائیں ہو اور یا عقائد اسلام، اصل بات یہ ہے کہ واعظ جو مسئلہ بیان کرے، وہ اسے اچھی طرح جانتا ہو اور اسے اس کے سکھلانے اور تعلیم دینے کا فن بخوبی آتا ہو۔

وعظ کے سامعین کے آداب یہ ہیں کہ وہ واعظ کے سامنے بیٹھیں، کھیل تماشا نہ سمجھیں، شور نہ کریں، آپس میں گفتگو نہ کریں، ہر معاملے میں واعظ سے سوال نہ کریں، اگر کسی کے دل میں کوئی سوال اٹھتا ہے اور اس کا بیان ہونے والے مسئلے سے کوئی گہرا تعلق نہیں ہے یا مسئلہ اس قدر باریک ہے کہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہے تو سائل دوران وعظ خاموش رہے، البتہ علیحدگی میں چاہے تو پوچھ لے۔ اگر اس مسئلے کا بیان ہونے والے موضوع سے گہرا تعلق ہے مثلاً کسی اجمال کی تفصیل یا مشکل اور نادر بات کی تشریح مقصود ہے، تو جس وقت واعظ اپنی گفتگو ختم کرے، آخر میں اس سے دریافت کر لے۔

واعظ کو چاہیے کہ وہ اپنی بات تین دفعہ دہرائے۔

اگر مجلس وعظ میں مختلف زبانیں بولنے والے لوگ موجود ہوں اور واعظ ان زبانوں پر قدرت رکھتا ہو تو انہیں ان کی زبانوں میں سمجھائے۔ واعظ کو چاہیے کہ وہ مشکل اور بہت مختصر یعنی اجمالی گفتگو سے پرہیز کرے۔

ہمارے زمانے کے واعظین کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ موضوع اور صحیح

احادیث کے درمیان فرق سے بے خبر ہیں۔ بلکہ ان کے وعظ کا زیادہ تر حصہ موضوعات اور محرفات پر مشتمل ہوتا ہے۔ نمازوں اور دعاؤں کے سلسلے میں وہ جو کچھ بیان کرتے ہیں، محدثین کے نزدیک وہ بیشتر موضوعات (گھڑی ہوئی) پر مشتمل ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ ترغیب وترہیب کے بیان میں مبالغہ کرتے ہیں، واقعات میں تو خاص طور پر مبالغہ آرائی ہوتی ہے، بالخصوص واقعہ کربلا اور واقعہ وفات وغیرہ۔

باب ۱۱

مصنف کے سلاسل طریقت

ہماری صحبت اور طریقت وسلوک حاصل کرنے کا سلسلہ، صحیح اور متصل و مسلسل سند کے ذریعے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت ہے۔ درمیان میں کوئی واسطہ منقطع نہیں ہے۔ ہرچند طریقت کے مخصوص آداب واشغال کی شکلیں بعینہٖ آپ سے ثابت نہیں ہیں۔ اس بندہ ضعیف ولی اللہ (اللہ اس سے درگزر کرے اور اسے سلف صالحین کے ساتھ شامل کرے) نے ایک لمبا عرصہ اپنے والد گرامی شیخ اجل عبدالرحیم رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل کی، آپ سے علوم ظاہری اور آداب طریقت سیکھنے اور آپ کی کرامات دیکھیں، آپ سے مشکلات کے بارے میں پوچھا اور طریقت وحقیقت کے بے شمار فوائد حاصل کیے، نیز واردات، احوال اور کرامات، جو آپ کے مشائخ اور آپ سے صادر ہوئیں، دیکھیں اور سنیں۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے اور آپ کے مریدین ومعتقدین کی طرف سے والد گرامی کو جزائے خیر عطا کرے۔

والد گرامی بہت سارے مشائخ کی صحبت میں رہے، ان میں سے تین انتہائی جلیل القدر ہیں، پہلے خواجہ خورد ہیں، انہوں نے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الہ داد اور خواجہ حسام الدین کی صحبت اٹھائی، جب کہ یہ تینوں حضرات خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے۔ دوسرے بزرگ سید عبداللہ ہیں آپ شیخ آدم بنوری کے صحبت یافتہ تھے۔ وہ شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ اور آپ خواجہ محمد باقی کے خلیفہ تھے۔ تیسرے بزرگ خلیفہ ابوالقاسم ہیں، آپ ملا ولی محمد کے فیض یافتہ اور وہ امیر ابوالعلاء کے صحبت یافتہ تھے۔

خواجہ محمد باقی، خواجہ محمد امکنگی کے صحبت یافتہ، وہ اپنے والد مولانا محمد درویش کے، وہ مولانا محمد زاہد کے، وہ خواجہ عبیداللہ احرار کے اور امیر ابوالعلاء کے صحبت یافتہ تھے، امیر ابوالعلا، امیر عبداللہ

کے صحبت یافتہ، وہ امیر یحییٰ کے، وہ خواجہ عبد الحق کے اور وہ خواجہ عبید اللہ احرار کے صحبت یافتہ تھے۔

خواجہ عبید اللہ احرار نے بہت سارے مشائخ کی صحبت اٹھائی، ان میں سے مولانا یعقوب چرخی (چرخ غزنی کا نواحی گاؤں) اور خواجہ علاء الدین غجد وانی نمایاں ہیں، یہ دونوں بزرگ بلا واسطہ خواجہ نقشبند سے فیض یافتہ تھے۔ شیخ یعقوب چرخی خواجہ علاء الدین عطار کی صحبت میں بھی رہے، اسی طرح خواجہ علاء الدین نے خواجہ محمد پارسا کی بھی صحبت اٹھائی۔ جب کہ یہ دونوں بزرگ خواجہ نقشبند کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔

خواجہ نقشبند (کمخاب باف آپ اور آپ کے والد یہی پیشہ کرتے تھے) نے بہت سے مشائخ کی صحبت پائی، ان میں بزرگ ترین خواجہ محمد بابا سماسی اور ان کے خلیفہ امیر سید کلاں ہیں۔ خواجہ محمد بابا سماسی، خواجہ علی الرامیتنی کے صحبت یافتہ تھے، وہ خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی (بخارا کا ایک گاؤں) کے، وہ خواجہ عارف ریوگری (بخارا کا ایک قصبہ) کے، وہ خواجہ عبد الخالق غجد وانی (بخارا کا ایک موضع) کے، وہ خواجہ یوسف ہمدانی کے، اور وہ حضرت علی فارمدی (طوس کا قصبہ) کے صحبت یافتہ تھے۔

حضرت علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مشائخ کی صحبت اٹھائی، ان میں دو نمایاں ترین ہیں، ایک امام ابو القاسم قشیری (قشیر قبیلہ کا نام ہے) وہ ابو علی الدقاق کی صحبت میں رہے، وہ ابو القاسم نصر آبادی، وہ ابو الحسین الحضری رحمۃ اللہ علیہ، وہ حضرت شبلی اور وہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں رہے۔ حضرت علی فارمدی کے دوسرے شیخ خواجہ ابو القاسم گرگانی ہیں، ان کے مرشد ابو عثمان مغربی، ان کے مرشد ابو علی الکاتب، ان کے مرشد ابو علی رودباری اور ان کے مرشد حضرت جنید بغدادی ہیں۔

حضرت جنید بغدادی اپنے ماموں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے اور وہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے، حضرت معروف کرخی نے کئی مشائخ سے فیض حاصل کیا، ان میں دو انتہائی معتبر نام ہیں، پہلے امام علی بن موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ اپنے والد موسیٰ کاظم کے، وہ اپنے والد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اپنے والد امام محمد باقر کے، وہ اپنے والد امام زین العابدین کے، وہ اپنے والد امام حسین کے، وہ اپنے والد امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے اور وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ تھے۔ معروف کرخی کے دوسرے مرشد حضرت داؤد طائی ہیں، داؤد طائی، فضیل عیاض، حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ اور ذوالنون مصری رحمۃ

اللہ علیہ کی صحبت میں رہے، یہ تینوں حضرات بہت سے تابعین اور تبع تابعین کی صحبت میں رہے، بالخصوص انہوں نے حضرت حسن بصری کی صحبت اٹھائی۔ ان میں سے تابعین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب سے فیض حاصل کیا ان اصحاب میں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور آپ کی احادیث کے حافظ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا نام نامی نمایاں ہے۔ یہ ہماری صحبت اور فیض کا سلسلہ ہے۔ جس کے متصل اور صحیح ہونے میں ذرا شک نہیں۔

امام جعفر صادق کو ایک دوسری نسبت اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے بھی ہے، یعنی امام جعفر صادق کو نسبت ہے اپنے نانا حضرت قاسم بن محمد سے، انہیں سلمان فارسی سے، انہیں حضرت ابوبکر صدیق سے اور انہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے۔

ان کے علاوہ ہمارے اور سلاسل بھی ہیں، جن میں بعض صحبت کے سلسلے ہیں اور بعض بیعت اور خرقہ پوشی کے، یہ سارے سلسلے ثابت اور متصل ہیں۔

بندۂ ضعیف ولی اللہ نے سلسلہ حاصل کیا، (طریقہ لیا) اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے، انہوں نے سید عبداللہ سے، انہوں نے شیخ آدم سے، انہوں نے شیخ احمد سرہندی سے، انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالاحد سے، انہوں نے شاہ کمال سے، شیخ احمد سرہندی کو شیخ سکندر سے اور انہیں اپنے دادا شیخ کمال مذکور سے بھی سلسلہ ملا۔ شیخ کمال نے سید فضیل سے، انہوں نے سید گدا رحمٰن سے، انہوں نے سید شمس الدین عارف سے انہوں نے سید گدا رحمٰن بن ابوالحسن سے، انہوں نے شمس الدین صحرائی سے، انہوں نے سید عقیل سے، انہوں نے سید بہاء الدین سے، انہوں نے سید عبدالوہاب سے انہوں نے سید شرف الدین قتال سے، انہوں نے سید عبد الرزاق سے، انہوں نے اپنے والد بانی سلسلہ الشیخ ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی سے، انہوں نے ابوسعید مخزومی سے، انہوں نے ابوالحسن القرشی سے، انہوں نے ابوالفرج طرطوسی سے، انہوں نے ابوالفضل عبدالواحد التمیمی سے، انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالعزیز التمیمی سے، اور انہوں نے ابوبکر شبلی (رحمہم اللہ اجمعین) سے، طریقہ لیا اور نسبت حاصل کی۔ حضرت شبلی سے آگے سلسلے کی سند بیان ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے مرشد شیخ عبدالرحیم نے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد کی روح سے بھی آداب طریقت کی تکمیل کی۔ شیخ رفیع الدین محمد نے والد گرامی کی پیدائش سے کئی سال پہلے بطور کرامت انہیں طریقت کی اجازت عطا کی۔ جب کہ انہیں اپنے والد قطب عالم سے

اور انہیں نجم الحق جائیلدہ سے اور انہیں شیخ عبدالعزیز سے یہ اجازت ملی۔

والد گرامی شیخ عبدالرحیم کے اور بھی کئی طرق اور واسطے ہیں۔ انہیں اجازت عطا کی سید عظمت اللہ اکبر آبادی نے، انہیں اجازت عطا کی اپنے آباء و اجداد نے، انہیں شیخ عبدالعزیز نے، انہیں قاضی خاں یوسف الناصحی نے، انہیں حسن بن طاہر نے، انہیں سید راجی حامد شاہ نے، انہیں شیخ حسام الدین مانک پوری نے، انہیں خواجہ نور قطب عالم نے، انہیں اپنے والد علاء الحق بن اسعد لاہوری ثم بنگالی نے، انہیں اخی سراج عثمان اودھی نے، انہیں شیخ نظام الدین اولیاء نے، انہیں شیخ فرید الدین گنج شکر نے، انہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے، انہیں خواجہ معین الدین سجزی نے، انہیں خواجہ عثمان ہارونی نے، انہیں حاجی شریف الزندنی نے، انہیں خواجہ مودود چشتی نے، انہیں اپنے والد خواجہ یوسف بن محمد بن سمعان چشتی نے، انہیں اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی نے، انہیں اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی نے، انہیں خواجہ ابو اسحاق شامی نے، انہیں ممشاد علو الدینوری نے، انہیں ابو ہبیرۃ البصری نے، انہیں حذیفۃ المرعشی نے، انہیں ابراہیم بن ادہم نے، انہیں فضیل بن عیاض نے، انہیں عبدالواحد بن زید نے، انہیں خواجہ حسن بصری (رحمہم اللہ اجمعین) نے، انہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے، اور انہیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔

اسی طرح میرے والد گرامی نے باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آداب طریقت سیکھے اور وہ اس طرح کہ انہوں نے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے بیعت ہوئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذکر نفی و اثبات کی تلقین فرمائی۔

میرے والد گرامی نے حضرت زکریا علیہ السلام سے بھی طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے والد گرامی کو اسم ذات کی تعلیم دی۔

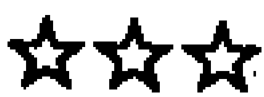
میرے والد گرامی نے ائمہ طریقت کی ارواح سے بھی فیض حاصل کیا، حضرت شیخ ابو محمد عبدالقادر الجیلانی، خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند اور خواجہ معین الدین بن حسن چشتی (رحمۃ اللہ علیہ) کو انہوں نے خواب میں دیکھا، ان سے اجازتیں حاصل کیں اور ان کے دل پر ان بزرگوں کی اپنی اپنی نسبتوں کا جو فیضان ہوا انہوں نے اسے اچھی طرح معلوم کیا اور جانا، والد گرامی یہ واقعہ ہمیں سنایا کرتے تھے۔

علوم ظاہرہ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد، نحو، صرف، کلام، اصول اور منطق وغیرہ میں نے

اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ انہوں نے ابتدائی کتابیں اپنے بھائی ابوالرضا محمد سے اور بڑی کتابیں امیر زاہد ہروی سے پڑھیں۔ امیر زاہد ہروی کے درسی کتابوں پر حواشی مشہور ہیں۔ انہوں نے مرزا فاضل سے انہوں نے ملا یوسف کوسج سے، انہوں نے مرزا جان وغیرہ سے، انہوں نے علامہ تفتازانی اور علامہ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ سے یہ علوم پڑھے۔

مشکوٰۃ المصابیح، صحیح بخاری اور باقی صحاح ستہ کی اجازت مجھے، معتمد اور ثقہ عالم حاجی محمد افضل سے ملی انہیں یہ اجازت شیخ عبدالاحد سے انہیں اپنے والد شیخ محمد سعید سے اور انہیں اپنے جد امجد شیخ سلسلہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل سند اپنی جگہ مذکور ہے۔ جو کچھ ہم اس رسالے میں بیان کرنا چاہتے تھے یہ اس کا حرف آخر ہے اور اول و آخر، ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ ہی تعریف و ثنا کا حق دار ہے۔

خاک راہ دردمندان طریق
فقیر سید محمد فاروق شاہ القادری
خادم خانقاہ عالیہ قادریہ شاہ آباد شریف
گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں



الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

قربِ الٰہی اور تزکیۂ نفس کے اصولوں اور سلاسل اولیاء پر
مستند اور منفرد کتاب

تصنیف لطیف
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق
سید محمد فاروق القادری

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر ونذیر، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا اور آپ کے اصحاب کو اس نے آپ کے دیدار کی فضیلت سے ممتاز فرمایا، چنانچہ انہوں نے براہ راست آپ کی زبان مبارک سے ارشادات سنے اور آپ کی صحبت سے سرفراز ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت میں سے کچھ لوگوں کو صحابہ کرام کا پیروکار بنایا چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وباطنی علوم کی سند آپ تک ان کے ذریعے صحیح قرار پائی اور آپ کے ساتھ ان کا ظاہری وباطنی اتصال قائم ہوا۔

یہ لوگ مخلوق خدا پر اللہ تعالیٰ کی حجت، مخلوق میں اس کے پسندیدہ ائمہ ہدایت اور صاحب تقویٰ لوگوں کے پیشوا ہیں اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی علم سینہ اور اس فہم کے ذریعے منقول نہ ہوتا جو ہر علم میں اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ لوگوں کو عطا کرتا ہے تو نہ کوئی اللہ کی عبادت کرتا نہ کوئی شخص ہدایت پاتا اور نہ کوئی فرد بشر قرب الٰہی حاصل کرتا، وصلی اللہ علی افضل خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

احمد بن عبدالرحیم عمر دہلوی المعروف بہ ولی اللہ (اللہ تعالیٰ اسے اس کے مشائخ اور والدین کو اپنی عظیم رحمت میں ڈھانپ لے) عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ جس کا نام "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ واسانید وارثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا ہے ان مشہور سلاسل کے تعارف پر مبنی ہے جس سے یہ فقیر ظاہری وباطنی علوم میں نسبت رکھتا ہے اور ان کی کسی نہ کسی شاخ سے منسلک ہے اللہ تعالیٰ اس تالیف کو خالص اپنی ذات کے لیے کرے اور مجھے اور عام لوگوں کو اس سے نصیب کامل عطا فرمائے۔

واضح رہے کہ امت محمدیہ کو نعمتیں عطا کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مختلف سلسلوں

کے ذریعے اس کا ربط آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے اگرچہ متقدمین او متاخرین کے درمیان بعض امور میں اختلافات ہوئے ہیں۔

ابتدائی ادوار میں مشائخ صوفیاء کا ربط، صحبت، تعلیم اور نفس کو تہذیب وتربیت سے آراستہ کرنے کی صورت میں تھا، اس دور میں بیعت اور خرقہ کا سلسلہ نہ تھا، سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں خرقہ پوشی کا طریقہ شروع ہوا اور اس کے بعد بیعت (مروجہ طریقہ) شروع ہوئی۔ ان تمام امور میں ربط اور نسبت کا سلسلہ ثابت اور صحیح ہے رہی رابطہ او اتصال کی مختلف صورتیں سو ان میں کوئی حرج نہیں ہے، خرقہ پوشی اور بیعت دونوں سنت سے ثابت ہیں۔

خرقہ کی بنیاد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو عمامہ پہنانا ہے جب انہیں آپ نے لشکر کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ رہی بیعت تو اس کا وجود اور اس پر اعتماد خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یقینی طور پر ثابت ہے جیسا کہ ہر صاحب علم جانتا ہے۔ ابتدائی دور میں علمائے کرام کا ارتباط اور نسبت، احادیث کی سماعت اور انہیں اپنے دل میں محفوظ کرنے کی صورت میں تھا۔ اس کے بعد کتابوں کی تصنیف وتالیف، قرأت، مختلف عنوانات پر احادیث کے مجموعے، الگ الگ صحابہ کی روایات کے صحیفے، اجازت وغیرہ کا سلسلہ جاری ہوا ان سب میں نسبت ارتباط صحیح اور ثابت ہے ظاہری صورتوں کے اختلاف کا اصل سے کوئی واسطہ نہیں ان تمام چیزوں کی بنیاد سنت مبارکہ سے ثابت ہے۔ قرأت کی اصل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اور اعرابی کے سوال والی روایت ہے مناولت کی اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف شہروں کی طرف فرمان ہیں اور مناولہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا صحیفہ ہے اسی طرح اجازت اور وجادت کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

ابتداء سے مشائخ صوفیاء کا دستور ہے کہ وہ اپنے خلفاء اور ارادت مندوں کو خرقہ پہناتے ہیں ٹوپی کی صورت میں ہو یا عمامہ، قمیص، جبہ، چادر اور تہ بند وغیرہ کی شکل میں یعنی جو کچھ میسر آئے، اس کی تین صورتیں ہیں ایک خرقۂ اجازت ہے اگر مشائخ کسی کو اپنے سلسلے کی اجازت دینا چاہیں اسے اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کریں کہ وہ طالبان سلوک کو تلقین اور ان کی تربیت کرے اور ان سے بیعت لے تو اسے خرقہ پہناتے ہیں گویا اسے یہ ذمہ داریاں سونپتے ہیں۔

دوسری صورت خرقۂ ارادت ہے یعنی جس وقت کوئی سالک صوفیاء کی جماعت میں شامل

کران کے اشغال واعمال پر انتہائی کوشش اور ہمت سے عمل پیرا ہوتا ہے تو اسے خرقہ پہناتے ہیں تاکہ اس جماعت میں اس کی شمولیت کی علامت بن جائے یہ خرقہ اس وقت دیا جاتا ہے جب مشائخ کو اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ مذکورہ سالک عبادات وطاعات میں جدوجہد اور استقامت کے بلند مرتبہ پر فائز ہو گیا ہے۔

خرقہ پوشی کی تیسری صورت خرقۂ تبرک ہے یعنی جب مشائخ صوفیاء کسی پر مہربان ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مشائخ کی برکات اس شخص کے شامل حال ہوں تو اسے خرقہ عطا کرتے ہیں، بادشاہ، امیر، تاجر، وغیرہ کی کوئی قید نہیں۔

اسی طرح بیعت کی بھی کئی قسمیں ہیں ایک بیعتِ توبہ ہے یعنی گناہوں سے توبہ کی جائے یہ ہر مسلمان کے لیے عام ہے یعنی ہر شخص بیعت کر سکتا ہے اور جو چاہے بیعت لے سکتا ہے ایک بیعتِ تبرک ہے یعنی صلحا کے سلسلے میں شامل ہونے کے لیے بیعت کرے یہ بھی عام ہے۔

ایک قسم بیعت تحکیم ہے یعنی رہ سلوک کے مجاہدات میں شیخ کو رہنما اور مرشد قرار دے اور پوری جدوجہد اور ہمت سے یہ راستہ طے کرے، بیعت کی یہ قسم ارباب ارادت کے لیے خاص ہے اس بیعت کے کئی طریقے رائج ہیں دیار عرب کے تمام صوفیاء اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی مرید کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر اور ایک دوسرے کی انگلیاں اور انگوٹھے پکڑتے ہیں اور پھر مرید سورہ فاتحہ اور قرآن مجید کی آیات پڑھ کر کہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ مَلَائِکَتَکَ وَاَنْبِیَاءَ کَ وَاَوْلِیَاءَ کَ اَنِّیْ قَبِلْتُہٗ شَیْخاً فِی اللّٰہِ وَمُرْشِداً وَّدَاعِیاً۔

اے اللہ میں تجھے، تیرے فرشتوں نبیوں اور اولیاء کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس بزرگ کو تیرے راستے میں اپنا شیخ، مرشد اور داعی بنانا قبول کیا ہے۔ شیخ کہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ مَلَائِکَتَکَ وَاَنْبِیَاءَ کَ اَنِّیْ قَبِلْتُہٗ وَلَدًا فِی اللّٰہ۔

اے اللہ میں تجھے، تیرے فرشتوں اور تیرے نبیوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اسے تیرے راستے میں اپنا بیٹا بنانا قبول کیا۔

اس کے بعد شیخ دعا کرے اور ضروری باتوں کی نصیحت کرے قرآن مجید کی آیت یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ میں اسی طرف اشارہ ہے البتہ میرے والد گرامی اور خود مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ سلم سے خواب میں بیعت کی جو صورت دکھائی گئی ہے وہ مصافحہ ہے اس کے مطابق مرید

کے دونوں ہاتھ شیخ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونے چاہئے اور وہ کلمات مبارکہ جو صحیح احادیث میں منقول ہوئے ہیں دہرائے جائیں اس کے بعد مرید کہے میں نے فلاں طریقہ (سلسلہ) اختیار کیا، اس کی پوری وضاحت ہم اپنی کتاب "القول الجمیل فی بیان سواء السبیل" میں کر چکے ہیں اب ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

باب ۱

سلسلۂ ولی اللہی

روحانی طور پر مجھے بیعت، صحبت، خرقہ پوشی، فیضان توجہ، اور تلقین کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے حاصل ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے عالم رؤیا میں دیکھا کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ سلم کے حضور حاضر ہوں اور آپ کے سامنے بیٹھا ہوں آپ نے مثالی صورتوں کی شکل میں فیضان فرمایا پہلی صورت میں جسم مبارک کے اعلیٰ واسفل دونوں حصوں پر پیرہن ہے اوپر والا حصہ نیچے والے سے زیادہ چوڑا ہے اور اعلیٰ واسفل کے درمیان تدریج ہے جیسے جسم مخروطی میں ہوتی ہے یہ صورت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نسبت کی مثال ہے۔ دوسری صورت جسم مدور کی نظر آتی ہے جیسے ایک طباق زمین پر رکھا ہوا ہے اور اس میں لکڑی گڑی ہوئی ہے یہ ان سالکوں کی نسبت کی مثال ہے جنہوں نے جذب میں زیادہ حصہ نہیں پایا۔ تیسری صورت قدرے دوسری سے مشابہ معلوم ہوئی جیسے ایک لکڑی زمین میں گڑی ہوئی ہو اور طباق اس کے اوپر ہو یہ تمثیل ان مجذوبوں کی نسبت کی ہے جنہوں نے سلوک کا زیادہ حصہ نہیں پایا، ان تینوں تمثیلوں کو دکھانے پر میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نسبت یہ ہے کہ طبقات مجردہ روحانیہ، اور مراتب سفلانیہ جسمانیہ تمام اپنے کمالات مناسبہ کے ساتھ متصف ہوں اور مراتب روحانیہ زیادہ قوی ہوں مراتب روحانیہ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کا عالم نَسَمِیَّہ میں نمونہ اور بدل نہ ہو مثلاً محبت ذاتیہ کا نمونہ محبت افعال ہے روح کی اطاعت کا بدل ظاہری سجدہ ہے جنہیں یہ جامعیت حاصل نہیں ہوئی وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک مجذوب کہ انہوں نے مراتب روحانیہ کی تکمیل کر لی ہے مگر مراتب نسمیہ کی تکمیل نہیں کر سکے، ان کے درجات کی وسعت صرف اوپر والے حصے (فوق) میں ہے دوسرے سالک کہ انہوں نے مراتب سافلہ کی تکمیل کی ہے نہ کہ مراتب روحانیہ کی، ان کے

کمال کی وسعت نچلے درجے میں ہے۔ یہ عظیم معرفت میرے دل میں جاگزیں ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سر مبارک مراقبہ سے اٹھایا اور اشارہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھ بیعت اور مصافحہ کے لئے بڑھا دیئے میں اٹھا اور اپنے زانو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو کے ساتھ ملا کر مودب ہو گیا اور اپنے دونوں ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں میں دے کر بیعت کی۔

بیعت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھیں بند کر لیں میں بھی اپنی آنکھیں بند کر کے آپ کے حضور متوجہ ہو گیا آپ نے وہی نسبت عطا فرمائی جس کا علم آپ پہلے مجھے دے چکے تھے چنانچہ اس نسبت کے فیضان کی وجہ سے میں نے علم کا احاطہ کر لیا۔

خدا جانتا ہے کہ اس سارے معاملے میں کوئی کلمہ وکلام نہیں ہوا یہ سارا روحانی فیضان تھا جو ارشاد اور عمل کے ذریعے عطا ہوا۔

بعد میں جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور ایک عرصہ تک روضہ مقدسہ کی طرف متوجہ رہا تو ابتداء سے انتہا تک جذب وسلوک کے تمام مقامات اور مراتب میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کے سامنے طے کیے چنانچہ آپ کی طرف سے مجھے ذکی اور حکیم کا لقب عطا ہوا آپ نے اپنا طریقہ (سلسلۂ نسبت) عطا کیا علم کی مشکلات اور جو عقدے مجھے درپیش تھے وہ میں نے آپ سے پوچھے آپ کی طرف سے جو جواب باصواب عطا ہوئے وہ زیادہ تر میں نے اپنے رسالہ فیوض الحرمین میں بیان کر دیئے ہیں طریقے اور سلسلے کا ذکر ''ہمعات'' میں بیان ہوا ہے آپ نے جو جوابات مرحمت فرمائے اور ان میں سے ایک جس کا ذکر فیوض الحرمین میں نہیں آیا یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

میں نے روحانی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شیعہ فرقہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ لوگ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر آپ کے صحابہ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا مسلک باطل ہے ان کے مسلک کا بطلان یعنی غلط ہونا امام کے بارے میں ان کے پیش کردہ تصور پر معمولی غور وفکر سے کھل جاتا ہے اس کیفیت سے واپسی کے بعد میں نے امام کے لفظ پر غور کیا تو ظاہر ہوا کہ لوگ امام کو معصوم اور اس کی طاعت کو فرض قرار دیتے ہیں اور وحی باطنی جو باطن پر حکم خداوندی کے القا کا نام ہے اسے امام کے لیے اجتہاد، الہام یا خطا سے محفوظ ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے خود مقرر

کرتا ہے تا کہ وہ انہیں خداوندی احکام پہنچائے۔

حالانکہ یہی تو نبوت کے معنی اور اس کے فرائض و خصائص ہیں نبی کی تعریف یہ ہے بعث اللّٰهُ لِتَبۡلِيۡغِ الۡاَحۡكَامِ. اللہ تعالیٰ نبی کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے یعنی نبی کو اللہ تعا مقرر کرتا ہے اور اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے گویا دوسرے الفاظ میں یہ لوگ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور اماموں کے لیے نبوت ثابت کرتے ہیں اگر چہ بظاہر نبوت کا نام نہیں لیتے اس سے زیادہ برا کوئی اور عقیدہ ہے۔

ظاہری طور پر اس فقیر کو بیعت، صحبت، خرقہ، اجازت اور تلقین اشغال ان تمام امور میں بعض میں روئے زمین پر موجود تمام سلاسل طریقت یا ان میں سے اکثر کے ساتھ ارتباط نسبت حاصل ہے اس پر اللہ کا شکر ہے۔

اس رسالہ میں ان سلاسل سے مشہور سلسلوں کی سند لکھتا ہوں اجمالی طور پر یہ سمجھ چاہیے۔ سلسلۂ قادریہ عرب اور ہندوستان کا مشہور ترین سلسلہ ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ ہندوستا اور ماوراء النہر میں زیادہ ہے حرمین میں بھی پھیل گیا ہے سلسلۂ چشتیہ ہندوستان میں بہت مش ہے اسی طرح سلسلۂ سہروردیہ خراسان، کشمیر اور سندھ میں، سلسلۂ کردیہ توران و کشمیر میں، سلس شطاریہ ہندوستان میں اور سلسلۂ شاذلیہ، مغرب، مصر اور اس کے نواحی علاقہ جات مدینہ منو بالخصوص مغرب میں زیادہ رائج ہیں سلسلۂ عیدروسیہ زیادہ تر حضرموت میں چلا ہے۔

میری باطنی تربیت اور آراستگی کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک فیض سے آراس متصل اور یقین کی حد تک صحیح اور درست سلسلہ ہے اور اس سلسلے کے ہر بزرگ نے اپنے شیخ صحبت حاصل کی اور اس کے آداب و فیوض سے بہرہ ور ہوئے اگر چہ ان آداب و اشغال یقین سے تعین نہیں کیا جاسکتا۔

یہ فقیر ایک عرصہ تک اپنے والد گرامی کی صحبت میں رہا ان سے بیعت کی اور طریقت آداب و رموز میں سے کچھ حاصل کیا مشہور سلسلوں کے اشغال و اوراد سیکھے اور ان کے ہ سے خرقہ صوفیا پہنا وہ خلوت میں اس عاجز پر ہمیشہ توجہ دیتے تھے انہی کی توجہ سے مجھے نسب حضور حاصل ہوئی میں نے اپنے آنکھوں سے ان کی بہت سی کرامات دیکھیں اسی طرح ال اور ان کے مشائخ پر جو عجیب و غریب واقعات اور اتفاقات ظاہر ہوئے وہ سب میں اپنے ذہن میں محفوظ کیے ایسے تمام عجیب و غریب واقعات میں نے اپنی کتاب "انف

العارفین' میں یکجا کردیئے ہیں۔
والدگرامی نے آخر عمر میں تلقین، بیعت، صحبت، اور توجہ کی اجازت عطا فرمائی اور یَـدُهُ کَیَـدِیْ یعنی اس (شاہ ولی اللہ) کا ہاتھ میرے ہاتھ جیسا ہے اس پر اللہ کا بے حد شکر اور انتہائی کرم ونعمت کی توفیق ارزانی ہے۔
والدگرامی نے بہت سارے مشائخ کی صحبت اٹھائی ان میں سے ایک سید عبداللہ ہیں آپ نے شیخ آدم بنوری کی صحبت حاصل کی انہوں نے شیخ احمد سرہندی انہوں نے خواجہ محمد باقی انہوں نے خواجہ امکنگی انہوں نے مولانا محمد درویش انہوں نے مولانا زاہد اور انہوں نے خواجہ عبیداللہ احرار کی صحبت حاصل کی۔ خواجہ عبیداللہ احرار نے کئی مشائخ کی صحبت اٹھائی ان میں سے مولانا یعقوب چرخی اور خواجہ علاء الدین غجدوانی خاص طور پر معروف ہیں یہ دونوں حضرات بلاواسطہ خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے ہے مولانا یعقوب چرخی خواجہ علاء الدین عطاء اور خواجہ علاء الدین غجدوانی خواجہ محمد پارسا کی صحبت میں بھی رہے جب کہ یہ دونوں بزرگ خواجہ نقشبند کے بڑے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ خواجہ نقشبند نے کئی بزرگوں کی صحبت اٹھائی ان میں سے خواجہ محمد بابا سماسی، خلیفہ امیر سید کلاں اور خواجہ محمد نمایاں ترین ہیں انہوں نے صحبت حاصل کی خواجہ علی رامیتنی کی، انہوں نے خواجہ محمود خیر فغنوی کی، انہوں نے خواجہ عارف ریوکری کی، انہوں نے خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی، انہوں نے خواجہ یوسف ہمدانی کی، انہوں نے ابوعلی فارمدی کی صحبت اٹھائی ابوعلی فارمدی کئی مشائخ کی صحبت میں رہے ان میں سے نمایاں ترین دو ہیں ایک ابوالقاسم قشیری انہوں نے ابوعلی رودباری، ابوبکر شبلی اور ابوبکر واسطی کی صحبت اٹھائی اور تینوں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے مشہور خلفاء تھے۔
دوسرے خواجہ ابوالقاسم گرگانی ہیں آپ ابوعثمان مغربی کی صحبت میں رہے وہ ابوعلی الکاتب وہ ابوعلی رودباری اور وہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے حضرت جنید اپنے ماموں سری سقطی اور وہ معروف کرخی کی صحبت میں رہے۔
حضرت معروف کرخی کئی مشائخ کی صحبت میں رہے ان میں سے بزرگ ترین دو ہیں ایک امام علی بن موسیٰ رضا وہ اپنے والد امام جعفر صادق وہ اپنے والد امام محمد باقر وہ اپنے والد امام زین العابدین وہ اپنے والد امام حسین وہ اپنے والد امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔

معروف کرخی کے دوسرے مرشد داؤد طائی ہیں وہ حبیب عجمی اور وہ حسن بصری کی صحبت میں رہے خواجہ حسن بصری نے کئی صحابہ کرام کی صحبت اٹھائی ان میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ کی خصوصی صحبت رہی حضرت انس، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور آپ کی احادیث کے حافظ ہیں۔

واضح رہے کہ آج تک جو سلسلہ محفوظ چلا آیا ہے اس کی بنیاد حضرت جنید بغدادی ہیں خ بھی وہی صحیح ہے جو حضرت جنید کے واسطے سے آیا ہے۔ سید عبداللہ اسی کے حامل تھے۔

سید عبداللہ سے اوپر خواجہ محمد باقی تک تمام بزرگ ہندوستانی صوفیاء کے پیشواء ہوئے ان کے فیض اور ارشاد سے ایک عالم منزل مقصود تک پہنچا ہے اسی طرح خواجہ املنکی سے خ عبدالخالق تک تمام مشائخ ماوراء النہر کے علاقے میں مرجع صوفیاء مقتدائے اہل سلوک اور ف وارشاد میں معروف زمانہ ہوئے ہیں خواجہ محمد باقی کے مکتوبات میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ کے مریدوں کے لیے مشعل راہ ہے وہ یہی سلسلہ ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔

خواجہ محمد املنکی کے خانگی شجرہ میں ہے کہ آپ نے امانت وصحبت کا ایک مخفی سلسلہ خوا درویش سے بھی رکھا ہوا تھا اسی طرح آپ کا تعلق خاطر مولانا محمد زاہد سے بھی استوار ر دونوں حضرات حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے صحبت یافتہ خلفاء تھے۔

خواجہ نقشبند سے اوپر یہ سلسلہ سلسلۂ خواجگان کہلاتا رہا ہے یہ حضرات ذکر بالجہر کرتے خواجہ نقشبند کے بعد یہ سلسلۂ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوا اور انہوں نے ذکر خفی کو کافی سمجھا یوسف ہمدانی سے ابوالقاسم قشیری کے واسطے سے حضرت جنید تک تمام حضرات ظاہری و علوم کے جامع، اور محدث گزرے ہیں یہ حضرات وعظ ونصیحت اور ارشاد وتلقین میں مص رہتے ہیں ابوالقاسم گرگانی کے واسطے سے تمام بزرگ مریدوں کے حال پر باخبر ہونے انہیں سلوک پر چلانے اور ہر ایک اپنے شیخ سے خصوصی تعلق اور ربط کے سلسلے میں مشہور ہیں اس میں صحبت، خرقہ اور تلقین کا سلسلہ ایسا یقینی ہے کہ اس میں کسی شبہے کی کوئی گنجائش نہیں۔

واضح رہے کہ اس سلسلے میں جو چیز بلا انقطاع پائی جاتی ہے وہ عقل ونفس اور قلب تہذیب اور صفائی ہے البتہ لطائف خفیہ اور کیفیات واحوال جو لطائف خفیہ کی تہذیب پر م ہوتے ہیں وہ بخشش اور عطیہ خداوندی ہیں وہ کسی ریاضت کا لازمی نتیجہ نہیں۔

بنور (بفتح موحدہ وتشدید نون) سہرؔ ــــ ؔ افغانات میں ایک قصبہ ہے، سہرند (بکس

وسکون ہا وفتح رائے مہملہ) دہلی اور لاہور کے درمیان ایک بڑا شہر ہے اصل نام سہر ہند ہے یعنی شیروں کا جنگل، فارسی بولنے والوں کی زبان پر سرہند مستعمل ہوگیا ہے۔ امکنہ شیراز کے قریب ایک گاؤں ہے اسے انکنہ بھی کہا جاتا ہے چرخ (بجیم فارسی ورائے مہملہ آخر خائے معجمہ) غزنی کے مضافات میں ایک گاؤں ہے نقشبند کمخواب بافی کے پیشے کی طرف نسبت ہے خواجہ نقشبند اور آپ کے والد کا پیشہ کمخواب بافی تھا سفینۃ الاولیاء میں یہی وضاحت آئی ہے۔ غجدوان (بغین معجمہ وسکون جیم) بخارا کے ایک مضافاتی علاقے کا نام ہے مشہور یہی ہے البتہ کفوی نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے کہ غجدوان (بضم الغین المعجمہ وسکون الجیم وضم الدال المھملہ) بخارا سے چھ فرلانگ پر ایک گاؤں ہے لب میں لکھا ہے (بفتح دال مہملہ) اللہ زیادہ بہر جانتا ہے۔ فغنی (بفتح فاء وسکون غین معجمہ ونون) بخارا کے مضافات میں ایک بستی ہے۔ ریوکر (بکسر رائے مہملہ) بخارا کے علاقہ میں ایک بستی کا نام ہے۔ رامتین (بفتح رائے مہملہ وکسر میم وسکون یائے تحتیہ) بخارا کے مضافات میں ایک قصبہ کا نام ہے۔ سماس (بفتح سین مہملہ وکسر ثانیہ) طوس کے مضافات میں ایک قصبہ ہے طوس کو ان دنوں مشہد کہا جاتا ہے۔ اسی گاؤں کی نسبت سے سماسی کہا جاتا ہے۔

قشیری بنی قشیر کی طرف نسبت ہے (بفتح قاف وفتح شین معجمہ) عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ دقاق بہ تشدید اول وواسطہ بصرہ اور کوفہ کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔ رودباری ایک علاقے کی طرف نسبت ہے جہاں حضرت رودباری کے آباء واجداد قیام پذیر تھے، گرگانی (بضم کاف اعرابی وتشدید مہملہ وکاف عجمیہ) مشہد کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات کی طرف نسبت ہے۔ سری (بفتح سین مہملہ وکسر رائے وتشدید یائے تحتیہ) لغت میں جواں مرد کے معنی میں آتا ہے سقطی سقط فروشی کی نسبت ہے سقط متاع حقیر (کباڑ) کو کہتے ہیں بعض شجروں میں سری سقطی بن مغلس دیکھا گیا ہے مغلس (بضم میم وفتح غین معجمہ وتشدید لام وسین مہملہ) لغت میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو صبح کی نماز رات کی تاریکی میں پڑھے۔

باب ۲

سلسلۂ قادریہ

سلسلۂ قادریہ کی کئی شاخیں ہیں ان میں محدثین کے نزدیک مضبوط ترین شاخ شیخ محی

الدین ابن عربی کے ذریعے سے اکبریہ شاخ ہے عوام میں سادات جیلانیہ کے حوالے سے جیلانیہ طریقہ زیادہ رائج ہے قادریہ سلسلہ کا یمن میں مشہور طریقہ مسرعیہ ہے خلاصہ یہ کہ اس فقیر کو ان میں سے اکثر کے ساتھ صحیح ارتباط حاصل ہے۔

مجھے اپنے والد گرامی سے ارتباط بیعت، صحبت اور خرقہ و تلقین کی نسبت اور اجازت حاصل ہے انہیں خرقہ و تلقین اور صحبت و اجازت سید عبداللہ سے حاصل ہے انہیں شیخ آدم بنوری سے انہیں شیخ احمد سرہندی سے انہیں اپنے والد شیخ عبدالاحد سے انہیں شاہ کمال سے ان کو سید فضل سے ان کو سید گدا ارحمٰن سے ان کو سید شمس الدین عارف سے ان کو سید گدا ارحمٰن بن سید ابوالحسن سے ان کو شمس الدین صحرائی سے ان کو سید عقیل سے ان کو سید بہاء الدین سے ان کو سید عبد الوہاب سے ان کو سید شرف الدین قتال سے ان کو سید عبدالرزاق سے ان کو اپنے والد سلسلۂ ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی سے خرقہ و اجازت اور تلقین و ارشاد کی اجازت ملی ہے۔

اسی طرح میرے والد گرامی کو شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی سے بھی اجازت و خلافت جب کہ انہیں اپنے والد سے انہیں اپنے والد شیخ ابراہیم ایروجی سے انہیں شیخ بہاء الدین قادری سے انہیں حبشی نسبی سید السادات ابوالعباس احمد بن حسن بن موسیٰ بن علی بن محمد بن حسن بن نصر بن ابو صالح بن عبدالرزاق بن قطب الاقطاب ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی سے انہیں اپنے والد سے ان کو دادا سے اسی طرح آخر تک اجازت و خلافت حاصل ہے۔

اس فقیر کو خرقہ پوشی کے حوالے سے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکردی سے نسبت انہوں نے اپنے والد سے خرقہ پہنا ان کے والد نے شیخ احمد قشاشی سے خرقہ پہنا شیخ احمد قشاشی نے شیخ احمد شناوی کے ہاتھوں سے وہ خرقہ پہنا جو انہوں نے اپنے والد علی بن القدوس سے پہنا تھا۔ علی بن القدوس نے شیخ عبدالوہاب شعرادی سے انہوں نے روضہ مصر میں جلال الدین سیوطی سے انہوں نے شیخ کمال الدین محمد المعروف ابن الامام الکاملیہ سے کعبہ معظمہ کے سامنے خرقہ پہنا انہوں نے شمس الدین محمد بن محمد جزری سے انہوں نے عمر بن حسن بن امیلہ المراغی سے انہوں نے عزاحمد بن ابراہیم فاروقی سے انہوں نے امام محی الدین محمد بن علی بن عربی سے خرقہ پہنا قدس سرہٗ واسرارہم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ہم پر رحم فرمائے۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے مکہ معظمہ میں رکن یمانی کے سامنے جمال الدین بن یحییٰ بن ابوالغنائم ہاشمی عباسی کے ہاتھوں سے خرقہ پہنا، جب کہ انہوں نے شیخ زمانہ حضرت عبدالقادر جیلانی

ہاتھوں سے خرقہ پہنا۔

شیخ احمد قشاشی کے خرقہ کا ایک دوسرا سلسلہ یہ ہے شیخ احمد قشاشی نے اپنے والد اور مرشد شیخ محمد المدنی سے انہوں نے شیخ امین بن صدیق سے انہوں نے شیخ سراج الدین عمر جبرئیل سے انہوں نے شیخ عبدالقادر جنید مسرع سے انہوں نے اپنے والد جنید بن احمد سے انہوں نے اپنے والد احمد بن موسیٰ مسرع یمنی سے انہوں نے شیخ اسماعیل بن ابراہیم جبرتی یمنی سے انہوں نے شیخ سراج الدین ابوبکر بن محمد اسدی سے انہوں نے شیخ فخر الدین ابوبکر محمد بن علی بن نعیم سے انہوں نے شیخ ابواحمد بن احمد بن عبداللہ بن یوسف اسدی سے انہوں نے اپنے والد شیخ عبیداللہ بن قاسم بن زاہد سے انہوں نے ابومحمد عبداللہ علی اسدی یمنی سے انہوں نے قطب الاقطاب غوث وقت الفرد الجامع محی الدین ابومحمد عبدالقادر بن ابوصالح جیلانی قدس اللہ روحہ سے خرقہ پہنا آپ نے شیخ ابوسعید مبارک بن علی بن حسین بن بندار بغدادی مخرمی سے خرقہ پہنا۔

مخرم (بکسر رائے مہملہ مشددہ) اس میں یا نسبت کی ہے بغداد کے ایک محلے کا نام ہے یہاں یزید بن مخرم کی اولاد میں سے کچھ لوگ اترے تھے انہیں کی نسبت سے اس محلے کے لوگ مخرمی کہلانے لگے۔ منذری نے یہی توجیہ بیان کی ہے چنانچہ طبقات حافظ ابن رجب حنبلی میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

شیخ ابوسعید نے ابوالفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی سے انہوں نے ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز بن حارث تمیمی سے انہوں نے اپنے والد عبدالعزیز بن حارث تمیمی اور اپنے استاذ ابوبکر بن محمد دلف بن حلف بن محمد بن جحدر شبلی سے انہوں نے سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی سے خرقہ پہنا، قدس سرہٗ اسرارہم، اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہم پر رحم کرے۔ اس سے آگے سلسلۂ صحبت کے ضمن میں جو سند مذکور ہوئی ہے وہی ہے۔

مشائخ صوفیاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حسن بصری نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور آپ سے فیض حاصل کیا۔ سلسلۂ قادریہ میں بعض شجرہ نویس امام سلسلہ حضرت سید عبد القادر جیلانی سے اوپر راہ طریقت کے ضمن میں ایک سلسلۂ نسب بھی قائم کرتے ہیں اس میں کچھ تامل ہے اس لئے کہ ایسی کوئی دلیل یا ثبوت نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ باطنی اور روحانی تربیت کا سلسلہ ان واسطوں سے بھی چلا ہے واللہ اعلم اور وہ سلسلہ یہ ہے۔

سیدی شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی نے طریقہ حاصل کیا اپنے والد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست سے انہوں نے اپنے والد سید عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد سید یحییٰ زاہد سے انہوں نے اپنے والد سید محمد رومی سے انہوں نے اپنے والد سید داؤد امیر محمد اکبر سے انہوں نے اپنے والد موسیٰ ثانی سے انہوں نے اپنے والد سید عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد سید موسیٰ جون سے انہوں نے اپنے والد سید عبد اللہ سے انہون نے اپنے والد سید حسن مثنیٰ سے، انہوں نے اپنے والد امام حسن مجتبیٰ سے، انہوں نے اپنے والد اور والدہ سیدنا علی مرتضیٰ اور سیدنا فاطمہ الزہرا سے ان دونوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقت وسلوک کے آداب ورموز اور اجازت وصحبت حاصل کی۔

حضرت غوث کے طریقے کی اصل بنیاد اور اساس آپ کی کتابوں غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب اور آپ کے مجموعہ ملفوظات مجالس ستین (الفتح الربانی) میں پوری طرح بیان ہوئی ہے۔

اس فقیر نے اجازت حاصل کی شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قشاشی سے انہوں نے شناوی سے انہوں نے عبد الرحمٰن بن عبد القادر بن عبد العزیز بن فہد ہاشمی علوی مکی سے انہوں نے اپنے چچا جار اللہ بن عبد العزیز بن فہد مکی سے انہوں نے ابو الفضل جلال الدین سیوطی سے انہوں نے شیخ جلال الدین بن ملقن سے انہوں نے اسحاق تنوخی سے انہوں نے ابو العباس حجاز سے انہوں نے احمد بن یعقوب مارستانی سے انہوں نے قطب طریقہ الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی سے اجازت، صحبت اور خلافت حاصل کی۔

ذکر قادریہ

میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے خبر دی ہمارے شیخ ابو طاہر نے انہیں خبر دی شیخ محمد بن سعید بن حسن قریشی کوکنی ثم المدنی نے اپنے رسالہ "ایقاظ الہمم بالا وراد والاذکار تعرض نفحات العزیز الغفار" میں انہیں خبر دی شیخ عارف باللہ شیخ ابراہیم الکردی نے۔ ایک اور سلسلہ میں ہمیں خبر دی ہمارے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہیں خبر دی ان کے مرشد شیخ احمد بن قشاشی مدنی نے کہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ مربع ہو کر بیٹھے اپنے دونوں ہاتھ کھلے طور پر دونوں زانوں پر رکھے، آنکھیں بند کرلے اور ذکر بائیں جانب سے شروع کرے ارادہ کرے کہ اللہ کے ماسویٰ کو اپنے دل سے نکال رہا ہے دل کا مقام بائیں پستان

کے نیچے ہے لا سے شروع کرے اور کھینچے یہاں تک کہ الہ کو حالت نفی میں دائیں کندھے پر
الے اب لفظ الا کے ساتھ دائیں کندھے کے اوپر سے اللہ کو دل میں ضرب کرے جہاں سے
ماسوی اللہ کو پہلے نکال چکا تھا یہ ضرب قوت اور شدت کے ساتھ ہونی چاہئے تا کہ دل میں
ذکر کا نور قرار پکڑ لے۔

اسی سند کے ساتھ شیخ ابراہیم کردی سے روایت ہے کہ لطائف کی بیداری کے وقت
طالب راہ کو چاہئے کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد قرب الٰہی کی طرف گامزن ہو اس کا طریقہ یہ
ہے کہ اپنی استعداد اور ہمت کے مطابق مستحب اقوال اور عبادات میں انتہائی اخلاص اور
عبودیت کے ساتھ مشغول ہو جائے اس سے اسے محبت خداوندی نصیب ہوگی چنانچہ آنحضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سے روایت کی۔

"بندہ جن چیزوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں جو چیزیں میں نے اپنے بندے
پر فرض کی ہیں ان سے زیادہ مجھے پسندیدہ اور کوئی چیز نہیں ہے اور بندہ نوافل کے ذریعے میرا
قرب چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں
جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا
ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے (بخاری) اس
روایت پر بعض دوسرے محدثین کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ میں اس کا دل بن جاتا ہوں
جس سے وہ سمجھتا ہے اور میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ گفتگو کرتا ہے۔

جو شخص قرب خداوندی حاصل کرنا چاہے وہ صبح وشام ذکر کرے اور کسی طرح بھی اپنے
دنیوی کاروبار کے الجھاؤ میں ذکر سے غفلت نہ کرے۔

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے جو شخص دنیوی بکھیڑوں سے آزاد ہے وہ اپنے آپ کو ذکر
کے لیے وقف کردے اور جو دنیوی امور سے واسطہ رکھتا ہے وہ اپنی فراغت اور فرصت کے
مطابق ذکر کا وظیفہ مقرر کرے درمیانی صورت یہ ہے کہ ہر صبح، عشاء اور تہجد کے بعد ایک ہزار
دفعہ لا الہ الا اللہ کا ورد کرے مجبوری کی حالت میں جتنا ممکن ہو سکے اسی طرح وہ ان تینوں
اوقات میں ایک ایک سو مرتبہ استغفار پڑھے اور اس حدیث پر عمل کرے جس میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے ہر روز
ستائیس دفعہ مغفرت طلب کرے (استغفار پڑھے) وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی دعائیں

قبول ہوتی ہیں اور ان کے سبب اہل زمین رزق پاتے ہیں یہ استغفار ہر روز نماز فجر کے بعد ہونا چاہیے۔

اسی طرح سالک اس حدیث پر عمل کرے جس میں ارشاد ہوا جو شخص ہر نماز کے بعد تین دفعہ اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہوئے کہے۔

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ"۔

اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں چاہے وہ میدان جہاد سے کیوں نہ بھاگا ہو۔

اسی طرح ہر روز فجر کی نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِی وَیُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرِ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

اگر ہر نماز کے بعد پڑھ سکے تو زیادہ بہتر ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ عَدَدَ خَلْقِکَ بِدَوَامِکَ۔

آخری دفعہ یہ الفاظ بڑھائے۔

وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِمْ وَصَحْبِهِمْ وَالتَّابِعِیْنَ وَعَلٰی اَهْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلِ الْاَرْضِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بِعَدَدِ خَلْقِکَ وَبِرِضَاءِ نَفْسِکَ وَزِیْنَةِ عَرْشِکَ وَمِدَادِ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ۔

اور اگر یہ ورد تمام فرضوں کے بعد پڑھ سکے تو زیادہ بہتر ہے۔

ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے چاشت کی نماز کے بعد سورہ والشمس اور والضحی پڑھے اور پھر دس دفعہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ... حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ عَدَدَ خَلْقِ اللّٰهِ لِدَوَامِ اللّٰهِ۔ سورہ یٰسین اور تبارک الذی ہر صبح و شام پڑھے شام کے وقت مغرب کے بعد سورۂ الم السجدہ زیادہ کر لے اگر رات کے وقت سورۂ یٰسین کا وقت نہ نکل سکے تو الم سجدہ اور تبارک پڑھے۔ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت اوابین پڑھے اسی طرح مغرب کے بعد دو رکعت سنت کے بعد پڑھے۔

مَرْحَبًا بِمَلَائِکَةِ اللَّیْلِ مَرْحَبًا بِالْمَلَکَیْنِ الْکَرِیْمَیْنِ الْکَاتِبَیْنِ اُکْتُبَا فِیْ صَحِیْفَتِیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَالْمَوْتَ حَقٌّ وَالْقَبْرَ حَقٌّ وَالسُّوَالَ حَقٌّ وَالْحَشْرَ حَقٌّ وَالْحِسَابَ حَقٌّ وَالشَّفَاعَةَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ حَقٌّ وَالْمِيْزَانَ حَقٌّ وَاَشْهَدُ اَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُوْدِعُكَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لِيَوْمِ حَاجَتِيْ اَللّٰهُمَّ اُحْطُطْ بِهَا وِزْرِيْ وَاغْفِرْبِهَا ذَنْبِيْ وَثَقِّلْ بِهَا مِيْزَانِيْ وَاَوْجِبْ لِيْ بِهَا اَمَانِيْ وَتَجَاوَزْبِهَا عَنِّيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

مغرب کی دو رکعت (سنت) کے بعد دو رکعت حفظ الایمان کی نیت کرے اور اسے اوابین کے ساتھ ادا کرے سلام کے بعد یہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ سَدِّدْنِيْ بِالْاِيْمَانِ وَاحْفَظْهُ عَلَّيَ فِيْ حَيَاتِيْ وَعِنْدَ وَفَاتِيْ وَبَعْدَ مَمَاتِيْ۔

شیخ محی الدین قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے باب الوصایا میں وصیت فرماتے ہوئے کہا ہے کہ مذکورہ دو رکعتوں کی ہر رکعت میں سورہ اخلاص چھ چھ مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک دفعہ پڑھے۔

اس کے بعد اوابین کے ساتھ دو رکعت استخارہ کی نیت سے پڑھے یعنی مطلق استخارہ جو عموماً اولیاء اللہ شب و روز کے اعمال کی خاطر پڑھا کرتے ہیں شیخ محی الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں ہم نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے اور اس میں سراسر بہتری اور خیر پائی ہے استخارہ کی دعا پہلے گزر چکی ہے۔ ہر فرض نماز کے بعد کہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اس کے بعد سورہ فاتحہ پھر وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اس کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُقَدِّمُ اِلَيْكَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اس کے بعد پڑھے وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ لِيْ عِنْدَ اللّٰهِ وَدِيْعَةٌ پھر پڑھے اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تا بِغَيْرِ حِسَابٍ پھر کہے اَللّٰهُمَّ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ رَحِيْمَهُمَا رَحْمَانِيْ اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ مِنْ عِنْدِكَ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔

اس کے بعد سورہ اخلاص، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے

اس کے بعد سبحان اللہ تینتیس دفعہ الحمد للہ تینتیس دفعہ اور اللہ اکبر چونتیس دفعہ پڑھے پھر۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور جو چاہے دعا مانگے اس کے بعد سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ آخر تک پڑھے۔

پھر لا الہ الا اللہ دس دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھے ہر روز صبح کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ کہے یَا اَللّٰہُ یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا جَوَّادُ اُفْتَحْنِیْ مِنْکَ بِفَتْحٍ خَیْرٍ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ مَا تَشَاءُ قَدِیْرٌ یہ ورد پنجشنبہ کو اس طرح شروع کرے کہ پہلے غوث الثقلین اور آپ سے پہلے اور بعد والے مشائخ کی فاتحہ پڑھے جیسا کہ مشائخ سلسلہ نے شرط مقرر کی ہے۔

ہر روز صبح کی نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ یَا عَزِیْزُ پندرہ بار یا اللہ الرفیع بیس دفعہ یَا قَیُّوْمُ فَلَا یَفُوْتُ شَیْئٌ مِنْ عِلْمِہٖ وَلَا یَؤُدُہٗ اگر وقت میں گنجائش ہو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ایک سو مرتبہ پڑھے۔

سالک راہ حقیقت کو چاہیے کہ وہ ہر مہینے کم از کم تین روزے رکھے، اور جو زیادہ رکھ سکے اس کو مزید رکھنے کی توفیق دے جو اپنے اندر ہمت اور قوت پائے اور چھ روزے شوال کے اور ذی الحجہ کے پہلے نو روزے رکھے ہمارے مرشد اور پیشوا اپنے معتقدین کو ان راتوں میں جاگنے اور ہر رات دس پارے قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے اس طرح تین راتوں میں قرآن مجید کا ختم ہو جاتا ہے اور دسویں رات ایک مکمل ختم کرے۔

دوسرے ایام میں سے عاشورہ اور شعبان کی پندرھویں رات خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ رجب کے متعلق بھی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے اگرچہ یہ احادیث سند کے اعتبار سے قوی نہیں ہیں تاہم اگر اپنے اندر ہمت اور قوت سمجھے تو فضل خداوندی کی امید کرتے ہوئے ان پر عمل کرے، ان میں ایک روزہ پہلی رجب کا ہے جس کا ثواب تین برس کا کفارہ ہے دوسری رجب کا روزہ دو سالوں کا کفارہ ہے تیسری رجب کا روزہ ایک سال کا

کفارہ ہے پھر رجب کا ہر روزہ ایک ایک ماہ کا کفارہ ہے اسی طرح ماہ رجب میں ایک دن اور رات ایسی ہے کہ اس میں دن کا روزہ اور رات کی عبادت سو سال روزہ رکھنے کے برابر ہے یہ رات دن رجب کے آخری تین دنوں راتوں میں ہیں۔

اسی طرح بعض روایات کے مطابق جو شخص رجب میں سات روزے رکھے اس پر جہنم کے سات دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جو آٹھ روزے رکھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے۔

جو شخص اپنے اندر قوت سمجھے تو حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر روزہ میرے بھائی داؤد کا ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

اسے ترمذی وغیرہ نے ابن عمر کی روایت سے بیان کیا اور شیخ سعید کوکنی کے ذریعے یہ روایت ہم تک پہنچی۔ شیخ حسن عجمی مکی نے فرمایا کہ اگر طاقت ہو تو سورۂ اخلاص اک ہزار دفعہ درود ایک ہزار دفعہ اور لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک ہزار دفعہ پڑھے اسی طرح ہر روز نماز فجر کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ایک ہزار دفعہ پڑھے۔

باب ۳

سلسلہ نقشبندیہ

یوں تو سلسلۂ نقشبندیہ کی کئی شاخیں ہیں مگر ہندوستان میں یہ سلسلہ بالخصوص دو ذریعوں سے پھیلا ہے ایک خواجہ محمد باقی کے ذریعے سے اور دوسرا امیر ابوالعلی کے حوالے سے۔

ماوراء النہر کے علاقے میں یہ سلسلہ مخدوم اعظم مولانا خواجگی کے ذریعے سے مشہور ہوا ہے رسائل تصوف کے مطابق طریقۂ نقشبندیہ کا مشہور ترین سلسلہ جامیہ ہے اس طریقے کے اشغال و اوراد بھی زیادہ تر اسی سلسلے سے منقول ہوئے ہیں۔

پھر خواجہ محمد باقی کے حوالے سے اس سلسلے کی کئی لڑیاں ہیں ان میں دو بہت مشہور ہیں ایک شیخ محمد معصوم کی لڑی اور دوسری شیخ آدم بنوری کی۔ ان دونوں کے ہاں متقدمین کے اوراد و اشغال کے علاوہ مزید اشغال و اوراد بھی ہیں۔

اس فقیر کو ان تمام شعبوں میں اور شاخوں کے ساتھ صحیح ارتباط اور نسبت حاصل ہے چنانچہ مجھے اس سلسلے میں بیعت، صحبت، تلقین، اشغال اجازت اور خرقہ اپنے والد گرامی شیخ عبدالرحیم سے ہے والد گرامی کو اس سلسلے کے چار مشائخ سے ارتباط حاصل تھا سید عبداللہ، دوسرے امیر ابو القاسم اکبر آبادی تیسرے خواجہ خورد ولد خواجہ محمد باقی چوتھے امیر نور العلی خلف میر ابو العلی۔

سید عبداللہ کو اجازت وخلافت حاصل تھی شیخ آدم بنوری سے انہیں شیخ احمد سرہندی سے اور انہیں خواجہ محمد باقی سے۔ خواجہ خورد کو خلافت واجازت حاصل تھی شیخ احمد سرہندی، خواجہ حسام الدین اور شیخ الہ داد سے جب کہ یہ تینوں خواجہ محمد باقی کے خلفاء تھے اوپر سند وہی ہے جو سلسلۂ صحبت کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔

میر ابو القاسم اکبر آبادی جن کا لقب خلیفہ ہے انہیں اجازت وخلافت حاصل تھی ولی محمد اکبر آبادی ان کو میر ابو العلی سے انہیں اپنے چچا امیر عبداللہ سے انہیں اپنے ماموں خواجہ عبدالحق سے ان کو خواجہ یحییٰ سے اور انہیں اپنے والد خواجہ عبیداللہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔

والد گرامی کو اجازت وخلافت حاصل ہوئی امیر نور العلی سے انہیں اپنے والد امیر ابو العلی اکبر آبادی سے حاصل ہوئی اس طرح اس فقیر نے طریقہ احمدیہ کے اشغال ملا محمد دلیل لکیانی سے حاصل کیے انہوں نے اپنے مرشد میر موسیٰ بٹ کوٹی سے انہوں نے شیخ محمد معصوم سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ احمد سرہند رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

اس فقیر کو خرقۂ نقشبندیہ شیخ ابو طاہر مدنی سے ملا انہیں یہ خرقہ تین بزرگوں سے الگ الگ ملا تینوں ناموں پر، تین بزرگ یہ ہیں کہ ان کے والد شیخ ابراہیم کردی شیخ احمد علی اور شیخ عبداللہ بصری مکی۔

شیخ ابراہیم کو ارتباط اور نسبت تھی شیخ احمد قشاشی کے ساتھ انہیں تلقین اور خرقہ ملا شیخ ابو المواہب احمد شناوی سے انہیں شیخ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بھنسی سے انہیں مولانا محمد امین، ملا جامی کے بھانجے سے انہیں مولانا شیخ عنایت الدین احمد سے انہیں مولانا علاء الدین محمد سے انہیں مولانا عبدالرحمٰن سے انہیں مولانا سعد الدین کاشغری سے انہیں مولانا نظام الدین خاموش سے انہیں خواجہ علاء الدین العطار سے انہیں تلقین وا جازت اور خرقہ ملا خواجہ بہاء الدین نقشبند سے۔

شیخ احمد نخلی نے سلسلۂ نقشبندیہ کے اشغال حاصل کیے سید میر کلاں بلخی سے انہوں نے محمد عربی بلخی سے انہوں نے ملا اکتہ اللہ شیر غانی سے انہوں نے ملا خورد عزیزان سے انہوں نے

شد اعظم ملا خواجگی سے انہوں نے مولانا محمد قاضی سے اور انہوں نے خواجہ عبید اللہ احرار سے
شغال حاصل کیے۔

شیخ عبداللہ بصری نے خرقہ خلافت حاصل کیا شیخ عبداللہ باقشیر مکی سے انہوں نے شیخ تاج
دین سنبھلی مقیم مکہ مکرمہ سے اور انہوں نے خواجہ محمد باقی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اوپر والی
ند ذکر ہو چکی ہے۔

خواجہ نقشبند نے اجازت و خلافت کا فیض حاصل کیا خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روح
سے، خواجہ محمد بابا سماسی اور خلیفہ امیر سید کلاں سے، خواجہ محمد بابا سماسی نے خواجہ عزیزان سے یہ
فیض حاصل کیا جیسا کہ ہم نے سلسلۂ صحبت میں ذکر کیا ہے۔

یہاں ایک اور نکتہ ہے جس کی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ شیخ ابو علی فارمدی نے خواجہ
بوالحسن خرقانی سے بھی فیض حاصل کیا ہے جب کہ حضرت خرقانی نے حضرت بایزید بسطامی
سے فیض حاصل کیا ہر چند یہ فیض باطنی اور روحانی طور پر تھا اس لیے کہ حضرت بایزید ابوالحسن
خرقانی کی ولادت سے بہت پہلے وصال کر چکے تھے۔

شیخ بایزید بسطامی نے باطنی اور روحانی طور پر سیدنا امام جعفر صادق سے فیض حاصل کیا
ظاہری طور پر نہیں اس لیے کہ شیخ بایزید کی ولادت امام جعفر صادق کے وصال کے کافی عرصہ
بعد ہوئی ہے امام جعفر صادق نے اجازت و خلافت کا یہ فیضان دو طریقوں سے حاصل کیا ایک
تو ان کے آباء و اجداد کا طریقہ ہے جسے ہم بیان کر چکے ہیں رضی اللہ عنہم اور دوسرا طریقہ یہ ہے
کہ انہوں نے حاصل کیا اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق سے اور قاسم نے حاصل کیا
سلمان فارسی سے اور انہوں نے حاصل کیا سیدنا ابو بکر صدیق سے اور انہوں نے حاصل کیا
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

میں کہتا ہوں قاسم کا سلمان سے حاصل کرنا ممکن نہیں سوائے باطنی اور روحانی طور کے یہ
بات اسماء الرجال کی تحقیق کے دوران سامنے آئی واللہ اعلم۔

حسن بصری کی اجازت و خلافت اور فیض کی نسبت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف
کی جاتی ہے اہل سلوک کے ہاں یہ یقینی اور قطعی ہے جب کہ محدثین کے نزدیک یہ ثابت نہیں
ہے شیخ احمد قشاشی نے اپنی کتاب عقد العزیز فی سلاسل اہل التوحید میں اہل سلوک کے مسلک
کی مدلل اور کافی وشافی تائید کی ہے زیادہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

واضح رہے کہ لکیانی (فتح کاف فارسیہ اول وتشدید دوم یائے نسبت) افغانوں کا ایک قبیلہ ہے جو پشاور کے دوآبہ میں رہتا ہے یہ یوسف زی قبیلے کے چچازاد ہیں۔ بٹ کوٹ (دونوں تائے ہندی) جلال آباد کے مضافات میں ایک گاؤں کا نام ہے جلال آباد کابل اور پشاور کے درمیان مشہور شہر ہے۔

بھینسی بفتح موحدہ والنون اور سین مہملہ بالقصر یا نسبت کی ہے۔ صعید مصر خورد کا ایک قصبہ ہے۔ اکتہ (بفتح الالف وتشدید کاف عربی وہائے فارسی) ابن یمین تخلص کرتے تھے ان کا دیوان مشہور ہے۔ چغان (بجیم فارسی مضمومہ وبائے موحدہ مضمومہ وراء مہملہ ساکنہ وغین معجمہ) بلخ سے دو منزل پر ایک شہر ہے شیر غان اس کی تعریب (عربی) ہے چغاں ترکی میں اس چیز کو کہتے ہیں جو ایک کے بعد دوسری یعنی قطار کی شکل میں ہو عزیزان تعظیم کا لفظ ہے جیسے میراں وسیداں وغیرہ۔ با تشیر یمنی محاورے میں حرف باحرف نسبت ہے جو کلمہ کے اول میں آتا ہے۔ سنبھل (بائے ہندیہ بشمول ہا) گنگا جمنا کے پار دار الحکومت دہلی کے مشرقی پہاڑوں کے قریب شہر ہے۔

والد گرامی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت حضرت خلیفہ ابو القاسم نے مجھے اجازت عطا فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں مثال نہیں ہوتی اور وصیتیں نہیں لکھی جاتیں، ہمارے طریقے میں عمدہ کتاب ''فقرات'' ہے۔ یہ کتاب ہم نے اپنے مشائخ سے روایتاً (عن عن کے ذریعے) حاصل کی ہے اور ہمارے مشائخ اسے یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے آئے ہیں۔ میرے نسخے کو سامنے رکھ کر اسے تم نقل کر لو۔ چنانچہ والد گرامی نے یہ کتاب نقل کر لی اور اس طرح مجھے ان سے ''فقرات'' کی اجازت حاصل ہوئی میں نے اس کے بعض مشکل مقامات والد گرامی سے حل کیے اور اس کے وظائف واشغال خوب اچھی طرح سیکھ لیے۔

کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) عرض کرتا ہے کہ وظائف واشغال نقشبندیہ کے بارے میں شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ حضرت خواجہ محمد باقی کا ایک بہت عمدہ اور مختصر رسالہ ہے والد گرامی اسے بہت پسند کرتے تھے آپ نے یہ رسالہ شیخ تاج الدین کے بعض مریدوں سے لے کر اسے نقل کر لیا تھا اور اپنے مریدین ومعتقدین کو اسے محفوظ کرنے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے میں نے یہ رسالہ والد گرامی سے خوب سمجھ کر اور بحث وتحیص کے ساتھ پڑھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ من وعن نقل کر دوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

رسالہ شیخ تاج الدین سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور درود وسلام ہوں ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل واصحاب پر۔

اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے خیال رہے کہ مشائخ نقشبندیہ کا عقیدہ وہی ہے جو اہل سنت وجماعت کا عقیدہ اور طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مستقل بندگی (دوام عبودیت) عبادت ادا کرنے کے بغیر متصور ہی نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہمیشہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے حضور میں رہتا ہے اس میں غیر کے شعور کا دخل تک نہ ہو، اسی طرح اسے حق تعالیٰ کے حضور حاضری کا شعور اور علم بھی نہ رہے یہ سعادت عظمیٰ جذب الٰہی (کشش) کے بغیر ممکن نہیں کشش اور جذب کے سلسلے میں شیخ کی صحبت سے بڑھ کر فائدہ مند چیز نہیں ہے مگر شیخ ایسا جس کا سلوک خود جذب کے ذریعے ہو۔

شیخ ابو علی دقاق قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جو درخت خود اگتا ہے اس کا ثمر نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو اس میں لذت نہیں ہوتی سنت الٰہی یہی ہے کہ ہر چیز سبب سے وابستہ ہو۔ جس طرح ظاہری توالد وتناسل ماں باپ کے بغیر نہیں ہوتا اسی طرح معنوی توالد بھی مرشد کے بغیر حاصل ہونا ممکن نہیں رسالہ مکیہ میں ہے کہ جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔

یہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہے حاصل کیا ہے اسے کوتاہی کی بنا پر محتاج اور معرفت خداوندی کے سلسلے میں حیران ودرماندہ تاج الدین سنبھلی نے مہدی زمان خواجہ محمد باقی سے انہوں نے ملا خواجگی امکنگی سے انہوں نے ملا درویش محمد سے انہوں نے ملا محمد زاہد سے انہوں نے غوث الاعظم خواجہ عبید اللہ احرار سے انہوں نے شیخ الشیوخ یعقوب چرخی سے انہوں نے حضرت خواجہ کبیر خواجہ بہاء الحق والدین المعروف خواجہ نقشبند سے انہوں نے سید کلاں سے انہوں نے خواجہ محمد بابا سماسی سے انہوں نے حضرت عزیزان سے انہوں نے خواجہ علی رامیتنی سے انہوں نے خواجہ محمود خیر فغنوی سے انہوں نے خواجہ عارف ریوگری سے انہوں نے خواجہ عبدالرحمٰن غجدوانی سے انہوں نے شیخ یوسف بن یعقوب بن ایوب ہمدانی سے انہوں نے ابو علی فارمدی سے انہوں نے ابوالحسن خرقانی سے۔ شیخ ابو علی کو شیخ ابوالقاسم گرگانی سے بھی نسبت ہے اس لیے

محققین کے نزدیک شیخ تین ہوتے ہیں شیخ خرقہ شیخ ذکراور شیخ صحبت، ارتباط اور نسبت کے سلسلے میں شیخ صحبت کی حیثیت بڑھ کر ہے اور وہی اصلی شیخ ہے اسی لئے ہم نے شیخ ابوالقاسم کا ذکر اور شیخ ابوعلی کا سلوک انہی پر تمام ہوتا ہے۔ شیخ ابوالقاسم سے امام علی بن موسیٰ رضا تک کئی واسطے ہیں شیخ ابوعثمان مغربی اور ابوعلی الکاتب اور ابوعلی رودباری اور سیدالطائفہ جنید بغدادی اور سری سقطی اور معروف کرخی رضی اللہ عنہم۔

حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ کو ایک دوسری نسبت حاصل ہے ابوداوٗد طائی سے انہیں حبیب عجمی سے انہیں حسن بصری قدس اللہ اسرارہم سے آپ کی نسبت باب مدینۃ العلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے معروف ومشہور ہے۔ اب میں آغاز کلام کی طرف رجوع کرتا ہوں واضح رہے کہ ابوالحسن خرقانی نے حاصل کیا بایزید بسطامی کی روح سے جیسے حضرت اویس قرنی قدس اللہ سرہٗ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی طور پر حاصل کیا، اسی طرح سلطان العارفین بایزید بسطامی نے بھی امام جعفر صادق کی روحانیت سے حاصل کیا۔ بایزید کی آپ سے صحبت اور خدمت کی روایت صحیح نہیں ہے امام جعفر صادق نے اپنے آباء واجداد کے انوار وراثت کے علاوہ اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی حاصل کیا حضرت قاسم تابعین کے سات فقہا میں شامل ہیں آپ علوم ظاہری وباطنی میں کامل تھے آپ کو نسبت حاصل ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حضرت سلمان فارسی کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف صحبت کے باوجود نسبت طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل ہے جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقہ کی نسبت حاصل ہے۔

امام جعفر صادق کا دوسرا سلسلہ طریقت آبائی ہے جو باب مدینۃ العلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک معروف ومشہور ہے۔

مشائخ نقشبندیہ کا طریق وصول الی اللہ

مشائخ نقشبندیہ کے ہاں وصول الی اللہ کے تین راستے ہیں صحبت، ذکر اور مراقبہ۔ ان کے نزدیک ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر حبس دم (سانس کو روک کر) کے ساتھ کرے گنتی میں طاق عدد کی رعایت ملحوظ رکھے جب ذکر ایک سانس میں اکیس مرتبہ سے بڑھ جائے از سر نو شروع کرے ذکر کے اثرات سے مراد یہ ہے کہ جس وقت لا الہ

اللہ کہے تو وجود بشریہ کی نفی ہو جائے اور الا اللہ کہے تو جذبہ الٰہیہ کے تصرفات ظاہر ہوں۔ اثر کا ظہور استعداد کے مطابق ہوتا ہے بعض سالکوں کو پہلے ماسوائے حق سے غیبت حاصل ہوتی ہے اور کچھ کو پہلے سکر اور غیبت حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد ان کو وجود کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

شیخ عبداللہ انصاری نے آیت وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب تو ذکر خداوندی میں اس کے غیر کو بھول جائے، پھر اپنے ذکر کو بھول جائے پھر ذکر حق میں اپنے آپ کو بھول جائے، تو سمجھ لے کہ تیرا ذکر کامل ہو گیا۔ ذکر کا اعلیٰ اور اتم درجہ فنائیت ہے یعنی سالک کو اللہ کے علاوہ کسی چیز کی خبر نہ رہے۔

ذکر کی کیفیت یہ ہونی چاہئے کہ زبان کو تالو سے لگائے لب کو لب سے اور دانتوں کو دانتوں سے ملا کر سانس روکے اور حرف لا کو ناف سے دماغ کی طرف لے جائے دماغ پر پہنچا کر الہ کو دائیں کندھے پر ضرب کرے پھر الا اللہ کو بائیں کندھے پر پھرا کر قلب صنوبری پر ایسے زور سے ضرب کرے کہ اس کا اثر اور حرارت سارے جسم میں معلوم ہو لفظ محمد رسول اللہ کو بائیں طرف سے دائیں طرف یعنی دونوں کے درمیان ضرب کرے اس کے بعد دل سے کہے اے اللہ تو ہی میرا مقصود اور تیری رضا میری مطلوب ہے یعنی اس ذکر سے تو ہی میرا مقصود ہے یہ سلسلہ دل کی توجہ سے ہو کہ دل میں اس کا اثر ظاہر ہو اور دل اس کا اثر قبول کرے مگر سب کچھ ایسے ہو کہ ظاہر میں کوئی حرکت نہ ہو یہاں تک کہ قریب بیٹھے ہوئے شخص کو بھی یہ پتہ نہ چلے جس دم میں ایک دفعہ کرے یا تین دفعہ عدد طاق ہونا چاہئے۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے کلمہ طیبہ کے معنی کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ لا الہ سے مراد طبیعت کے خداؤں (طبیعت کے مرغوبات) کی نفی ہے الا اللہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود الہ کا اثبات ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سالک نے اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی منزل میں پہنچا دیا ہے۔

اس سلسلہ کے بعض اکابرین نے کلمہ طیبہ کے معنی سے متعلق فرمایا ہے کہ مبتدی سالک لا الہ سے لا معبود الا اللہ کا تصور کرے متوسط سالک لا مقصود الا اللہ کو سامنے رکھے اور منتہی سالک لا موجود الا اللہ کو مطمح نظر بنائے۔

اکابر صوفیاء نے فرمایا ہے کہ الی اللہ کی منزل پوری ہو تو سالک کو چاہئے کہ وہ سیر فی اللہ کے میدان میں قدم رکھے یہاں لا موجود الا اللہ کا تصور کفر خیال کیا جاتا ہے بعض

مشائخ نے کہا ہے کہ لا الہ کے معنی ہیں لَا مُتَصَرِّفَ فِی الْمُلْکِ الْمَلَکُوْتِ اِلَّا اللّٰہُ۔

ذکر میں باقاعدگی اور ہمیشگی کے لیے انتہائی جدوجہد اور کوشش کرنی چاہئے ذکر کسی بھی صورت اور کسی بھی حال میں ترک نہ کرے کھڑے بیٹھے، سوتے باتیں کرتے الغرض کسی وقت بھی ذکر سے غافل نہ ہو، ذکر یا صحبت شیخ میں کوئی خاص کیفیت حاصل ہو تو اسے ایک خطِ مستقیم کی طرح فرض کرے جس وقت یہ معنی خیال میں بندھ جائیں اور خیال پر صرف ایک ہی دھن سوار ہو جائے تو جمعیت خاطر کے لیے یہ چیز انتہائی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر خیال اور اس معنی کی جمعیت میں کوئی ذرا سا بھی خلل واقع ہو یا اس کی تاثیر میں کمی ہو تو انتہائی باریکی سے اس کی تفتیش کرے اور اس سے غفلت نہ کرے یہاں تک کہ اسے تعطیل (اللہ کے سوا ہر چیز کا خیال مٹ جانا) حاصل ہو جائے چنانچہ بعض اکابرین کا کہنا ہے۔

"اَلشُّغْلُ هُوَ عَدَمُ الشُّغْلِ وَعَدَمُ الشُّغْلِ هُوَ الشُّغْلِ" شغل، شغل کا نہ ہونا ہے اور شغل کا نہ ہونا ہی شغل ہے۔

- ملا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شیخ عبید الکبیر یمنی نے مجھ سے پوچھا کہ ذکر کیا ہے۔

میں نے کہا لا الہ الا اللہ انہوں نے فرمایا یہ تو عبارت ہے یہ ذکر نہیں ہے میں نے عرض کیا قربان جاؤں آپ ہی بتائیں فرمایا ذکر یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ تم اسے پانے پر قادر نہیں ہو۔

سید الطائفہ جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ تصوف یہ ہے کہ ایک لمحہ کے لیے سالک ہر شئے کے تصور سے خالی ہو جائے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں اس تصور میں جستجو کے بغیر اس کا وصال اور نظر کے بغیر اس کا دیدار حاصل ہوتا ہے صوفیائے عالی مقام کے طریقوں کا مقصود مشاہدۂ حق ہے کہ كَاَنَّكَ تَرَاهُ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اس حضور کو وہ مشاہدہ قلب کا نام دیتے ہیں اور دیکھنا تو سر کی آنکھوں سے ہوتا ہے۔ رؤیت اور مشاہدہ میں فرق یہ ہے کہ رؤیت میں دیکھنے والا اسے دور کرنے یا ہٹانے پر قادر نہیں ہوتا جب کہ مشاہدہ میں اسے یہ اختیار ہوتا ہے۔

مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک وصول الی اللہ کا دوسرا طریقہ

حصول معرفت اور سبب وصول کے سلسلے میں مشائخ نقشبندیہ کا دوسرا آسان اور

ب ترین راستہ توجہ اور مراقبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ سالک معنی مقدس جو کیفیت اور مثال
منزہ ہے اسم مبارک یعنی اللہ کی طرف کسی عربی، عبرانی فارسی یا دوسری زبان کے الفاظ
بیچ میں لائے بغیر ذہن کو منتقل کرے اپنے خیال میں اس کی صورت اور حفاظت نقش
ے اپنی قوتوں اور ادراکات کے ساتھ قلب صنوبری میں اس معنی مقدس کو جاگزیں
ے اس ریاضت پر ہمیشگی کرے اسے اپنانے کے سلسلے میں اس قدر تکلف اور کوشش
ے کام لے کہ یہ کلفت اور کوشش بھی درمیان سے اٹھ جائے اور یہ علم طبیعت ثانیہ اور ملکہ
جائے۔

بعض مشائخ نقشبندیہ نے فرمایا ہے کہ مقصود کے معنی یہ ہیں کہ ایک بے خودی کی کیفیت
ری ہو جائے پھر اسے (اللہ) ایک ایسے نور بسیط کی صورت میں تصور کرے جو تمام موجودات
یہ اور غیبیہ کو احاطہ کیے ہوئے تھا اور پھر اسے بصیرت کے سامنے کرے خیال کے اس تصور کو
وظر رکھتے ہوئے تمام قوتوں کے ساتھ دل کی طرف متوجہ ہو اور اس امر کا اہتمام کرے کہ
برت قوی ہو جائے اور صورت باقی رہے چنانچہ اس عمل کے نتیجے میں معنی مقصود کا ظہور ظاہر
ر نکل آئے گا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا کہ مراقبہ باب مفاعلہ ہے یعنی تراقب (نگرانی توجہ،
ہبانی) دونوں طرف سے ضروری ہے مراقبہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے
وال پر حق تعالٰی کے مطلع ہونے کے بارے میں اپنی اطلاع پر مراقب ہو، اور اس پر مداومت
رے یا مراقب ہو اپنی اطلاع کا اپنے موجد پر بغیر کسی خلل اور پریشان خاطری کے۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے قلب صنوبری کا مراقب ہو اور اس میں کوئی خطرہ نہ آنے دے
ہاں تک کہ اسے اپنے قلب حقیقی سے ربط آسان ہو جائے اس میں مفاعلہ کے معنی کا کوئی لحاظ
ل نہ ہو مراقبہ کا راستہ نفی و اثبات کے طریق سے بہت ہی اعلٰی اور افضل ہے اور دوسرے
ستوں کے مقابلے میں مراقبہ کا راستہ جذبہ الٰہیہ کا قریب ترین راستہ ہے۔

مراقبہ کے ذریعے ملکوت میں تصرف کرنا، لوگوں کے دلوں کی باتیں معلوم کر لینا،
سرے کو نظر سے عطا کر دینا یا اس کے باطن کو روشن کر دینا ایسی تمام باتیں ممکن ہیں مراقبہ کے
ہ سے دائمی جمعیت خاطر حاصل ہوتی ہے اور سالک ہمیشہ لوگوں کے دلوں کا مقبول و محبوب بنا
ہتا ہے یہی وہ مقام ہے جسے جمع و قبول کہا جاتا ہے۔

وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ

وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ ایسے مرشد سے رابطہ ہے جسے مقام مشاہدہ حاصل ہے اور تجلیات ذاتیہ سے بہرہ ور ہے بلاشبہ ایسے شیخ کی زیارت ان لوگوں کی زیارت کے زمرے میں آتی ہے۔ جن کے لیے کہا گیا ہے اذا رو وا ذکر اللہ جب انہیں دیکھا جائے خدا یاد آتا ہے۔ چنانچہ اس کی زیارت بمنزلہ ذکر ہے یہ زیارت ذکر ہی کا فائدہ دیتی ہے اسی طرح اس کی صحبت ہم جلساء اللہ (وہ اللہ کے مقرب ہیں) کے مطابق ان کی صحبت بھی وہی فائدہ دیتی ہے ہم بیان کر آئے ہیں۔

اگر ایسے بزرگ کی صحبت میسر آجائے اور سالک کو اپنے دل میں اس صحبت سے اثرات محسوس ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق وہ ان اثرات کو سمیٹے اور انہیں محفوظ کرے اگر ان اثرات میں کوئی خلل اور رکاوٹ پیش آئے تو پھر شیخ کی صحبت اختیار کرے تا اس کی برکت سے دوبارہ وہی اثرات ظہور پذیر ہوں یہ عمل بار بار دہراتا رہے یہاں تک اثرات کی یہ کیفیت ملکہ بن جائے اور اگر اس بزرگ کی صحبت سے اثر ظاہر نہ ہو مگر محبت جذب کی کیفیت حاصل ہو تو سالک کو چاہیے کہ شیخ کی صورت کا تصور کرے اور قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو تاکہ غیبت اور فنائے نفس حاصل ہو اور اگر روحانی ترقی یعنی واردات رکاوٹ اور قبض کی کیفیت پیدا ہو جائے تو اپنے دائیں کندھے میں صورت شیخ کا تصور کر اپنے قلب کو دائیں کندھے تک ممتد (پھیلا ہوا مسلسل) سمجھے پھر صورت مرشد کو اس پھیلاؤ ذریعے اپنے قلب میں لائے امید ہے کہ اس طرح غیبت اور فنا کی منزل میسر آجائے گی۔

گیارہ کلمات قدسیہ

اب حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے منقول ان گیارہ کلمات قدسیہ کا بیان ہے جن طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد قائم ہے وہ کلمات یہ ہیں۔

یاد کرد، بازگشت، نگاہ داشت، یادداشت، ہوش در دم، سفر در وطن، نظر بر قدم، خلوت انجمن، وقوف قلبی، وقوف زمانی، وقوف عددی۔

چونکہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا ہیں اس لیے آپ اصطلاحی الفاظ کی تشریح ضروری ہے ہم ذیل میں بہت زیادہ اختصار اور غیر ضروری طوالت

سے بچتے ہوئے درمیانی انداز میں ان کی وضاحت کرتے ہیں۔

(۱) یاد کرد:

اس سے مراد یہ ہے کہ ذکر زبانی ہو یا قلبی سالک ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے ذکر اس طرح کرے جیسے اس نے اپنے شیخ سے حاصل کیا ہے ذکر برابر جاری رہے تا کہ اسے حضور حق حاصل ہو۔ ذکر کی تعلیم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شیخ دل میں کلمہ طیبہ کا ذکر کرے مرید اپنے قلب کو شیخ کے قلب کے مقابل کرے اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور منہ بند کر لے۔ خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر کا مقصد یہ ہے کہ قلب محبت اور تعظیم کے ساتھ ہمیشہ حاضر مع الحق ہو کیونکہ ذکر غفلت کو رفع کرتا ہے۔

(۲) بازگشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ جب ذاکر قلب سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرے تو اس کے بعد زبان سے کہے اِلٰهِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِیْ (اے اللہ اس ذکر سے تو ہی میرا مقصود اور تیری رضا میرا مطلوب ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کلمہ ہر اچھے برے خطرے کی نفی کا فائدہ دیتا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ ذکر خالص ہو جائے اور سالک ماسوائے حق سے فارغ ہو جائے۔ اگر ذاکر اس کلمے میں اخلاص محسوس نہ کرے تو مرشد کی تقلید میں کہے انشاء اللہ اس کی برکت سے اسے اخلاص حاصل ہو جائے گا۔

(۳) نگاہ داشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ دلوں کے خطرات کی نگرانی کرے یعنی جس وقت دل میں کلمہ کا بار بار ذکر کرے اس وقت اس بات پر نگاہ رکھے کہ اس کے دل میں کوئی کھٹکا تو نہیں پیدا ہوا بلکہ کوشش کرے کہ ایک لمحہ یا ساعت کے لیے بھی اس کے دل میں غیر کا خیال نہ آئے اکابر مشائخ کے نزدیک یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے بعض کامل اولیاء کو بھی کبھی کبھار یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔

(۴) یادداشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ ذوق کے حوالے سے ہمیشہ حضور مع الحق کی کیفیت حاصل ہو، بعض مشائخ نے ان چار کلمات کی تشریح اس طرح کی ہے یاد کرد یعنی ذکر میں کوشش اور جدوجہد، بازگشت تواضع اور انکسار کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع، نگاہ داشت اللہ کی طرف رجوع پر قائم رہنا اور اس کی حفاظت کرنا، یادداشت اپنے راز کو پختہ اور راسخ کرنا۔

(۵) ہوش دردم:

یعنی اس طریقے کی بنیاد سانس پر ہے مقصد یہ ہے کہ دو سانسوں کے درمیان اس بات کی کوشش کرے کہ نہ کوئی سانس غفلت سے اندر داخل ہو اور نہ غفلت سے باہر آئے۔

(۶) سفر در وطن:

یعنی سالک اپنی طبیعت بشری میں سفر کرے بری صفات اور عادات سے اچھی صفات کی طرف پرواز کرے چنانچہ بعض اکابرین نے فرمایا ہے کہ انسان جس جگہ بھی جائے جب تک وہ بری صفات کو نہ چھوڑے تو وہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض نے کہا ہے کہ سفر در وطن سے مراد شہادت میں غیب کا دیکھنا ہے۔

(۷) نظر بر قدم:

سالک کو چاہئے کہ وہ شہر میں چل رہا ہو یا جنگل میں اس کی نظر اپنے قدموں پر ہونی چاہئے تا کہ اس کی نگاہ منتشر ہو کر ان چیزوں پر نہ پڑے جن کا دیکھنا مناسب نہیں اس طرح اس کا دل پراگندہ ہو جائے گا، یہ بھی ممکن ہے کہ نظر بر قدم سے مراد یہ ہو کہ سالک کی پہلی نگاہ سلوک کی آخری منزل یعنی حضرت ذات پر پڑے جیسا کہ فارس بن عیسیٰ بغدادی نے کہا ہے کہ میں نے حلاج (حسین ابن منصور) سے پوچھا کہ مرید کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو پہلے ارادے میں اللہ تک پرواز کرے یعنی پہلی سیڑھی میں واصل باللہ ہو جائے ایک توجیہ شیخ ردیم نے کی ہے وہ بھی خوبصورت ہے انہوں نے فرمایا کہ مسافر کا ادب یہ ہے کہ اس کی ہمت کا قدم پیچھے نہ ہٹے۔

(۸) خلوت در انجمن:

سالک کو چاہئے کہ وہ ظاہراً خلوق کے ساتھ اور باطن میں خالق کے ساتھ رہے یعنی ہاتھ کام میں اور دل حق کے ساتھ مشغول ہو کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

فَمِنْ دَاخِلٍ كُنْ صَاحِباً غَيْرَ غَافِلٍ
وَمِنْ خَارِجٍ خَالِطْ كَبَعْضِ الْأَجَانِبِ

اندرونی طور پر ایسا یار اور ہم نشین بن جو ایک لمحہ کے لیے خدا سے جدا نہیں اور بیرونی طور پر اجنبیوں والا رویہ اختیار کر۔ اس سلسلے کے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ میں مجلس میں جمعیت اور خلوت میں تفرقہ ہے۔

(۹) وقوف زمانی:

یعنی اپنے اوقات کا حساب رکھے اگر وقت کار خیر میں گزرا ہے شکر ادا کرے اور اگر برے اعمال میں گزرا ہے تو اپنی حیثیت اور مرتبے کے مطابق استغفار کرے اس لیے کہ "حسناتُ الابرار سَيِّئَاتُ الْمُقَرِّبِيْنَ" ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔

(۱۰) وقوف عددی:

ذکر قلبی میں گنتی اور عدد کا لحاظ رکھے تاکہ دل کے خطرات سے بچ کر جمعیت حاصل کر سکے۔

(۱۱) وقوف قلبی:

اس سے مراد یہ ہے کہ ہوشیاری اور حق تعالیٰ کے ساتھ حضور قلب اس انداز میں ہو کہ دل کو غیر سے کوئی غرض نہ ہو اس کے مفہوم کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذاکر اپنے قلب سے واقف ہو اور دوران ذکر اپنے قلب صنوبری کی طرف متوجہ رہے قلب صنوبری کو مجازاً قلب کہا جاتا ہے یہ بائیں جانب پستان کے نیچے واقع ہے قلب کو ذکر میں مشغول کرے اور اسے کسی طرح بھی ذکر اور اس کے مفہوم سے غافل نہ ہونے دے۔

حضرت خواجہ نقشبند ذکر میں حبس دم اور گنتی کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے البتہ ان کے نزدیک رابطہ یا اس کے علاوہ عام حالات میں وقوف عددی ضروری ہے۔ کیا ہی عمدہ بات کہی ہے کسی نے اس شعر میں۔

عَـلـىٰ بَيْضِ قَلْبِكَ كُنْ كَاَنَّكَ طَائِرٌ
فَـمِـنْ ذَالِكَ الْاَحْـوَالُ فِيْكَ تَـوَلَّـدُ

اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح نگرانی کر اس سے تیرے اندر واردات اور احوال کا ظہور ہوگا۔

دوران ذکر و اوراد، وساوس و خطرات اور ان کا علاج

اگر ذکر اذکار اور اشغال کے دوران پراگندہ فکری وسوسے اور روحانی قبض کی صورت پیدا ہو تو ٹھنڈے پانی سے غسل کرے اور اگر کسی طبعی مجبوری کی بنا پر ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا ممکن نہ ہو تو گرم پانی سے کرے اور خلوت میں دو رکعت نماز پڑھے اور انتہائی عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ استغفار کرے اور اپنے حال اور وقت کی طرف متوجہ ہو اگر کشادگی نہ پائے اور وہی

پراگندگی اور پریشان خیالی باقی رہے تو ذہن میں اپنے مربی مرشد کا تصور باندھے امید ہے کہ اس کی برکت سے پریشان خاطری جمیت اور روحانی سکون میں بدل جائے گی۔

اگر اس سے بھی تفرقہ (پریشان خاطر روحانی قبض) نہ جائے تو یَا فَعَّالُ تشدید کے ساتھ کہے، اگر اس سے بھی تفرقہ نہ جائے تو کہے یہ تفرقہ خدا کی طرف سے ہے اب اس تفرقہ سے موافقت کر لے فوراً اسے جمیت خاطر کی دولت مل جائے گی ایسا بہت کم ہوا ہے کہ اس کے بعد بھی تفرقہ باقی رہے اگر خطرات کسی دنیوی مسائل سے متعلق ہیں مثلاً دل گھوڑے خرید نے کی طرف رغبت کرے یا ایسے دوسرے امور کی طرف دلچسپی ظاہر کرے جو شرعاً مباح ہیں تو وہ کام کرے یا اسے دل سے نکال پھینکے یہاں تک کہ ایسے خطرہ وخیال کو دشمن سمجھتے ہوئے اسے دفع کرنے کے سلسلے میں زبردست کوشش کرے۔

تین خطرات: مرید کے لیے بالخصوص تین خطروں کی نفی کرنا اور انہیں دفع کرنا بے حد ضروری ہے خطرہ نفسیہ، خطرہ شیطانیہ، اور خطرہ ملکیہ، البتہ خطرہ حقانی کو برقرار رکھے ان خطرات کو پہچاننا اور ان میں تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔

بعض مشائخ کا خیال ہے کہ خطرہ نفسیہ ارض قلب یعنی قلب کے نیچے سے ابھرتا ہے خطرہ شیطانیہ قلب کی بائیں طرف سے اور خطرہ ملکیہ قلب کی دائیں طرف سے پیدا ہوتا ہے البتہ خطرہ حقانی قلب کے اوپر سے نکلتا ہے اسے وہ شخص بآسانی جان لیتا ہے جو زہد وورع اور تقویٰ کے نور سے منور ہو چکا ہو، اکل حلال اس کا وظیفہ ہو، ہمیشہ خطرات قلب کی نگہبانی کرتا رہتا ہو اپنے دل میں کسی خطرے کا گزر نہ ہونے دیتا ہو یعنی وقت کو غنیمت جانے کہ وقت سے زیادہ قیمتی اور کوئی شے نہیں ہے وقت کاٹنے والی تلوار ہے وہ جب گزر جاتا ہے پھر ہاتھ نہیں آتا مراقبہ نماز اور تلاوت کے ذریعے وقت کو محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

وظائف نقشبندیہ

مشائخ نقشبندیہ نے اپنے تمام وظائف میں رات کے وقت قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت کرنا اہم وظیفہ قرار دیا ہے سورۃ الحمد، قل یا ایھا الکافرون، قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس، سورہ حشر کی آخری آیات، سورۂ بقرہ کی آخری آیات دن کے وظائف میں سورہ یٰسین کی تلاوت ان کے ہاں سب سے بڑا وظیفہ ہے۔

خواجہ علی رامتینی نے فرمایا ہے کہ جس وقت کسی مسئلے کی خاطر تین قلب اکٹھے ہو جائیں
لک کی مراد فوراً پوری ہو جاتی ہے تین قلب یہ ہیں۔
سالک کا قلب، رات کا قلب (درمیانی حصہ) اور قلب قرآن (سورہ یٰسین) یعنی جس
ت بندہ تہجد میں سورہ یٰسین جو قرآن کا قلب ہے کی تلاوت کرے تو یہ صورت بن جاتی ہے۔
اسی طرح دیگر وظائف میں تہجد، اشراق، استخارہ، چاشت کے نوافل ہیں تہجد کی بارہ
یں ہیں اگر ممکن ہو تو ہر رکعت میں سورہ یٰسین پڑھے اس کی طاقت نہ ہو تو کم از کم آٹھ
توں میں سورہ یٰسین اس ترتیب سے مکمل کرے پہلی رکعت میں اَجْرٍ کَرِیْمٍ تک دوسری
وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ تک تیسری میں جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ تک چوتھی میں فَلَكٍ
يَّسْبَحُوْنَ تک پانچویں میں وَلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ تک چھٹی میں هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ تک ساتویں میں فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ تک اور آٹھویں میں آخر سورت تک مکمل
ے باقی رکعتوں میں فاتحہ کے بعد تین تین بار سورہ اخلاص پڑھے اگر سورہ یٰسین یاد نہ ہو تو
ی نماز میں سورہ الحمد کے بعد تین تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھے نماز تہجد میں چار رکعت سے کم
پڑھے تہجد کا صحیح وقت رات کی اخیر تہائی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ۔

رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دو یا اس پر کچھ بڑھاؤ۔
(مزمل:۳)

صاحب قوت القلوب نے کہا ہے کہ ارشاد خداوندی ہے فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ
دوسری جگہ فرمایا۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ۔

وہ رات میں کم سویا کرتے (الذاریت ۱۷)

ہجوع نیند کو کہا جاتا ہے اور تہجد سے مراد قیام ہے گویا جب تک کچھ دیر نیند نہ کرے تہجد
گزنہ ہوگا شعبی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ نماز تہجد ہوتی ہی سونے کے بعد ہے تہجد صلوٰۃ
قوم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔

قم من الليل قدر جلته شاة حلبسته

رات کو اٹھ چاہے بکری کے دودھ دوہے جانے کے وقت جتنا۔
نماز تہجد سے فارغ ہو کر صبح تک التحیات کی صورت قبلہ ہو کر بیٹھا رہے اور توجہ، مراقبہ
ذکر وفکر میں مشغول رہے، اس دوران اگر نیند غلبہ کرے تو سو رہے مگر دوبارہ صبح سے پہلے
کھڑا ہو وضو کرے فجر کی سنتیں گھر میں پڑھ کر دل میں استغفار پڑھتا رہے جیسا کہ اس سلسلے
طریقہ ہے نماز کا وقت ہو تو مسجد کی طرف راستے میں بھی استغفار پڑھتا ہوا جائے صبح کی نماز
جماعت کے ساتھ پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھ جائے اور باطنی وظیفے میں مشغول رہے اگر جمعیت خاطر
پائے تو بہتر ورنہ گھر واپس آجائے اور طلوع آفتاب تک اپنے ورد و وظائف میں مشغول رہے
سورج نکلنے کے بعد دو رکعت اشراق پڑھے ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ھواللہ تین تین
پڑھے اس کے بعد دو رکعت نماز استخارہ ادا کرے اور یہ دعائے استخارہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تُکِلْنِیْ بِیْ اِخْتِیَارِیْ اَللّٰھُمَّ اِجْعَلِ الْخَیْرَ فِیْ کُلِّ قَوْلٍ وَعَمَلٍ اُرِیْدُہٗ فِیْ ھٰذَہِ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَۃٍ وَیُسْرٍ۔

اس کے بعد اپنے دنیوی امور مثلاً کسب معاش وغیرہ میں ہوشیاری اور سنجیدگی کے ساتھ
مشغول ہو جائے اور یہ دعاء پڑھ لے۔

اَللّٰھُمَّ کُنْ وَجْھَتِیْ فِیْ کُلِّ جِھَۃٍ وَمَقْصَدِیْ فِیْ کُلِّ قَصْدٍ وَ غَایَتِیْ فِیْ کُلِّ سَعْیٍ وَمَلْجَائِیْ وَمَلَاذِیْ فِیْ کُلِّ قَصْدٍ وَھَمٍّ وَوَکِیْلِیْ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ وَتَوَلَّنِیْ تَوَلِّیْ مُحَبَّۃٍ وَعِنَایَتٍ فِیْ کُلِّ حَالٍ۔

اور ہمیشہ قلب صنوبری کی طرف متوجہ رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

رِجَالٌ لَا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (النور:۳۷)

وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔

تصور شیخ:

جس وقت دنیوی کاموں سے فارغ ہو جائے تازہ وضو کر کے خلوت نشیں ہو جائے
ہی سب سے پہلے اپنے مرشد کی صورت کو دل میں حاضر کرے اس کے بعد اپنے وظائف
مشغول ہو جائے وہ مراقبہ ہو یا ذکر، نماز چاشت بارہ رکعت ہے۔ ہر رکعت میں تین تین
سورہ اخلاص پڑھے یہ نماز کم از کم دو رکعت ہونی چاہیے اس سے کم نہ ہو چاشت اول وقت

پڑھی جائے اتنی دیر انتظار کرے کہ ایک پہر دن (چوتھا حصہ) گزر جائے۔

مشکوٰۃ میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ از چاشت پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا دوسرے لوگوں نے جان لیا ہے کہ یہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز شت جب فصال گرم ہو اس وقت پڑھنی چاہئے اسے مسلم نے روایت کیا ہے حدیث میں ض الفصال کے لفظ آئے ہیں رمض کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ جب سورج کی شدید گرمی کی رارت ریت کے ذرات پر پڑنے لگے فصیل اونٹ کے بچے کو کہا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ جب نٹ کا بچہ زمین کی تپش محسوس کرنے لگے نماز چاشت اس وقت ادا کی جائے۔

نماز کے بعد کھانا موجود ہو تو کھالے بہتر یہ ہے کہ کھانا دوست احباب کے ساتھ بیٹھ کر کھائے اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کر کھانا کھائے حتی الامکان یلا نہ کھائے اس کے بعد کچھ دیر آرام کرے اور پھر مسجد میں آجائے اول وقت میں اسی طرح عصر کی نماز کے لیے بھی مسجد میں اول وقت میں آئے۔

عصر کی نماز کے بعد گھر میں بیٹھ کر باطنی اشغال کا ورد کرے حتی الامکان یہ وقت ضائع نہ کرے اس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت مشائخ کے نزدیک انتہائی قیمتی ہے نماز عشاء کے بعد بستر پر یہ وظائف پڑھے۔

قل یا ایھا الکافرون ، سورہ اخلاص، معوذتین، آخری آیات سورہ حشر، آخری آیات سورۂ بقرہ، یہ انتہائی حضور قلب اور دردمندی کے ساتھ پڑھے اس کے بعد ذکر کرتا ہوا سو جائے سونے سے پہلے تین بار یہ استغفار پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

یہ اس صوفی کا دستور العمل ہے جس کے ذمے دوسرے کام بھی ہیں البتہ جو سالک دنیوی بکھیڑوں سے پوری طرح فارغ البال ہے اسے چاہئے کہ وہ رات دن یاد حق میں مستغرق اور اپنے آپ سے فانی ہو کر رہے چنانچہ شیخ ابو العباس قصاب نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک نہ صبح ہے نہ شام ایسے سالک کا باطن دریائے فنا میں غرق ہوتا ہے البتہ اس کا ظاہر احوال وافعال کے صدور کی خاطر موجود رہتا ہے۔

اہل فنا وبقا طلب اور مجاہدہ کے بعد سکون وجدانی، سرور اور مشاہدہ کی دولت سے بہرہ ور

ہوتے ہیں یہ حضرات عین مراد کی منزل پر پہنچ جاتے ہیں اور مراد کی منزل سے بغیر مراد کے واپس آجاتے ہیں یہ کرامات اور مقامات کو حجاب سمجھتے ہیں اور انہوں نے اپنے قلب کے مشرب کو تمام جسمانی اور روحانی لذتوں سے دور کر لیا ہوتا ہے۔

مرتبہ فنا کو پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ سالک محبت ذات کی حقیقت کو پائے مقام فنا محض کر خداوندی اور خصوصیت ایزدی ہے سنت الٰہیہ یہی ہے کہ وہ خصوصی کرم جو عطائے الٰہی کا فیضان ہے عارضی نہیں ہوتا اس لیے اس میں رجعت نہیں ہوتی اس لیے مشائخ نے کہا ہے کہ مقام فنا کا واصل اپنی صفات کی طرف واپس نہیں آتا حضرت ذوالنون مصری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ جو واپس آیا ہے راستہ سے واپس آیا ہے جو واصل ہوا پھر واپس نہ آیا۔

فنا و بقاء

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ فنا کتنی قسم پر ہے آپ نے فرمایا فنا کی دو صورتیں ہیں اگرچہ اکابرین نے اس کی کئی صورتیں بیان کی ہیں لیکن ان سب کی بنیاد یہی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت وجود ظلمانی طبیعی سے فنا اور دوسری صورت وجود نورانی روحانی سے فنا حدیث نبوی میں دونوں صورتوں کا بیان آیا ہے۔

اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ وَظُلْمَةٍ۔

اللہ تعالیٰ کے لیے نور و ظلمات کے ستر ہزار حجابات ہیں۔

فنا کی پہلی صورت حق تعالیٰ کے ظہور سے واسطہ رکھتی ہے دوسری صورت یہ ہے کہ فنا بھی جاتی رہے۔ یعنی وجود روحانی کی صفت ہے اور جس وقت شعور کا شعور جاتا رہا تو وجود روحانی ا خود ختم ہو گیا اس مقام میں روح ذاکر اور قلب ساجد ہوتا ہے اس مقام میں سالک کی صحبت ت ہے البتہ اس کی تربیت اور مرید کے لیے اس کی طلب درست نہیں ہے۔

ذکر قلب یہ ہے کہ حضور حق اور حضور خلق برابر نسبت سے ہوں یعنی حضور حق کے ساتھ حضور خلق اور حضور خلق کے ساتھ حضور حق جمع ہو۔

ذکر لسان، اس کے بیان کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

ذکر روح یہ ہے کہ حضور حق، کا غلبہ ہو حضور خلق پر۔

ذکر سریہ ہے کہ سالک کو سرے سے غیر حق کا حضور ہی نہ ہو اور نہ اسے کائنات کی کچھ خبر ہو ذکر خفی یہ ہے کہ روح کا وجود اس طرح چھپ جائے جیسے کائنات کا وجود سر میں مستور ہو گیا تھا اب سوائے مذکور کے کچھ باقی نہ رہے خلاصہ یہ کہ غیر پوری طرح مستور ہو جائے اس مقام پر سالک کے لئے سیر فی اللہ کی منزل ثابت ہو جاتی ہے۔

فنائے مطلق کے بعد جو در اصل فنائے ذات ہے عبد کو وجود حقانی کی خلوت عطا کی جاتی ہے چنانچہ وہ اس وجود کے ذریعے اوصاف الٰہیہ اور اخلاق ربانیہ سے مشرف ہو جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے۔

بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ۔

بندہ میرے ذریعے سنتا ہے میرے ذریعے دیکھتا ہے میرے ذریعے پکڑتا ہے میرے ذریعے چلتا ہے اور میرے ذریعے سمجھتا ہے۔

اس مقام میں فانی ذات وصفات وجود باقی کا لباس پہن لیتی ہیں اس وقت یہ ذات وصفات میدان ظہور میں خفا کے اندھیروں سے باہر ہوتی ہیں اور جذبہ حق کے تصرفات بندہ کے باطن پر چھا جاتے ہیں چنانچہ اس کے باطن سے تمام وسوسے اور برے خطرے نکل جاتے ہیں اب اس میں حق اپنی صفات کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور وہ بندہ کو اپنے نفس میں تصرف کرنے سے مکمل طور پر معطل کر دیتا ہے اس منزل میں بندہ شرعی احکام امر و نہی وغیرہ سے تجاوز کرنے (انہیں چھوڑنے) سے محفوظ ہو جاتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فنا و بقا کی منزل پر فائز ہے اور اس کا یہ حال صحیح ہے۔ شیخ ابو سعید خراز اس بارے میں فرماتے ہیں۔

كُلُّ بَاطِنٍ يُخَالِفُهُ الظُّهُوْرُ فَهُوَ بَاطِلٌ (جو باطن ظاہر کے خلاف ہے وہ باطل ہے)

فنا و بقا کے تحقق یعنی سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ جو فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے کے بعد سیر عن اللہ اور سیر باللہ کی منزل آتی ہے یہ وہ مقام ہے جہاں ان کی دعوت حق کی وجہ سے انسانی ذہن وعقل ڈگمگانے لگ جاتے ہیں اور یہ انبیاء و مرسلین میں سے خواص کا مقام ہے مقام منزل میں یہ حضرات ہر معاملے میں زاری واستغفار کرتے ہوئے حق کی طرف رجوع کرتے ہیں اس مقام میں اولیاء اللہ کو انبیائے کرام کی تابعداری اور پیروی کا حصہ ملا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ۔

تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی

آنکھیں رکھتے ہیں (یوسف:۱۰۸)

اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ ایسے ہوتا ہے جیسے نبی اپنی قوم میں اس مقام میں شیخ کی اجازت سے مرید کی طلب اور تربیت صحیح ہے اور یہی وہ منزل ہے جہاں گو سالک کا ہر فعل منسوب اس کی طرف ہے لیکن دراصل وہ اس کا ہے نہیں اس لیے کہ وہ مکمل طور پر تصرفات بشری سے فارغ ہو چکا ہوتا ہے۔ ممکن ہے یہ آیت اسی مقام کے سلسلے میں ہو۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی (الانفال:۱۷)

مرید کے باطن میں تصرف کرنا اور مرض دفع کرنا

اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ اگر کوئی شخص بیمار پڑ جائے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے اور انسان چاہتا ہو کہ وہ اسے بیماری یا گناہ سے چھٹکارا دلائے تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف انتہائی عاجزی وزاری کے ساتھ رجوع کرتے ہوئے دعا مانگے کہ اللہ اس شخص کو ان تمام چیزوں سے پاک وصاف کردے جس میں وہ مبتلا ہو گیا ہے۔

دوسرا طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو بعینہٖ وہی مریض یا معصیت کار فرض کرلے کو یا اپنے آپ کو اس کی جگہ ٹھہرائے، اپنے باطن کو اسی انداز سے مشغول رکھے اور بیماری کو دفع کرنے کی طرف کوشش کرے، اور اسی طرف اپنی ہمت کو لگائے یہ سب کچھ حضرت عزرائیل کے نزول سے پہلے ہونا چاہئے اس لیے کہ اگر وہ نازل ہو جائیں تو پھر ان کا خالی لوٹنا ممکن نہیں پھر ضرور ہے کہ اصل کا بدلہ ہو۔

اس وقت مرض کو اپنے اعضاء میں خیال کرے اور پوری ہمت کے ساتھ بیماری کے دفعہ کرنے میں متوجہ ہو۔

بیماری میں مدد کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ مرض کو دفع کرنے کے لئے پوری ہمت کے ساتھ توجہ کرے دوسری صورت یہ ہے کہ اس کی بیماری اپنی جان پر اٹھالے تیسری صورت یہ ہے کہ متفرق خطرات کو ہٹانے اور رفع کرنے پر ہمت صرف کرے مرض کو نہ چھیڑے کیونکہ بیماری میں درجات بلند ہوتے ہیں بیماری قوائے دماغیہ کے تصفیہ وتنقیہ کا باعث ہے جس وقت دماغ پاک وصاف ہو جائے گا تو قوت دماغی کے ساتھ ایک نور مطلق ہو گا جو بسیط اور محیط ہے تمام موجودات کو

ور دراصل وہی اس کائنات کا مقصود ہے خطرات اس منزل کے حصول میں مانع ہیں۔

طالب حقیقی میں تصرف کی صورت یہ ہے کہ اسے اپنے سامنے بٹھائے اور کہے کہ اپنے نفس کو تمام خطرات وخیالات سے آزاد کرلو پھر پوری باطنی توجہ کے ساتھ حجابات ظلمانی اٹھانے کی طرف متوجہ ہو اس کے بعد حجابات نورانی اٹھائے جس وقت طالب کو غیبت حاصل ہو جائے تو اس کی طرف توجہ چھوڑ دے البتہ اگر کوئی عقدہ پیش آ جائے تو وہ کھول دے۔

آنے والے احوال کے سلسلے میں جو چیز کسی کی طرف نسبت کی جاتی ہے وہ اس طرح ہے کہ جیسے کسی اجنبی کے آنے سے اچانک ایمان، نماز، روزے یا دینی علوم کی باطن میں کوئی چمک محسوس ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس سے اسلام یا دیانت یا علم دینی کی نسبت حاصل ہوئی مختصر یہ کہ اس ملاپ سے یہ معنی اور کیفیت حاصل ہوئی گویا باطن میں کسی نسبت کا وجود اس شخص کے انفاس کا مقتضی ہوتا ہے۔ اگر اس شخص کی ملاقات سے عشق ومحبت کا ظہور ہو تو کہتے ہیں اس سے نسبت جذب ظاہر ہوتی ہے۔

میت کے حال سے باخبر ہونے کے لئے یہ ہے کہ قبر کے سامنے بیٹھے اور آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص بارہ دفعہ پڑھ کر اپنے باطن کو تمام خطرات وخیالات سے خالی کرلے اس وقت جو کچھ دل پر چمکے وہ صاحب قبر کی کیفیت ہے۔

اگر مرید سے کوئی بے ادبی ہو جائے تو مرشد کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس کا حال سلب کرنے کی کوشش شروع کر دے اسے چاہئے کہ وہ باطنی توجہ کے طے شدہ طریقے کے مطابق اس کی ظلمت وکدورت دفع کرنے کی کوشش کرے یا ذکر نفی واثبات کا حکم کرے اس سے اس کی ظلمت جاتی رہے گی نفی واثبات میں اس بات کا احترام کرے کہ نفی میں تمام محدثات کی فنائیت کا تصور کرے جب کہ اثبات میں ذات معبود برحق کی بقا کو مدنظر رکھے۔

حق تعالیٰ کے آداب ظاہری وباطنی

حق تعالیٰ کے ظاہری آداب یہ ہیں کہ سالک ہمیشہ اوامر ونواہی پر قائم رہے ہمیشہ باوضو رہے ہمہ وقت استغفار میں مصروف رہے تمام امور میں احتیاط سے چلے سلف صالحین کے معمولات کا تابع اور پیروکار رہے۔

باطنی آداب یہ ہیں کہ اپنے قلب کو غیر اللہ کے خیالات وخطرات سے محفوظ کرے یہ

خیالات اچھے ہوں یا برے حجاب ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب بھی اسی طرح ضروری ہیں اولیاء اللہ کے آداب یہ ہیں کہ ان کی محفلوں میں اعتراضات اور خطرات سے دل کو بچائے ان کے حضور بلند آواز سے نہ بولے ان کے آگے نوافل نہ پڑھے البتہ اگر ان کے ساتھ پڑھے تو زیادہ بہتر ہے۔

ان کی گفتگو کے دوران نہ بولے بلکہ جب تک وہ خود کوئی بات نہ پوچھیں خاموش رہے جس بات کو وہ ناپسند کریں مرید بھی اسے پسند نہ کرے ان کے گھروں میں مال واسباب اور خرچ اخراجات کی طرف نظر نہ کرے۔

دل میں کبھی یہ خیال بھی نہ لائے کہ دوسرے مرشد کے پاس جاؤں یا اس سے فیض حاصل کروں بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ میرا مرشد ہی مجھے میرے مولیٰ تک پہنچائے گا۔ اپنے دل کا تعلق اس کے سوا کسی سے نہ جوڑے اس لیے کہ یہ بات روحانی پریشانی کا موجب ہوگی۔

حاصل کلام یہ کہ جس چیز کو انسانی طبیعت ناپسند کرے اور مکروہ جانے اس سے الگ رہے اور بچے۔ بے ادبی بالخصوص اولیاء اللہ کی بے ادبی راہ خدا میں رکاوٹ اور فیض کے حصول سے محرومی کا سبب بنتی ہے۔

سالک کے قلب ونظر میں سوائے اسم اور ذات حق کے اور کچھ نہ ہو وہ ہمیشہ باخدا رہے اور کسی غفلت کو راہ نہ دے کیا خوب کہا ہے کسی نے۔

اِذَا کُنْتَ فِی الْوَقْتِ عَنِ الْحقِّ غَافِلاً
فَاَنْتَ فِی الکفرِ لکن بخُفْیۃٍ
فَاِنْ دُمْتَ فِیْ ذی الحال صاحب غفلۃٍ
فَاِنَّکَ لِلاسلام بِجفوۃ

اگر تو وقتی طور پر حق سے غافل ہوا تو اندرونی طور پر کفر کے قریب پہنچ گیا۔ اور اگر ہمیشہ غفلت کا شکار رہا تو تو نے اپنے اور اسلام کے درمیان دیوار کھینچ دی۔

غیر اللہ کے خطرات وخیالات رنگ برنگی چیزوں اور مختلف شکلوں کے دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر قسم کی کتابوں کے مطالعہ اور خراب صحبت والے لوگوں کی صحبت سے بھی خطرات وخیالات جنم لیتے ہیں سالک کو چاہیے کہ وہ کچھ وقت ان خطرات سے بچنے کے لئے ایسے صاحب عظمت بزرگ کی صحبت میں رہے جسے جمعیت خاطر کی پوری دولت حاصل

وتا کہ اس کی برکت سے اسے حضور اور جمعیت کا ملکہ حاصل ہو، بلکہ حضور کے حصول سے رضا تسلیم کی دولت نصیب ہوتی ہے رضا و تسلیم بندگی اور عبادت کی آخری منزل ہے۔ اسلام کی تکمیل بھی تسلیم و تفویض میں ہے۔ صاحب تسلیم کے گلے میں ابلیس کی طرح اگر طوق لعنت بھی ڈال دیا جائے تو وہ اسے اللہ کا فیصلہ اور تقدیر سمجھتے ہوئے راضی ہوتا ہے جیسے وہ ایمان اور اسلام سے راضی ہوتا ہے اس لیے کہ طالب صادق اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی ہوتا ہے اس کا نفس کچھ نہیں کرتا اگر طالب کو کوئی ناپسندیدہ امر پیش آئے اور وہ اپنے اندر فرق محسوس کرے تو وہ بندۂ نفس ہے اور اگر وہ کوئی فرق محسوس نہ کرے تو بندۂ حق ہے ہر امر کا بنیاد اور اساس یہی ہے۔

پس اے سالک تجھے چاہیے کہ تو ہمیشہ اس کا بندہ ہو جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ رب ہے اگر سالک کو مدح و ذم میں فرق پڑتا ہے تو میں قسم سے عرض کرتا ہوں کہ وہ دل کے بتوں کا پجاری ہے یہاں عوام و خواص کے تمام اسرار و رموز کا بیان کر دیا گیا ہے اللہ ہی مدد و توفیق عطا کرنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ لھم بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

باب ۴:

مکتوبات مشائخ نقشبندیہ

کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن احمد سرہندی کے طریقۂ احمدیہ کے اشغال کے سلسلے میں نہایت عمدہ مکاتیب ہیں ان میں سے تین خطوط والد بزرگوار کی طرف بھجوائے گئے تھے ان میں ہر خط کے آخر میں انہوں نے اپنے قلم سے لکھا ہے کہ "مخدوم عرفان پناہ! خاکسار کے تینوں خطوط مطالعہ گرامی سے مشرف فرمائیں، انا الفقیر عبد الاحد عفی اللہ عنہ" یہ مکاتیب اس رسالے میں بعینہٖ نقل کیے جاتے ہیں۔

مکتوب اول شیخ عبدالاحد

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی کل حال

خدا پرست، ہمشیرہ عزیزہ نے لطائف انسانی کے بارے میں پوچھا ہے سو واضح رہے کہ پانچ لطائف انسانی یہ ہیں قلب، روح، سر، خفی، اخفی، یہ عالم امر سے ہیں ان کا مقام فوق العرش ہے اسے لامکان اور عالم ارواح بھی کہتے ہیں حق تعالیٰ جل شانہٗ نے کمال قدرت سے ان لطائف کو انسانی بدن سے عشق و تعلق کے ذریعے جوڑ کر مناسب مقامات میں انسانی جسم کے اندر ودیعت فرمادیا ہے قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستان کے نیچے جگہ دی روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اس کے مقابل دائیں جانب رکھا، اخفی جو لطیف اور احسن لطائف ہے اسے سینہ کے عین درمیان، سر کو قلب اور اخفی کے درمیان اور خفی کو روح اور اخفی کے درمیان ودیعت فرمایا ان میں سے ہر لطیفے کی ولایت ایک نہ ایک اولوالعزم پیغمبر کے زیر قدم ہے چنانچہ ولایت قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے ولایت روح حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے ولایت سر حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ ولایت خفی حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور ولایت اخفی حضرت خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے زیر قدم ہے۔

واضح رہے کہ اولیاء اللہ کے قدموں میں تفاوت انہیں لطیفوں کی راہ سے ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہیں ان کی ولایت ولایت قلب ہے اور وہ پانچ درجوں سے ولایت کے ایک درجہ کے صاحب استعداد ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے ان کی ولایت ولایت روح ہے اور اسے درجات خمسہ میں سے دو درجوں کی خصوصی استعداد اور درجہ حاصل ہے اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اس کی ولایت ولایت سر ہے وہ پانچ درجوں میں سے ولایت کے تین درجوں کی استعداد رکھتا ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے ان کی ولایت ولایت اخفی ہے اور ان سب درجات کی اعلیٰ اعظم اور احسن ولایت ہے اس ولایت کے صاحب کو پانچوں درجات کی ولایت کی قابلیت اور اہلیت حاصل ہے۔

خیال رہے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں میں جو تفاوت ہے وہ اس راہ سے نہیں بلکہ وہ نبوت کی راہ سے ہے چنانچہ ان میں سے جو اس راستے میں آگے ہوا وہ دوسرے سے افضل ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مقام نبوت میں پیش قدم ہیں اس لیے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں گو مقام ولایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ اگر مرشد و مربی صادق المشرب ہے تو ہو سکتا ہے کہ جس راہ سے اس نے خود یہ منازل طے کی ہے اپنے طالب کو بھی اس راہ سے چلا کر ولایت محمدی کے کمالات تک پہنچا دے، چاہے مرید کی استعداد انتہائی کمتر کیوں نہ ہو۔

یہ موضوع حد سے زیادہ طویل ہے اسے کسی دوسرے موقع پر چھوڑتے ہوئے معذرت خواہ ہوں۔

آپ نے انوار و لطائف کے رنگ پوچھے تھے خیال رہے کہ ہر شخص نے اپنے اپنے کشف اور نظر کے مطابق کہا اور لکھا ہے۔ پھر اسی پر واقعات کی تعبیر اور معاملات کی تشریح فرمائی گئی ہے میں نے اپنے حضرت عالی درجات سے جو کچھ سمجھا ہے اسے لکھتا ہوں۔

جاننا چاہئے کہ قلب کا نور زرد روح کا نور سرخ سر کا نور سفید خفی کا نور سیاہ، اور اخفی کا نور سبز ہے۔

آپ نے نفس کی حقیقت و ماہیت دریافت کی تھی۔ نفس خبیثہ کا تعلق عالم خلق سے ہے اس کا محل دماغ ہے اور وہ بالذات شرارت و خباثت سے متصف ہے البتہ اس نے اپنے آپ کو لطائف کی طرح لطیفہ نفسیہ بنا کر ظاہر کر رکھا ہے اس نے غلبہ و دانائی کا نعرہ لگا کر تمام اجزاء و لطائف پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے اور شیطان کے مکر و فریب کے ساتھ مل کر تمام لطائف و اجزاء کو بری عادات و خصائل سے داغدار کر دیا ہے انہیں بارگاہ خداوندی کی طرف توجہ کرنے سے محروم کر کے ہمیشہ کے لئے نقصان میں مبتلا کر دیا ہے۔

البتہ کرم ایزدی اور عنایت ازلی نے جس کی دستگیری کی اس نے بر وقت اس کی شرارت و خباثت پر مطلع ہو کر اس کی شرارتوں اور سازشوں سے منہ موڑتے ہوئے بارگاہ قدس کی طرف اپنا رخ پھیرا اور ابدی سعادت سے شاد کام ہوا۔

جب نفس پاک و صاف ہو جاتا ہے اور اپنے اوصاف و رذائل سے باہر نکل آتا ہے تو اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے ولایت کے مرتبہ عظیم، قرب، مشاہدہ اور مقام رضا سے مشرف ہوتا ہے اور اسے تمام انسانی لطائف پر فوقیت حاصل ہو جاتی ہے اس وقت اس کی سیر سب سے بلند ہوتی ہے اس حصول کمال کے بعد اسے تخت صدارت پر متمکن کیا جاتا ہے اور اسے تمام لطائف کی حکومت و فرمانروائی عطا کی جاتی ہے۔

یہ عجیب راز ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ بری اور خبیث ہے پاک اور منور ہونے کے بعد

وہی سب سے بہتر اور برتر ہو جاتی ہے۔

اُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

خِيَارُكُمْ فِى الْجَاهِلِيَةِ خِيَارُكم فِىْ الِاسْلَامِ جو دورِ جاہلیت میں اچھے تھے و

اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب دوم شیخ عبدالاحد

بسم اللہ الرحمن الرحیم، والحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطف

واضح ہو کہ جب سالک اپنی ہستی اور خود پرستی کے حجاب سے نکل آتا ہے اور اس کے باط

کی آنکھ معرفت کے سرمے سے سرمگیں ہو جاتی ہے تو لازماً وہ نشانیاں اور کرامات جو چشم بصیرت

کی نگاہ میں اس کے نفس میں امانت رکھی گئی ہوتی ہیں جیسا کہ وَفِىٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَ

تُبْصِرُوْنَ۔ یعنی تمہارے اندر بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں انہیں کیوں نہیں دیکھتے ہو، می

ارشاد ہے ملاحظہ کرتا اور دیکھتا ہے اس کے بعد مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

مطابق اسے بارگاہ قدس میں باریابی حاصل ہوتی ہے اس وقت وہ ان حقائق اور نشانیوں

مشاہدہ کرتا ہے۔ اور گوش ہوش سے ان کی آواز سنتا ہے جو قلب انسانی میں ودیعت کی گئی ہیں

واضح رہے کہ انسان جسے عالم صغیر کہا جاتا ہے دس اجزا سے مرکب ہے ان اجزاء

جڑیں عالم کبیر میں ہیں عالم کبیر سے مراد مجموعہ کائنات ہے یعنی عالم خلق ہو یا عالم امر۔ ان د

اجزاء میں سے پانچ کا تعلق عالم خلق سے ہے ایک نفس اور چار عناصر اربعہ اور پانچ کا تعلق عا

امر سے ہے جس طرح عناصر اربعہ کی جڑیں عالم خلق میں ہیں اسی طرح لطائف خمسہ مذکور

جڑیں بھی عالم امر میں ہیں جو فوق العرش ہے اور لامکان کے نام سے مشہور و معروف ہے عر

مجید کے اوپر اور نیچے ایک جز قلب ہے، اسی لیے قلب کو عالم خلق و امر کے درمیان برزخ قر

دیا گیا ہے عالم خلق کی انتہا عرش مجید ہے کیونکہ عرش مجید عالم خلق کا آخری مقام ہے اور اس

رخ عالم امر کی طرف ہے اسے برزخ بھی کہتے ہیں قلب کی جڑ کا اوپر والا حصہ روح کی جڑ

روح کا اوپر والا حصہ سر کی بنیاد سر کا اوپر والا خفی کی جڑ اور خفی کا اوپر والا حصہ اخفی کی بنیاد ہے۔

جس وقت اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انسان کو اپنی حکمت بالغہ کے مقتضی کے مطابق اس طر

ئے تو اس نے اسے قالب میں ڈھالنے کے بعد لطائف بنایا لطائف خمسہ کو فوق
عرش سے اتار کران میں سے ہر ایک کو انسانی جسم کے ساتھ تعلق اور تعشق کے رشتے میں جوڑا
ر پھران میں سے ہر ایک کو مناسب مقامات پر متمکن کیا۔

لطیفہ قلب کو اس نے اس گوشت کے لوتھڑے میں جگہ دی جو بائیں پستان کے نیچے ہے
را سے قلب صنوبری کہتے ہیں صنوبری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ صنوبر کے پھل کی مانند ہے جو الٹا
وا ہو، اس لطیفہ کی اصل بنیاد یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی صفت اضافی ہے اور اسے فعل اور تکوین کہا
تا ہے اس کا کمال یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کے فعل میں فانی اور نیست ہو جائے اور اسی فعل سے
تا پائے۔ اس وقت سالک اپنے آپ کو مسلوب الفعل پائے گا اور اپنے افعال کی نسبت صحیح طور
حق تعالیٰ سے کرے گا۔ فنائے قلب اور تجلی فعلی بھی اسی کو کہتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ
سے غیر سے کوئی علمی اور حسی تعلق نہ رہے یعنی ماسویٰ کو بالکل فراموش کر دے یہاں تک کہ اگر
برسوں تکلف کرے تو بھی ایک لحہ کے لیے ماسویٰ کو یاد نہ کر سکے یہاں اس کا علم ختم ہو جاتا ہے
چیزوں کی محبت رخصت ہو جاتی ہے دنیوی چیزوں سے محبت تو پہلے پہل مٹ جاتی ہے چنانچہ
جب سالک فنائے قلب کے اعزاز سے مشرف ہو جاتا ہے تو وہ اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل
ہو جاتا ہے فنائے قلب کا مقام اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک سالک فرش سے عرش
اور عرش سے عالم امر تک کے تمام دائرہ امکان کو طے نہ کرے اور اسی طرح جب تک وہ یہ
مراتب عشرہ زہد، صبر، توکل، رضا، تسلیم، قناعت، لوگوں سے ناامیدی (یاس)، فقر، فراغ، اور
ریاضت حاصل نہ کرے جیسا کہ مشائخ صوفیاء نے فرمایا ہے۔

قلب کے نور کو زرد کہا گیا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام۔ کے زیر
قدم ہے اور جو آدمی المشرب (حضرت آدم کے مشرب پر) ہے، بارگاہ قدس کی طرف اس کا
وصول اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا البتہ یہ وصول زبردست اور پیر کامل کی کشش سے ہوگا اس لطیفے
کے صاحب کے لئے ایک درجے کے حصول کی استعداد ولایت کے پانچوں درجوں میں سے
ہوگی مگر کسی صاحب ہمت کی ہمت سے۔

لطیفہ روح جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اسے درحق سے زیادہ مناسبت تھی اس لیے اسے
سینے میں دائیں جانب زیر پستان جگہ دی گئی اس لطیفہ کی اصل بنیاد صفات ثبوتیہ حق ہیں یہ فعل
کے مقابلے میں حضرت ذات کی طرف ایک قدم نزدیک تر ہے۔ سالک اس لطیفہ فنا کے جو تجلی

صفاتی کے ساتھ منسلک ہے کے ذریعے حصول فنا کے بعد اپنی صفات اپنے آپ سے مسلوب پاتا ہے بلکہ اسے حضرت قدس سے منسوب کر دیتا ہے، اس لطیفہ کے نور کو سرخ کہا گیا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے ابراہیم المشرب سالک کی بارگاہ قدس کی طرف سیر اسی لطیفے کے ذریعے ہوتی ہے۔

مراتب قلب طے کرنے کے بعد اس مشرب والے سالک کو ولایت کے پنجگانہ درجات میں سے دو درجوں کے حصول کی استعداد نصیب ہوگی یہ اور بات ہے کہ کوئی صاحب عزیمت اسے زبردستی اوپر کھینچ لے۔

چونکہ سر، روح سے بہت زیادہ لطیف ہے اس لیے اسے وسط سینہ میں قلب کی جانب جگہ دی، اس لطیفہ کی اصل شیونات ذاتیہ ہیں یہ صفات کے مقابلے میں حضرت ذات سے ایک قدم نزدیک تر ہے اس لطیفہ کی فنا کا حصول شیونات کی تجلی سے واسطہ رکھتا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے موسوی المشرب کے لیے بارگاہ قدس کا وصول اسی لطیفے کی راہ سے ہوگا مگر پہلے لطیفوں کو طے کرنے کے بعد، اس مرتبے والے کو ولایت کے پنجگانہ مراتب میں سے تین مرتبوں کے حصول کی استعداد عطا ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی اونچے مرتبے کا بزرگ زبردستی اوپر کھینچ لے اس لطیفے کے نور کو سفید رنگ عطا کیا گیا ہے۔

لطیفہ خفی کو جو سر سے زیادہ لطیف ہے روح اور وسط کے درمیان جگہ دی گئی ہے اس لطیفہ کی اصل بنیاد تنزیہہ کی صفات سلبیہ ہیں جو شیونات ذاتیہ کے اوپر ہیں اس لطیفے کی فنا کا حصول اس صفت کا وصول ہے اس لطیفے کے نور کو نور سیاہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے جو سالک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہو اسے جناب قدس تک رسائی اس لطیفہ سے ہوگی البتہ یہ سابقہ لطائف طے کرنے کے بعد میسر آسکے گی ہاں یہ الگ بات ہے کوئی صاحب عزیمت اسے یک دم ساری منزلیں طے کرا دے اس مشرب کے حامل کو ولایت کے مراتب پنجگانہ سے چار مراتب کے حصول کی استعداد ملتی ہے۔

لطیفہ اخفیٰ عالم امر کے تمام لطائف سے زیادہ لطیف، زیادہ نازک اور زیادہ حسین وجمیل ہے اور حضرت اطلاق کے بہت زیادہ قریب ہے اسے سینہ کے وسط حقیقی میں ودیعت کیا گیا ہے یہ جگہ مرکز ہے اور اسے حضرت جمال سے بہت زیادہ مناسبت حاصل ہے اس لطیفے کی اصل

برزخ کی طرح تنزیہہ اور احدیت مجردہ کے درمیان ایک مرتبہ ہے اس لطیفے کی فنا خود اسی
مقدسہ کے ساتھ وابستہ ہے اس لطیفہ نفسیہ کا نور سبز بیان کیا گیا ہے، اس لطیفہ کی ولایت
رت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے اس مرتبے والے کو بالذات ولایت کے
م مراتب پنجگانہ کے حصول کی استعداد حاصل ہوتی ہے۔
میں نے حضرت قطب الاقطاب سلمہ ربہ کی زبان الہام ترجمان سے سنا ہے کہ ایک دفعہ
رت مجدد الف ثانی نے گوہر افشانی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں
ھنے سے فنائے خفی حاصل ہوتی ہے۔
خیال رہے کہ عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج ولایت کبریٰ کے دائرہ اولیٰ تک ہے جو
دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے جب حال اس دائرہ سے ترقی کرے اور دائرہ اصل اور
صل الاصل میں پہنچے تو معاملہ نفس سے پڑے گا اب نفس فنائے اتم کے حصول بقائے اکمل
یافت کی حقانیت اسلام کی شرح صدر اور حصول طمانیت کے مقامات سے ترقی کرتا ہوا مقام
سے مشرف ہوگا، اس کے بعد جب ولایت میں سیر ہوگی تو تین عناصر سے واسطہ پڑے گا
ناری، آبی، اور ہوائی۔ اگر فضل خداوندی ان سے بھی ترقی عطا کردے تو کمالات، نبوت
سیر واقع ہوگی اور معاملہ اجزائے ارضی سے پڑے گا اگر یہاں سے بھی ترقی نصیب ہو خواہ
کمالات رسالت میں ہو، خواہ حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ
اس وقت معاملہ اس ہیئت وجدانی سے پڑے گا جو عالم امر و خلق کے اجزائے عشرہ پر مشتمل
یہ معاملہ ہر ایک جز میں الگ الگ کمالات حاصل ہونے کے بعد پیش آئے گا اس کے بعد
منزل آئے گی۔ وہ ہماری آپ کی عقل و فہم سے بہت بلند اور برتر ہے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ محض اپنی عنایت بے نہایت سے پوری طرح ان کمالات سے بہرہ ور
ائے اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا بے حد وحساب شکر اور کرم ہے کہ اس
ے عالی مرتبت مشائخ کے طفیل تمام ذکر کردہ مراتب اور کچھ ایسے مقامات جنہیں ان مقامات
ے وہی نسبت ہے، جو آسمان کو زمین سے ہے۔ بقدر استعداد بلکہ استعداد سے بھی زیادہ
یت فرمائے۔
اور اس نے اس ذرہ بے مقدار کو خاک مذلت سے اٹھا کر ہم دوش آفتاب بنا دیا ہے اگر
ما اس منزلت کا شکر ہزار سال تک سو ہزار زبان سے ادا کروں تو ہزار میں سے ایک نعمت کا بھی

شکر ادا نہ کرسکوں پس حمد اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہے جو اس کی شان کے لائق اور مناسب ہے او
سلام ہو اس کے رسول اور آپ کی آل واصحاب پر جو زہد وتقویٰ کے پیکر ہیں ہر چند ایسی بات
بظاہر فخر ومباہات کے ذیل میں آتی ہے تاہم یہ اظہار النعمتہ من الشکر نعمت کا اظہار خ
شکر ہے کی صورت ہے خصوصاً ایسے مخلص احباب کے لیے جو ایسے احوال ومقامات کے محرم ا
مشتاق ہیں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِ
الْاُمِّيِ الْعَرَبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

مکتوب سوم شیخ عبدالاحد

بسم الله الرحمن الرحیم، الحمد لله والسلام علی عباده الذین اصطفی
اخی فی اللہ شیخ محمد کبیر کے خیال میں رہے کہ قرب نوافل سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے آ
کو فاعل اور حق کو اپنے اعضاء سمجھے چنانچہ بی يَسْمَعُ و بی يُبْصِرُ میں اسی کی طرف اشارہ
فرائض یہ ہیں کہ سالک اپنے آپ کو اعضاء اور حق کو فاعل سمجھے جیسے اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَ
عُمَرَ میں اشارہ کیا گیا ہے یہ قرب وجود سالک کو فنا کا فائدہ دیتا ہے بخلاف پہلے قرب کے، دو
قربوں میں جمع کی صورت یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو درمیان میں کچھ نہ پائے نہ فاعل نہ ا
کسی اہل دل نے اس مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا عمدہ بات کہی ہے۔

عشق است درمیانہ برما نہد بہانہ

اور آیت کریمہ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى میں تینوں مقامات
طرف اجمالی اشارہ ہے ما رمیت فرائض ہے اذ رمیت کنایہ ہے قرب نوافل سے اور ولکن
رمی سے جمع بین القربین میں منزل کا بیان مقصود ہے۔
سلام ہو ان پر جو ہدایت کے پیروکار ہیں اور جنہوں نے متابعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و
اپنا مقصد حیات بنالیا ہے۔

شیخ عبدالاحد کے تینوں مکاتیب مکمل ہوئے آخر میں آپ نے اپنے قلم سے یہ فائد
فرمایا ہے کہ "مشائخ کرام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ابتدائی سالک کو پہلے ذکر قلبی کی ریا
کراتے ہیں تاکہ اس میں جوہر اور ملک پیدا ہو جائے اس کے بعد ذکر روح اور پھر اس

خفی کراتے ہیں اس کے بعد ذکر نفس کی باری آتی ہے۔ اس کی جگہ دماغ ہے اس کے بعد اگر وہ مناسب سمجھیں ذکر سر اور خفی کی منزلیں طے کراتے ہیں۔

اس کے بعد وہ ذکر تمام اعضا میں جاری کرتے ہیں تاکہ ملکہ ہو اور سلطان ذکر یعنی ذکر کا غلبہ ہو جائے عموماً ذکر قلب ذکر روح اور ذکر اخفی کو کافی سمجھتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ذکر قلب کا جوہر بن جائے اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ صرف ذکر قلب کرنے سے سلطان ذکر حاصل ہو جاتا ہے اور تمام اجزاء و اعضاء میں ذکر سرایت کر جاتا ہے خلاصہ یہ کہ مبتدی سالک کی استعداد کے مطابق اسے ریاضت کرانی چاہیئے والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ ملا محمد دلیل نے ذکر کیا ہے کہ خانوادہ احمدیہ کے ایک بزرگ نے امیر موسیٰ بھٹی کوٹی کو یہ خط لکھا تھا جسے انہوں نے بہت پسند کیا اور اپنے یاران طریقت کو اس کی نقلیں محفوظ کر لینے کی ہدایات فرمائیں وہ خط یہ ہے۔

مکتوب شیخ محمد ہادی

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ ولایت پناہ ہدایت دستگاہ، سیادت مرتبت نجابت منزلت میر محمد موسیٰ سلمہٗ ربہ فقیر حقیر محمد ہادی عفی اللہ عنہ کی طرف سے سلام دوستانہ وتحیت مخلصانہ قبول فرمائیں اور اسے سلامتی خاتمہ اور دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا دعا طلب سمجھیں، میں بہت زیادہ جسمانی کمزوری کی وجہ سے تعمیل ارشاد نہ کر سکا اب قدرے افاقہ ہوا ہے تو عرض کرتا ہوں کہ جب طالب صادق شیخ کامل و مکمل کے سامنے پیش ہو تو شیخ پہلے پہل اسے ذکر قلب کا حکم دے قلب کا ٹھکانہ بائیں جانب ہے اس کا ملکہ ہو جائے تو اسے ذکر روح کی رہنمائی کرے جو اس کی دائیں جانب ہے جب اس ذکر کا بھی ملکہ ہو جائے تو سالک کو ذکر سر کی مشق کرائے سر دل سے دائیں طرف متصل ہے اس کا ملکہ ہو جائے تو طالب کو ذکر خفی کی ریاضت کرائے اس کا مقام روح کی بائیں طرف ہے جب اس کا بھی ملکہ ہو جائے تو اسے ذکر اخفی کی تلقین کرے یہ سب کے درمیان وسط سینہ میں ہے جو ہر اخفی عالم امر کے تمام جواہر میں سب سے اعلیٰ جوہر ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

جب اخفی بھی ذاکر ہو جائے تو سالک کو ذکر نفس کی رہنمائی کرے نفس کا مقام دماغ ہے جس وقت یہ لطائف ستہ ذکر سے آراستہ ہو جائیں تو اب اسے طریق معلوم کے مطابق ذکر نفی واثبات

کی تلقین کرے جب اسے (ایک سانس میں) اکیس تک پہنچا لے تو اس کا نصاب مکمل ہو گیا۔

اب اسے فنائے قلب کا درجہ حاصل ہو گیا جو ایوان ولایت کا پہلا قدم ہے فنائے قلب ان افعال کی تجلی کا نتیجہ ہے جو اس کی بنیاد ہیں اس لیے کہ قلب افعال الٰہی ہے اس ولایت کے مربی حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام ہیں اس کے بعد بقاء قلب ہے جو افعال الٰہی کا مختصر ظہور ہے فنا اور بقاء کے سلسلے میں ہر سائے کو اپنے اصل سے واسطہ ہوتا ہے اس کے بعد فنائے روح کی منزل آتی ہے اور بقائے روح کا واسطہ اپنے اصل سے ہوتا ہے اس کی اصل صفات حق ہیں اور ولایت نوحی اور ولایت ابراہیمی کی صفات ہیں۔

یہ دونوں ولایتیں روح اور اس کی اصل یعنی صفات سے متعلق ہیں البتہ ان کی حیثیتیں مختلف ہیں ولایت ابراہیمی تفصیلی ہے جب کہ ولایت نوحی اجمالی۔ اس کے بعد سر کا مسئلہ پیش آتا ہے اس کی اصل فنا وبقا ہے جو ایزدی شیون ہے ہماری اصطلاح میں شیون سے مراد وہ عبارات ہیں جو ذات حضرت تعالیٰ میں اس طرح شامل ہیں کہ ذات پر کوئی معنی زائد نہ ہوں اور صفات یہ ہیں کہ ذات سبحانہ وتعالیٰ پر یہ معنی زائد اور خارج میں موجود ہوں ولایت سر ولایت موسوی علی نبینا وعلیہ السلام ہے اس کے بعد خفی کی منزل آتی ہے اس کی اصل فنا ہے یہ تقدیس وتنزیہ سبحانیہ کا مقام ہے یہ ولایت ولایت عیسوی علی نبینا وعلیہ السلام ہے اس کے بعد اخفی ہے اس کی فنا وبقاء، اس کی اصل ہے اور یہ شان اسماء وصفات، شیون واشارات اور تنزیہات وتقدیسات کی جامع ہے یہ ولایت محمدی علی صاحبہا الف الف صلوات والسلام اس ولایت کا مربی حقیقت الحقائق، اقرب الولایات ان کا جامع ان کا اعلیٰ اور ان کا اشرف وافضل ہے اور یہ ولایت خمسہ کا مستحق ہے۔

اس کے بعد نفس کا معاملہ پیش آتا ہے اس کی فنا اتم اور اس کی بقا کامل ہے اس کے بعد معاملہ ان کی بنیادوں اور پھر ان کی بنیادوں سے پیش آتا ہے یہاں تک کہ سالک ذات باری تعالیٰ تک جا پہنچتا ہے یہاں ترقی فنا سے نہیں بلکہ ایک اور چیز سے ہوتی ہے یہ اپنی جگہ بیان ہوگی والسلام مع الاکرام۔

سلسلۂ احسنیہ

کاتب الحروف عرض کرتا ہے طریقہ احمدیہ کا سلوک مجموعی طور پر ان مکاتیب میں ظاہر ہو گیا

ہے اب قدرے طریقہ احسنیہ کے سلوک کے انداز تربیت کا ذکر کیا جاتا ہے طریقہ احسنیہ شیخ آدم بنوری کی طرف منسوب ہے اس طریقے کی وضاحت شیخ عبدالنبی شام چوراسی والوں کے ایک مکتوب میں وضاحت سے آگئی ہے آپ اپنے دور میں طریقہ احسنیہ کے مقتدیٰ تھے اور اس سلسلے کے تمام لوگوں کو عام ہوں یا خاص آپ کی طرف خصوصی توجہ تھی تمام اہل سلسلہ اس پر متفق ہیں کہ شیخ عبدالنبی کو اس سلسلے کے ضمن میں سالکوں کی تربیت و تعلیم کا خصوصی ملکہ حاصل تھا۔

ایک بزرگ صالح نے مکہ معظمہ میں بتایا کہ یہ شیخ عبدالنبی کا مکتوب گرامی ہے اور آپ کی تعلیم و تربیت اور سلوک کے سارے کام کی بنیاد اسی پر تھی چنانچہ میں نے ان سے نقل کرلیا مکتوب گرامی یہ ہے۔

مکتوب شیخ عبدالنبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصاً علی نبیہ محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین

اللہ تمہیں رشد وہدایت کی روشنی عطا کرے اچھی طرح جان لو کہ ہرگاہ کہ سلسلہ نقشبندیہ میں طریقہ احسنیہ وصول الی اللہ کا قریب ترین راستہ ہے۔ اور سالکوں کو اس کی تفصیل وتشریح کی ضرورت رہتی ہے اجمالی طور پر ان سطور میں اس طریقے کی وضاحت کرتا ہوں۔

جس وقت کوئی طالب توفیق الٰہی سے اس سلسلے کے کسی بزرگ سے متوسل ہوتا ہے تو وہ پہلے پہل اس سے استخارہ کراتے ہیں استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد سونے کا وقت یعنی دنیا کا ذکر ختم ہوجائے اس وقت سالک تازہ وضو کرے اور انتہائی صدق دل کے ساتھ ایک سو ایک دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھے نیت یہ رکھے کہ مجھ سے جس قدر بدنی اور روحی غلطیاں اور لغزشیں ہوئی ہیں میں سب سے توبہ کرکے نئے سرے سے مسلمان ہوتا ہوں پھر اٹھ کر دو رکعت نماز استخارہ پڑھے اور نیت یہ رکھے کہ حق تعالیٰ مجھے اپنے پیر کی رضامندی کے واسطے سے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پر قائم ودائم رکھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یاایھا الکافرون ایک بار پڑھے اور انتہائی خشوع کے ساتھ اپنے آپ کو حاضر کرکے گریہ وزاری کرے نماز کے بعد ایک سو دفعہ درود شریف اور ایک سو دفعہ کلمہ

شریف اور ایک سو دفعہ کلمہ تمجید پڑھے اور پھر ہاتھ اٹھا کر انتہائی عاجزی وزاری کے ساتھ دعا مانگے نیند غلبہ کرے تو وہیں زمین پر سو رہے البتہ اگر زمین پر سونے سے کوئی معذوری ہے تو اسے اختیار ہے خواب میں جو بشارت ہو وہ اپنے پیر سے بیان کرے اگر پہلے روز کوئی بشارت نہ ہو تو تین دن برابر استخارہ کرتا رہے یا یہ کہ استخارہ کے بعد اپنے قلب پر نظر کرے اگر استخارہ کے بعد بھی اپنے قلب کو اسی طرح مضبوط پائے جیسے استخارہ سے پہلے تھا تو یہی بشارت ہے۔

مرشد کو چاہیے کہ وہ سالک کو خلوت میں اسم اللہ کے ذکر کی تعلیم دے جو اسم ذاتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگائے نظر خیالی قلب صنوبری پر ڈالے اور نظر ظاہری بند کرے۔ قلب صنوبری کا مقام بائیں پستان کے دو انگشت نیچے ہے اور یقین کرے کہ اس کا لطیف نورانی لوتھڑا جسے قلب کہا جاتا ہے یہاں امانت رکھا گیا ہے اپنی توجہ اس مضغہ کی طرف کرے اور اسم اللہ اس لوتھڑے کے باطن سے اس طرح کہلوائے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اور حتی المقدور اٹھتے بیٹھتے یہ صورت اور طریقہ نہ چھوڑے۔

اس کے بعد مرشد کو چاہیے کہ وہ خود مرید کے قلب کی طرف متوجہ ہو توجہ کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ہمت (روحانی توجہ) مرید کے قلب کی طرف لگائے اور اپنے قلب کا منہ مرید کے قلب کے منہ پر فرض کرے اور اپنے دل میں کوئی اور خطرہ نہ آنے دے اس کے بعد انتہائی خشوع سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے التجا کرے کہ ذکر کا نور سالک کے دل میں قوت پیدا کرے اور جذبہ قلبی اور ہمت باطنی سے مرید کے قلب کو اپنی طرف کھینچے کم وبیش ایک خاص وقت تک اسی طرح مرید کے حال پر متوجہ رہے اور اپنے مشائخ سلسلہ کی ارواح کو اپنے شامل حال سمجھے اور اس وقت اور آئندہ بھی اس تصرف کو انہیں کی امداد جانے۔

اب مرید سے پوچھے اگر وہ اچھی طرح سمجھ گیا ہے اور اسے سکون آ گیا ہے۔ تو فاتحہ پڑھے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے بیعت کرے اور خدا کے حوالے کر دے البتہ اسے بتا دے کہ یہ سلسلۂ نقشبندیہ میں طریقۂ احسنیہ ہے اور اس کی نسبت حضرت خلیفۂ زماں حضرت سیدی شیخ آدم بنوری قدس اللہ سرہٗ العزیز کی طرف ہے۔

جس وقت مرید اسم ذات کے ذکر میں لذت حاصل کر لے تو اسے مشہور طریقے کے مطابق نفی واثبات کی تعلیم دے اور اسے اکیس تک پہنچائے جس وقت وہ اپنے دل میں اس کا اثر پائے تو شکر حق ادا کرے اور لطیفہ روحی کے ذکر کی تعلیم کی طرف توجہ کرے اس کی جگہ دائیں

پستان کے نیچے ہے لطیفہ روحی کے نور کو سفید یعنی ایک سفید گھر کی طرح تصور کرے اور ذکر اسم ذات جیسا کہ لطیفہ قلبی میں لکھا گیا ہے انتہائی خشوع کے ساتھ کرتا رہے اور یہ سبق ہر وقت دہراتا رہے یہاں تک کہ یہاں بھی ذکر قلبی والی جمعیت ولذت حاصل کرے۔

بعض دفعہ سالک کو ان دو لطائف میں تجلیات ظاہر ہوتی ہیں مگر سالک کو چاہئے کہ وہ امکانی حد تک ان تجلیات سے مغلوب نہ ہو بلکہ نظر قلبی سے حق تعالیٰ کی تنزیہ کا یقین کرے۔

اس کے بعد لطیفہ سر کی تعلیم حاصل کرے اس لطیفہ کی اصلی جگہ دونوں پستانوں کے درمیان وسط سینہ ہے سالک کو حکم دے کہ وہ اسم ذات کا اسی طرح ذکر کرتا رہے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے بلکہ ہر وقت اپنے آپ کو ذکر کے لیے وقف کر دے یہاں تک کہ اسے ذکر میں خوب لذت اور جمعیت پیدا ہو جائے اس کے بعد اسی طور لطیفہ خفی کی تعلیم حاصل کرے اس لطیفہ کا خاص مقام پیشانی ہے چنانچہ اس مقام سے مذکورہ طریقے کے مطابق اسم ذات کہلوائے۔

اس لطیفہ میں جمعیت حاصل کرنے کے بعد لطیفہ اخفی کی تعلیم حاصل کرے اس لطیفہ کا مقام سر کے اوپر تالو میں ہے ذکر کردہ طریقے کے مطابق اسم ذات کی اس قدر مشق کرے کہ اس میں لذت محسوس کرے اس حدیث قدسی میں اسی کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا۔

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ لَمُضْغَةٌ وَفِی الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فَوَادٌ وَ فِی الْفَوَادُ سِرٌّ وَفِیْ سِرٍّ خَفِیٌّ وَفِیْ خَفِیٍّ اَخْفٰی وَفِیْ اَخْفٰی اَنَا۔

بلاشبہ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے لوتھڑے میں قلب ہے قلب میں دل ہے دل میں سر ہے سر میں خفی ہے خفی میں اخفی ہے اور اخفی میں میں ہوں۔

میرے عزیز! اصطلاح صوفیا میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں جب مسلسل ذکر سے یہ سیر مکمل ہو جائے اور سالک کو اپنی استعداد کے مطابق اس سیر کی اجمال یا تفصیل حاصل ہو جائے تو اب اسے لطیفہ قلبی پر لانا چاہئے اور اسم کی یادداشت کی تعلیم دینا چاہئے اس لیے کہ اس سے پہلے اسی تکرار نہ تھی۔ اسی یادداشت کا طریقہ یہ ہے کہ اسم اللہ کو اندرون قلب جو خالص نور ہے سے کہے تکرار کا ارادہ نہ کرے بلکہ اسم اللہ پر تانبے کے برتن کی مانند آواز سے مد دراز کھینچے اور اسی ایک آواز کو محفوظ کرے اسے قطع نہ ہونے دے اگر اس میں خلل واقع ہو تو نئے سرے سے شروع کرے۔

یادداشت اسی کی تقویت کے لیے دراز مد کے ساتھ نفی واثبات بھی کرتے ہیں وہ حبس دم

کے ساتھ ہو یا بغیر حبس دم کے۔

جس وقت یہ نسبت ایسی تقویت حاصل کرلے کہ اپنے قلب یا تمام لطائف بلکہ تمام بدن میں کمال نورانیت کے ساتھ یہ آواز یکساں پائے تو ذکر لطائف جو جسم کے واسطے سے تھا مکمل ہو گیا۔

اب ذکر لطائف کے سلسلے میں بغیر الفاظ کو لائے کوشش کرنی چاہیے اور یادداشت اس کے بعد یادداشت مسمی کی تعلیم دینی چاہیے قلب کی جائے مخصوص کو نظر میں رکھتے ہوئے لطیفہ کے اندر جو ایک اندرونی امر ہے ایمان خالص کی نگاہ ڈالتے ہوئے حق سبحانہ وتعالیٰ کو حاضر اور بے پردہ یقین کرے مگر یہ کسی کیفیت اور جہت کو ذہن میں لائے بغیر ہو اس وقت سالک جہات ستہ کو بھی نظر سے گرادے اور جانے کہ حق تعالیٰ بے کیف و بے جہت حاضر ہے اور موجود ہے اس جاننے کو کسی وقت بھی اپنی دید و دانش سے نہ چھوڑے اگر اس میں غفلت واقع ہو جائے تو یہ کیفیت دوبارہ پیدا کرے یہاں تک کہ اسے سر سے پاؤں تک نور مشاہدہ گھیر لے اور ایسا استغراق کامل حاصل ہو جائے کہ اسے سوائے نور حق کے کسی چیز کی خبر نہ ہو نہ اپنی اور نہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کی اس نسبت میں اگر حق تعالیٰ کے احاطہ اور معیت کے شہود کے غلبہ کے سبب اشیاء کو عین حق پائے تو اسے اصطلاح صوفیاء میں توحید وجودی کہتے ہیں اور اگر اشیاء گم ہو گئیں اور اجمال ذوالجلال کا مشاہدہ اشیاء کے بغیر حاصل ہو گیا تو اسے توحید شہودی کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ دونوں مرتبے اولیائے امت کی ولایت خاصہ میں ظاہر ہوتے ہیں اس سے پہلے سیر لطائف یادداشت ابھی تک جو تجلیات وغیرہ پیش آتی ہیں وہ اولیاء کی ظل ولایت ہیں اگرچہ اہل ولایت اولیاء بہ مقابلہ اہل ظل اس ولایت کے بے انتہا زیادہ کمال رکھتے ہیں لیکن ابھی مطلوب حقیقی کا وصال اشیاء کے سہارے سے بہت بلند ہے۔

سالک کو چاہیے کہ ان تجلیات و مشاہدات سے لذت اندوز ہو کر بے پرواہ نہ ہو جائے بلکہ ترقی کا طلب گار رہے اگر پیر کامل ہو گا تو وہ اپنی توجہ سے مرید کو ان تجلیات کے بھنور سے نکال دے گا اور اس کے ذہن کو ان تجلیات، مشاہدات اور توجہات سے خالی کر دے گا اور اسے نہ پانے کی تعلیم جو ذہن میں حق اور غیر حق کے بارے میں قرار پکڑتی ہے اور تصور میں آتی ہے اگرچہ لطیف و کتنی باریک کیوں نہ ہو اسے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے اندرونی آئینے کو ان خیالات کی تاریکی سے صاف کرتا ہے اور مکمل طور پر ہر وقت سب کی توجہ سے خالی کر دیتا

یہاں تک کہ اس کے باطن میں توجہ الی المطلوب کے سوا کسی غیر مطلوب کی توجہ باقی نہیں
وہ کامل توجہ سے صرف مطلوب حقیقی کی طرف توجہ مرکوز کرتا ہے یہاں تک کہ سوائے نور
ن کے کچھ معلوم نہیں رہتا۔

اس معاملے میں سالک جب تک توجہات کے دفع کرنے میں لگا ہوا ہے وہ ولایت
کے مرتبے کا سالک ہے اور جب نفی کی حاجت نہیں رہی اور آئینہ دل توجہات وتصورات
آمدورفت سے پاک وصاف ہوگیا تو بے تکلفی اور بے توجہی حاصل ہوگئی اور سالک ولایت
الخاص کے کمالات کو پہنچ گیا مگر ابھی تک واصل کی توجہ وتصور کے متعلق معلوم نہیں ہوا
یہ ہے جیسا کہ پہلے مکتوب میں بیان کیا گیا ہے کہ ولایت بالاصالت خاصہ چار ملائکہ
بین کی ہے اور اولیائے امت کو تبعا نصیب ہے وہ بھی اگر مناسب استعداد پیدا ہو جائے۔

واضح رہے کہ ولایت خاصہ کے مرتبہ میں توحید وجودی اور توحید شہودی ہے جو ہم بیان کر
ئے ہیں توحید وجودی لطیفہ قلبی کے نفس سے پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ توحید شہودی لطیفہ روحی
نفس سے پیدا ہوتی ہے اور نسبت نایافت لطیفہ سری کا خاصہ ہے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ
روں میں سے وہ کس کو عنایت ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل خاص ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے
شبہ وہ صاحب فضل عظیم ہے۔

خیال رہے کہ مرتبہ نایافت کے حصول کے بعد نایافت کی حقیقت سامنے آتی ہے اور وہ یہ
ہے کہ جب سالک لطیفہ سری کو خیالات سے خالی کر لیتا ہے وہ مشاہدے کا تخیل ہی کیوں نہ ہو تو
دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن ابھی وہ اس نسبت کی حقیقت سے مطلع نہیں ہوتا اس
ہے کہ وہ تا حال بے خبروں میں سے ہے البتہ اگر فضل خداوندی اس کی دستگیری کرے تو ایک
جست میں وہ اپنے آپ کو تمام مراتب عنصری اور مراتب نوری سے بلند پاتا ہے اسے
ہے کہ وہ اس نسبت حقیقت کا واصل ہو جائے۔ یہ نور اول کی قابلیات میں سے ایک قابلیت
ہے اور نور اول نور محمدی ہے۔ اسے شہود اول بھی کہا جاتا ہے یہ مقام مرشد کی تعلیم سے بھی حاصل
تا ہے اور بعض اوقات تعلیم غیبی سے بھی۔ ولایت خاصہ میں مطلوب تک میری رسائی اپنے علم
ر اس کی خصوصیات سے ہوئی اس دوران جو مجھے اس علم سے نوازا گیا ہے اس نعمت کا حصول
م الٰہی اور اس کی خصوصیات سے ہے اب میرے علم کو اپنی خصوصیات سے توقف اور تعطل ہے
علم جو کچھ جانتا ہے وہ اس خصوصیت کا نتیجہ ہے جو اسے علم الٰہی کی خصوصیات سے عطا ہوئی

ہے جب یہ بات سمجھ لیتا ہے تو ہر وقت اپنے تمام مراتب ذاتیہ وصفاتیہ اور کمالاتیہ کو حق تعالیٰ
ذات وصفات اور کمالات کا مظہر دیکھتا ہے اور سوائے مظہریت محض کے کچھ نہیں پاتا مشہور
مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ جس نے چکھا نہیں وہ نہیں جانتا۔ آخر جب ہر مرتبہ ولایت کی ایک
ابتداء، درمیان اور انتہا ہے تو مرتبہ عالیہ آخرہ کی ابتداء جسے ولایت انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام
نام دیا گیا ہے صرف باطن کو حقیقت کے اعتبار سے وسط کے خلو سیر ہے اور یہ حقیقت خلو
حقیقت اطلاع پر مطلع ہونا ہے اور اس مرتبے میں صفات حق تعالیٰ کی معرفت کے لیے ا
صفات کی مظہریت پر اطلاع پاتا ہے اگرچہ وہ اس مرتبہ میں جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے
سے عالم ہوں اور اس کی بصر سے بصیر ہوں اور اس کی قدرت سے قادر ہوں علی ھذا القیا
لیکن ابھی تک اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ صفات کی نسبت کی حقیقت کا تفصیلی علم عارف
حاصل نہیں ہوا جب وہ یہ جان لے گا کہ اللہ کی صفات اس کی ذات پر زائد نہیں کہ اسے عال
علم اور بصیر بہ بصر کہا جا سکے بلکہ اس کی ذات بذاتہ علیم ہے اور ذات کی قابلیت ذاتیہ ہے اور
کی ذات بذاتہ بصیر ہے یعنی بصر ذات کی قابلیت ذاتیہ ہے اسی طرح تمام صفات میں
عینیت اور غیریت کے اطلاق محض عقیدہ رکھے، پس عالم حق ہے اور سبحانہ تعالیٰ خود بخود با
حق ہے عارف کو سوائے مظہر ذاتیہ وصفاتیہ اور کمالاتیہ کے اور کوئی امر نہیں ہے وہ یقین محض کی
پر اس مرتبہ کے کمال سے مشرف ہوگا مگر اجمالی طور پر، رہی اس کی تفصیل تو وہ فضل ربانی پر منح
ہے جسے چاہے نوازے یہ اللہ کا خصوصی فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑ
فضل وکرم والا ہے۔

میرے بھائی! خلو کی نسبت جتنی زیادہ ہوگی اسی قدر اس ولایت کے دائرہ میں زیادہ
ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام کے کمالات کیا بیان کروں کہ ان کے رتبے کی حقیقت تحریر وتقریر
بہت بلند ہے اگرچہ انبیاء کرام کی ولایت اور ان کی نبوت دونوں دائرہ اصالت میں ہیں
دونوں ظلیت سے مبرا ہیں مگر اتنی بات ہے کہ ان کی ولایت کا وصول حقیقت صفات کی راہ
ہے اور نبوت کا وصول براہ راست حقیقت ذات سے ہے البتہ یہ وصول استعداد کے درجے
کے مطابق ہے ارشاد خداوندی ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اَلْحَ
لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُ
رَبِّنَا بِالْحَقِّ۔

باب ۵:

سلسلہ چشتیہ

سلسلہ چشتیہ کی کئی شاخیں ہیں ان میں سے تین بہت مشہور ہیں وہ یہ ہیں نصیریہ، سراجیہ، صابریہ۔

اس فقیر کو ان تینوں سے نسبت اور ارتباط حاصل ہے چنانچہ مجھے بیعت تلقین، اجازت، خرقہ اور صحبت کی نسبت حاصل ہے اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالرحیم سے انہیں خرقہ و اجازت حاصل ہوئی شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی سے انہیں اپنے والد سے انہیں اپنے والد سے اور انہیں شیخ عبدالعزیز سے۔

اسی طرح میرے والد گرامی کو وصیت اور اجازت اشغال حاصل تھی اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد سے انہیں اپنے والد شیخ قطب العالم سے انہیں شیخ عبدالعزیز سے انہیں شیخ نجم الحق سیہوی سے انہیں شیخ عبدالعزیز سے پھر شیخ عبدالعزیز کو یہ اجازت دو طرف سے عطا ہوئی ایک شیخ یوسف قاضی خان سے انہیں شیخ حسن بن طاہر سے انہیں سید راجی حامد شاہ سے انہیں شیخ حسام الدین مانکپوری سے انہیں شیخ نور قطب العالم سے انہیں اپنے والد شیخ علاء الحق سے انہیں شیخ سراج الدین عثمان اودھی سے انہیں شیخ نظام الدین اولیاء سے۔

شیخ عبدالعزیز کو دوسری طرف اجازت حاصل ہوئی سید عبدالوہاب بخاری سے انہیں اپنے والد سید محمود سے انہیں اپنے والد راجو قتال سے انہیں اپنے بھائی سے انہیں سید صدر الدین سے انہیں سید جلال الدین مخدوم جہانیاں سے انہیں سید نصیر الدین چراغ دہلی سے اور انہیں شیخ نظام الدین اولیاء سے اجازت حاصل ہوئی۔

اس کے علاوہ والد گرامی کی خرقہ اور اجازت و صحبت کی نسبت سید عبداللہ تک متصل ہے سید عبداللہ کو اجازت حاصل تھی شیخ آدم بنوری سے انہیں شیخ احمد سرہندی سے انہیں ا[illegible] والد شیخ عبدالاحد سے انہیں شیخ رکن الدین سے انہیں اپنے والد شیخ عبدالقدوس سے انہیں [illegible] محمد بن عارف سے انہیں اپنے والد شیخ عارف سے انہیں اپنے والد شیخ احمد عبدالحق سے انہ[illegible] شیخ جلال الدین پانی پتی سے انہیں شیخ شمس الدین ترک سے انہیں مخدوم علی علاؤالدین صا[illegible] سے انہیں اپنے شیخ اور ماموں شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

اس فقیر کو ایک اور ارتباط اور نسبت بھی حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے خرقہ پہنایا اور فاتحہ پڑھی میرے گرامی قدر ماموں نے انہیں یہ نعمت عطا ہوئی اپنے والد سے انہیں اپنے والد سے انہوں نے شیخ نظام الدین نارنولی سے انہیں خواجہ خانو گوالیاری سے انہیں خواجہ اسماعیل بن حسین سے انہیں اپنے والد خواجہ حسن سرمست سے انہیں اپنے والد خواجہ سالار فاروقی سے انہیں اپنے شیخ خواجہ اختیار الدین عمر سے انہیں خواجہ محمد رساوی سے اور انہیں خواجہ نصیر الدین سے اور کتاب اخبار الاخیار میں ہے کہ خواجہ خانو نے طریقہ حاصل کیا خواجہ شہاب الدین ناگوری سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ خواجہ شہاب الدین ان کے شیخ صحبت اور خواجہ اسماعیل ان کے شیخ بیعت ہیں اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

پھر شیخ نظام الدین نے سلسلہ طریقت حاصل کیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے انہوں نے حاصل کیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی سے انہوں نے خواجہ معین الدین حسن سنجری سے انہوں نے خواجہ عثمان ہارونی سے انہوں نے حاجی شریف زندنی سے انہوں نے خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے انہوں نے اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی سے انہوں نے ابو اسحاق شامی سے انہوں نے شیخ علو الدینوری سے انہوں نے خواجہ ہبیرۃ البصری سے انہوں نے خواجہ حذیفۃ المرعشی سے انہوں نے سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی سے انہوں نے شیخ فضیل بن عیاض سے انہوں نے شیخ عبد الواحد بن زید سے انہوں نے حسن بصری سے اور انہوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے سلسلہ طریقت حاصل کیا۔

(سینہ) بکسر سین و سکون تحتیہ و فتح ھا آخر آں نون دار الحکومت دہلی کے مضافات میں ایک شہر ہے (راجا) ہندی زبان میں بادشاہ کو کہتے ہیں سید حامد شاہ کو راجا یا راجی بطور تعظیم کہتے تھے اس حوالے سے کہ ن کے آباء و اجداد مانک پور میں ریاست کے مالک رہے تھے (مانک پور) پورب کا ایک شہر ہے پورب میں اسے کڑہ مانک پور بھی کہتے ہیں (اودھ) بفتح الف و بفتح واؤ سکون دال ہندی ہا سے ملی ہوئی پورب میں ایک بڑا شہر ہے (سادات بخاریہ) یہ حضرت جعفر بن علی بن الرضا رضوان اللہ عنہم کی اولاد میں سے ایک بڑا قبیلہ ہے چونکہ ان کے جد امجد سید جلال الدین کچھ عرصہ بخارا میں قیام پذیر رہے تھے انہیں جلال الدین بخاری کہا جاتا ہے اور سادات بخاریہ نسبت ہے۔

(راجو) ہندی نام ہے یہ راج سے مشتق ہے جس کے معنی بادشاہی کے ہوتے ہیں

تال) کا لقب نفس کو ریاضت وعبادت کی مشقت میں ڈالنے کی وجہ سے انہیں دیا گیا
راغ دہلی) شیخ نصیر الدین کا لقب ہے اس لیے کہ آپ دہلی میں رشد و ہدایت کی عظیم مسند
سکن تھے۔

(پانی پت) دہلی سے لاہور کی طرف تین منزل کے فاصلے پر شہر ہے۔ (نارنول) دہلی
مضافات میں ایک شہر ہے گوالیار (اکبر آباد) کے مضافات میں ایک شہر ہے (اوش)
انہ اندجان کے علاقہ میں ایک قصبہ ہے۔

(سجزی) بکسر سین وسکون جیم وکسر رائے معجمہ سیستان کی طرف نسبت ہے سیستان کو عربی
سکستان اور سجز کہتے ہیں یہ سیستان کی تعریب ہے اس کی راسے تبدیلی اسے عربی میں تبدیل
نے کا نتیجہ ہے۔

میرے نزدیک خواجہ عثمان کے وطن کا نام (ہرن تو) ہے ہارونی اسی کی طرف نسبت ہے
لاف قیاس ہے۔ (چشتی) لوگوں کی زبان پر یہ لفظ جیم فارسی کی کسر کے ساتھ رواں ہے ملا
الغفور لاری نے اسے جیم فارسی کی فتح کے ساتھ ضبط کیا ہے۔ (سمعان) بکسر سین مہملہ
ن میم وعین مہملہ مشائخ چشتیہ کے شجروں میں شیخ علو ممشاد دینوری لکھتے ہیں اس سے بظاہر یہ
ا ہے شیخ ممشاد و شیخ علو ایک ہی شخص کا نام ہے بعض مشائخ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ
ملہ میں شیخ علو ہیں جو ممشاد کے علاوہ ہیں (علو) بکسر عین مہملہ وسکون لام (ہبیرہ) بضم ہاد
موحدہ وسکون تحتیہ وفتح رائے مہملہ۔

(مرعشی) بفتح میم وسکون رائے وفتح عین مہملہ وکسر شین معجمہ یہ مرعش کی طرف نسبت ہے
شام کے توابع میں سے ایک شہر کا نام ہے۔

اس فقیر نے شیخ عبدالعزیز کی تصنیف کردہ کتاب عزیزیہ اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے اس
صبح وشام کے علاوہ مختلف موسموں کے اوراد واشغال تعویذ اور دعائیں درج ہیں۔

میں نے یہ کتاب ملا محمد شاکر کے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب سے نقل کی ہے ملا محمد شاکر
نے دور میں اپنے شہر کے بہت بڑے فضلا میں سے تھے، آپ شیخ عبدالعزیز کے تمام
مندوں میں سے تدریس کے اعتبار سے بلند مرتبہ اور ممتاز تھے۔ میں نے ''عزیزیہ'' کا مطالعہ
نسخہ سے کیا ہے جو شیخ عیسیٰ جنیدی نے اپنے ہاتھ سے شیخ عبدالعزیز کے نسخہ سے نقل کیا ہے
زیادہ بہتر جانتا ہے۔

حضرت والد گرامی نے مجھے ان سب کی اجازت عطا فرمائی ہے میں نے شیخ حسن طاہر کی کتاب "مفتاح الفیض" اپنے ہاتھ سے نقل کی یہ کتاب علم سلوک میں بہت ہی نفیس ہے میں نے یہ کتاب اس نسخہ سے نقل کی جو شاہ محمد خیالی کی اولاد کے پاس اپنے آباء واجداد کے تبرکات میں آیا ہے۔

شیخ عبدالعزیز نے عزیزیہ میں فرمایا ہے جس وقت کوئی بزرگ کسی کو ذکر کی تلقین کرنا چاہے تو اولاً اسے روزہ رکھنے کا حکم دے اگر پنج شنبہ کا دن ہو تو زیادہ بہتر ہے اس کے بعد اس سے دس دفعہ استغفار اور دس دفعہ درود پڑھوائے اور اسے سمجھائے کہ ہر عبادت کے لیے وقت مقرر ہے مگر ذکر کا کوئی وقت نہیں سالک کے لیے رات دن حق تعالیٰ کی یاد فرض عین ہے کیونکہ الغفلۃ حرام غفلت حرام ہے۔

یک لحظہ زکوئے یار دوری
در مذہب عاشقاں حرام است

اللہ کا ارشاد ہے۔

يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔

جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے (آل عمران:۱۹۱)

یعنی اللہ کی یاد کریں کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے ظاہر ہے انسان ان تین حالتوں سے باہر نہیں ہے۔ زبان سے ہو یا دل سے الغرض یاد حق لازم ہے لہٰذا جب ذکر ایک عبادت اور کسب ہے جو کسی طرح ساقط نہیں ہوتا تو مرشد کو چاہیے کہ وہ سالک کو سکھلائے اسے بتلائے کہ دل سینہ کے بائیں طرف صنوبر کی شکل پر ہے اور اس کے دو دروازے ہیں ایک اوپر کی طرف ایک نیچے کی طرف یہ دونوں دروازے بند ہیں اوپر والا دروازہ کھولنے کے لیے ذکر جہری اور نیچے والا دروازہ کھولنے کے لیے ذکر خفی یا حبسِ نفس کی ضرورت ہے۔

دل کی مثال اس آئینے کی ہے جس کو زنگ لگ گیا ہے اب ضرورت ہے کہ اسے ہنر مند سے صیقل کیا جائے ورنہ آئینہ خراب ہو جائے گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لِكُلِّ شَيْءٍ مَصْقَلَةٌ وَمَصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ

ہر چیز کو کوئی نہ کوئی چیز صیقل کرتی ہے اور دل اللہ کے ذکر سے صیقل ہوتے ہیں۔

یا دل کی مثال چقماق (سنگ آہنی) کی ہے جس سے آگ نکالتے ہیں لوہا پتھر پر مار کر آگ نکالنا سیکھے گا، تو آگ نکلے گی، بغیر سیکھے چاہے تو اسے توڑ دے مگر آگ نہیں نکلنے کی۔

خلاصہ یہ کہ بغیر مرشد کے چارہ نہیں چنانچہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مجھے اللہ کی طرف پہنچنے کا قریب ترین اس کے نزدیک افضل ترین اور اس کے بندوں کے لیے آسان ترین راستہ بتایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا خلوت میں ذکر کو اپنے لیے لازم کر لو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا حضور میں ذکر کیسے کروں؟

آپ نے فرمایا اپنی آنکھیں بند کر لو اور تین دفعہ مجھ سے سنو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ فرمایا اور حضرت علی خاموشی سے سنتے رہے اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو اسی کی تلقین کی اور یہ تلقین آج تک اسی طرح چلی آ رہی ہے۔

مرید کو چار زانو بیٹھنے کا حکم دے دو انگلیوں سے اور اس کی رگ کیاس میں پکڑ لے یعنی دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی سے، اس طرح پکڑنے میں دو فائدے ہیں ایک خطرات کی نفی دوسرا دل کی حرارت اور یہ دونوں مطلوب ہیں یا اس طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھا جاتا ہے خود کعبہ کی طرف پشت کرے اور مرید کو سامنے بیٹھائے اور ناف کے نیچے سے مدد راز کے ساتھ لا الہ الا اللہ نکالے اور ماسوی اللہ کی نفی کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ مقصود اور نہ ہی اس کے سوا کوئی موجود ہے اس میں اس بات کا لحاظ رکھے کہ مبتدی کو وہی معنی سمجھائے جو عوام مراد لیتے ہیں یعنی کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے متوسط کو خاص لوگوں کا معنی یعنی کوئی موجود نہیں سوائے اللہ کے سمجھائے اور یہ نفی اس حد تک ہو کہ اپنی ذات کی بھی نفی کر دے زیر ناف سے مدد راز کے ساتھ لا الہ الا اللہ نکال کر اسے دائیں کندھے تک پہنچائے اور دل میں ارادہ کرے کہ میں نے دل سے غیر حق کو نکال کر پس پشت پھینک دیا ہے پھر نیا سانس لے کر زور سے دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب مارے جس سے باطن کا بت ٹوٹ جائے۔

اور اثبات یعنی الا اللہ کہتے وقت مطلوب کو اپنے ساتھ سمجھے اور یقین کرے کہ میں نے اسے پالیا ہے بلکہ یقین کرے کہ وہ خود اثبات کر رہا ہے اپنے آپ کو درمیان سے نکال دے۔

یار آمد درمیان ما از میان برخاستیم

اصل مقصود یہ ہے کہ کلمہ کے معنی دل میں ضرور ہونے چاہیں تا کہ اس وعید میں نہ آئے۔ مَنْ ذَكَرَ بِالْغَفْلَةِ ذَكَرْتُهٗ بِاللَّعْنَةِ وَاِذَا ذَكَرَ عَبْدِیْ عَبْثًا اِهْتَزَّ عَرْشِیْ غَضَبًا جو مجھے غفلت سے یاد کرے میں اسے لعنت سے یاد کرتا ہوں اور جس وقت میرا بندہ لہو ولعب کے طور پر مجھے یاد کرتا ہے غضب سے میرا عرش ہل جاتا ہے۔

تصور مرشد: دوسری ضروری بات اور مقصود یہ ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اور پھر ذکر کرے الرفیق ثم الطریق پہلے ساتھی پھر سفر کا راستہ، انہیں لوگوں کے لیے کہا گیا ہے، تصورِ شیخ نفی خطرات کے سلسلے میں بہت زیادہ اثر رکھتا ہے۔ بلکہ حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس اللہ سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کی ظاہری صورت دیکھنا درحقیقت آب وگل کے پردے میں حق تعالیٰ سبحانہٗ کا مشاہدہ کرنا ہے اور خلوت میں اس کی صورت کا نمودار ہونا آب وگل کے پردے کے بغیر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ وَمَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو صورت رحمان پر پیدا کیا اور جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کا مشاہدہ کیا۔ اسی کے حق میں آیا ہے۔

گر تجلی ذات خواہی صورت انسان بہ بیں
ذاتِ حق را آشکارا اندر وخنداں بہ بیں

اگر ذات کی تجلیات چاہتے ہو تو انسانی صورت دیکھ اسی کے اندر ذات حق آشکارا اور جلوہ گر نظر آئے گی۔

حضرت موصوف فرمایا کرتے تھے کہ چار ہزار مشائخ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی دو طریقوں سے حاصل ہوتی ہے ایک ذکر دوسرا بھوکا رہنا پھر فرمایا جو شخص ذکر جلی کرتا ہے اسے زیادہ بھوک برداشت کرنے کی ضرورت نہیں وہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور گھی وغیرہ استعمال کرے تا کہ دماغ میں خشکی کی وجہ سے خلل واقع نہ ہو۔

ذکر جلی سے فارغ ہو یا کوئی رکاوٹ پیش آئے تو ذکر خفی یعنی پاس انفاس میں مشغول ہو مبتدی کو شغل میں [illegible] کیفیت اسی ذکر خفی یعنی پاس انفاس سے حاصل ہوتی ہے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانس باہر نکلے تو لا الہ اور اندر داخل ہو تو الا اللہ کہے سانس کی اس کیفیت کو دل سے ربط ہے اور اس کے سبب دل ذاکر ہو جاتا ہے کل جب روز قیامت پوچھا جائے گا کہ اپنے سانس تم نے کہاں صرف کیے تو وہی سانس کام آئیں گے جو یاد حق میں صرف ہوئے ہوں گے اور انہی کے سبب چھٹکارا حاصل ہوگا۔

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری است
کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کایں خزانہ دہی رائگاں بباد
انگہ روی بخاک تہی دست و بے نوا

زندگی کا جو بھی سانس گزرتا ہے وہ ایک قیمتی گوہر ہے اس کی قیمت دونوں جہان سے بھی زیادہ ہے کیا یہ بات مناسب ہے، کہ اس قیمتی خزانے کو ہوا میں برباد کر دو اور خود تہ خاک خالی ہاتھ بے کسی کی کیفیت میں رہو۔

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر ولایت کا منشور ہے جسے ذکر کی توفیق ملی اسے منشور ولایت مل گیا اور وہ ولایت کے اعزاز اَنْتُمْ اَوْلِیَاءُ حَقًّا سے مشرف ہوا اور جس سے بھی ذکر کی نعمت سلب ہوئی بلا شبہ اسے ولایت کے منصب سے ہٹا دیا گیا۔ ذکر کے متعلق یہاں تک کہا گیا ہے کہ ذکر الٰہی مریدوں کی تلوار ہے وہ اس سے دشمن کو ہلاک کریں یا مصیبت کو ٹالیں، وہ اس سے دل لگائیں دشمن ہلاک ہو جائے گا اور مصیبت ٹل جائے گی ارشاد خداوندی ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ.

"یعنی یاد کرو اپنے پروردگار کو جس وقت فراموش کرے تو اپنے نفس کو"۔ نفس کی فراموشی اس کی مخالفت میں ہے سالک کو چاہیے کہ وہ نفس کی مخالفت کرے یہی تمام عبادات کا سر چشمہ ہے اس لیے کہ نفس سے زیادہ مضبوط دشمن اور کوئی نہیں ہے مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے۔

مُخَالَفَةُ النَّفْسِ رَأْسُ الْعِبَادَةِ وَمُوَافَقَةُ النَّفْسِ رَأْسُ الْكُفْرِ.

نفس کی مخالفت عبادت کی بنیاد اور اس سے موافقت کفر کی جڑ ہے۔

- گر حیات خوب خواہی نفس را گردن بزن
  زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن وار نیست

اگر بہتر زندگی چاہتے ہو تو نفس کی گردن مروڑ دو اس لیے کہ طاقت کے اعتبار سے نفس سے بڑا دشمن اور کوئی نہیں۔

اسی حوالے سے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ سو ہزار بھوکے بھیڑیوں کا گلہ بکریوں کے ریوڑ کو اتنا نقصان نہیں پہنچا تا جتنا نقصان ایک شیطان پہنچا تا ہے۔ اور سو ہزار شیطان مل کر وہ نہیں کر سکتے جو ایک برا ساتھی کرتا ہے اور سو ہزار برے دوست مل کر وہ کچھ نہیں کر سکتے جو ایک اکیلا نفس انسان کے جسم میں کرتا ہے مشائخ نے فرمایا ہے کہ اَلنَّفْسُ هِیَ الصَّنَمُ الْاَکْبَرُ۔ نفس ہی بہت بڑا بت ہے۔

تا یک نفس از نفس تو پیدا است ہنوز
بر درگہ دل زدیو غوغا ست ہنوز

جب تک تمہارے اندر نفس کا ایک بھی سانس باقی ہے جان لو کہ ابھی تک دل پر شیطان ناچ رہا ہے۔

ذکر کی خصوصیات میں یہ ہے کہ وہ کسی وقت منع نہیں بلکہ ہر وقت قبول اور باعث اجر ہے حضرت بندگی شیخ عبداللہ قدس سرہ العزیز سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ پیر دستگیر حضرت قطب الدین حاجی قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بارہ سال تک صبح سے شام اور شام سے صبح تک ذکر جہری کیا ہے جو فائدہ میں نے ذکر میں پایا وہ کسی دوسری عبادت میں نہیں پایا میں قرآن مجید پڑھتا تو تین ختم سے کم کبھی نہیں پڑھا نماز پڑھتا تو ہزار رکعت سے کم نہیں پڑھی دعوت اسماء کرتا تو ایک لاکھ سے کم نہ کرتا مگر مجھے جو فائدہ اور ثمرہ ذکر سے ملا وہ اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہوا۔

ذاکر کے لیے مناسب ہے کہ وہ گناہوں سے توبہ کرے تاکہ آلودہ زبان اور آلودہ دل سے حق تعالیٰ کا نام نہ لے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی گئی کہ اپنی امت کے گنہگاروں سے کہہ دو کہ وہ مجھے گناہوں سے آلودگی کی حالت میں یاد نہ کریں میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ جو مجھے غفلت سے یاد کرے گا تو میں انہیں لعنت سے یاد کروں گا یہ ان گنہگاروں کے حق میں وعید ہے جو غافل نہیں ہیں اس سے ان لوگوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جو غافل بھی ہوں اور گنہ گار بھی۔ احیاء العلوم میں بھی اسی طرح بیان ہوا ہے۔

ایک روز حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے یاران طریقت سے فرمایا گزشتہ ساری رات

تک میں انتہائی کوشش کرتا رہا لا الہ الا اللہ کہوں مگر نہ کہہ سکا۔ یاران طریقت نے پوچھا کیا وجہ؟ فرمایا لڑکپن میں میرے منہ سے ایک جملہ نکل گیا تھا وہ اچانک یاد آ گیا مجھ پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے پر قادر نہ ہو سکا اس سے تعجب انگیز بات یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کو یاد کر رہا ہو اور اس کی کیفیت یہ ہو کہ ابھی تک وہ صفات بشریہ میں سے کسی صفت میں اٹکا ہوا ہو اسی طرح عوارف المعارف میں ذکر کیا گیا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

میں نے اپنا منہ ہزار دفعہ مشک وگلاب سے دھویا ہے لیکن پھر بھی اس منہ سے تیرا نام لینا انتہائی بے ادبی ہے۔ اس کے بعد سالک سے مراقبہ کرایا جائے مراقبہ رقیب سے مشتق ہے رقیب کے معنی نگہبان کے ہیں یعنی غیر حق سے دل کی پاسبانی کرے اور اسے اپنے دل میں پانہ دے۔

پاسبانِ دل شو اندر کل حال
تا نیابد ہیچ دزد آنجا مجال
ہر خیال غیر حق را وزد داں
ایں ریاضت سالکاں را فرض داں

ہر حال میں دل کی نگرانی کرتا کہ اس میں کسی چور کو آنے کی ہمت ہی نہ ہو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے خیال کے سوا ہر خیال کو دل کا چور سمجھ۔ سالک اپنے لیے یہ ریاضت فرض سمجھیں۔

مراقبہ میں سالک دل میں خیال کرے اَللّٰهُ حَاضِرِیْ، اَللّٰهُ نَاظِرِیْ، اَللّٰهُ مَعِیْ، حق تعالیٰ کو ہمیشہ اپنے ساتھ اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے ساتھ جانے۔ اللہ تعالیٰ سے جدائی اور دوری محال ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔
یعنی حق تعالیٰ تمہارے دلوں میں ہے پس تم کیوں نہیں دیکھتے۔

اس لیے کہ حق تعالیٰ لطیف مطلق ہے لطافت جتنی زیادہ اطاعت بھی اتنی زیادہ ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۔
بلاشبہ وہ ہر شی کو محیط ہے۔

یعنی آگاہ رہو کہ جس طرح روح پورے جسم کو محیط ہے کہ جسم کا کوئی عضو بلکہ کوئی جزو
نہیں ہے کہ روح اس کے ساتھ نہ ہو باوجود اس کے وہ نہ جسم سے متصل ہے نہ منفصل نہ
سے خارج ہے اور نہ اس میں داخل اس طرح حق تعالیٰ جل شانہ پوری کائنات کو محیط ہے۔

چلہ میں بیٹھنے کے آداب: چلہ کے ارادے سے بیٹھنا چاہے تو دایاں پاؤں حجرہ
رکھتے وقت اعوذ باللہ اور بسم اللہ کہے اور تین دفعہ قل اعوذ برب الناس پڑھے۔
بایاں پاؤں بڑھائے تو کہے اَنْتَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ کُنْ لِیْ کَمَا کُنْ
لِمُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ وَارْزُقْنِیْ مَحَبَّتَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ
شَغَفِیْ وَاجْذِبْنِیْ بِجَلَالِكَ وَجَمَالِكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُخْلَصِیْنَ اَللّٰهُمَّ ا
نَفْسِیْ بِجَذْبَاتِ ذَالِكَ یَا اَنِیْسَ مَنْ لَا اَنِیْسَ لَهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْداً وَاَ
خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔
پھر مصلیٰ پر قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور اکیس بار پڑھے۔
اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا
الْمُشْرِکِیْنَ۔
اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے اظہار کے لیے دو رکعت نماز پڑھے
رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر تک پڑھے
سے فارغ ہو تو سر سجدہ میں رکھے اور یہ دعا پڑھے۔
اَللّٰهُمَّ کُنْ لِیْ اَنِیْساً فِیْ خَلْوَتِیْ وَمُعِیْناً فِیْ وَحْدَتِیْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَلْوَ
هٰذِهٖ مُوْجِبَةً لِمُشَاهَدَتِكَ وَوَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ
سَخَطِكَ وَاَسْئَلُكَ رَضَاكَ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِیْ اَنْ اَعْبُدَ الْهَوٰی اَللّٰهُمَّ اَکْشِفِ الْغِ
عَنْ عَیْنِیْ وَارْفَعِ الْغَیْنَ عَنْ قَلْبِیْ حَتّٰی اُشَاهِدَ جَمَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔
اس کے بعد دو رکعت اپنے والدین کی ارواح کے لئے پڑھے اور اگر وہ زندہ ہوں تو ا
سلامتی کے لئے پڑھے اس کے بعد چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھے ہر رکعت میں
کے بعد پچاس دفعہ سورۃ اخلاص اور پانچ پانچ دفعہ معوذتین پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں
پھر پانچ سو دفعہ یا فتاح پڑھے اس کے بعد خاص الخاص یعنی لا موجود الا اللہ کے تصور سے ن
و اثبات کرے اور کسی وقت مشاہدہ اور مفہوم مشاہدہ کے ساتھ اسم ذات کا ذکر کرے۔

ذکر نفی واثبات سے ایک لمحہ کے لیے غفلت نہ کرے یہاں تک کہ وضو اور کھانے کے وقت بھی اسی تصور میں رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں فریاد کی کہ مولا! میں تجھے ہر وقت یاد کر سکتا ہوں مگر دو وقت بہت مشکل ہیں ایک بیت الخلا کے وقت اور دوسرے جب غسل کی ضرورت ہو ارشاد ہوا میری یاد کسی حال میں نہ چھوڑو یعنی ان اوقات میں بھی میری یاد کے تصور سے خالی نہ ہو۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلىٰ كُلِّ اَحْيَانٍ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر گھڑی اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

ذکر دو قسم پر ہے ایک دل سے دوسرا زبان سے پہلی صورت اعلیٰ اور افضل ہے حدیث شریف سے مراد بھی دلی ذکر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی منزل پر بھی اللہ کو نہ بھولے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کی دونوں صورتوں میں درجۂ کمال حاصل تھا البتہ آپ جنابت اور بیت الخلا کے وقت ایک قسم کو اختیار فرماتے تھے یعنی وہ صورت جس میں جنابت اور ناپاکی کو سرے سے دخل ہی نہیں اور وہ ذکر قلبی ہے اس لیے جب آپ بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے غُفْرَانَكَ بیت الخلاء کی حالت میں اپنی شکستگی اور حق تعالیٰ کی پاکی اور تصور خود عین ذکر ہے۔

کشف قبور:

کشف قبور کا طریقہ ہے کہ جونہی قبر پر آئے پہلے ایک دوگانہ اس بزرگ کی روح کے لیے ادا کرے اگر سورۂ فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھے اگر سورہ فتح یاد نہ ہو تو دونوں رکعتوں میں فاتحہ کے بعد پانچ پانچ دفعہ قل ھو اللہ پڑھے نماز کے بعد قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھ جائے اور آیۃ الکرسی ایک دفعہ اور کچھ ایسی سورتیں جو زیارت وغیرہ کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں جیسے سورۂ ملک وغیرہ پڑھے اس کے بعد قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھے اس کے بعد فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص

پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر یعنی اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا اِلٰہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد پڑھے تکبیر کے بعد سات دفعہ طواف کرے اور اس میں تکبیر پڑھے طواف دائیں طرف سے شروع کرے پاؤں کی طرف اپنا رخسار رکھے اور میت کے منہ کے قریب آجائے۔ اکیس دفعہ یارب کہے اس کے بعد پہلے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یاروح کہے اس کے بعد دل میں ضرب کرے یاروح الروح جب تک انشراح حاصل نہ ہو یہ ذکر کرتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور اور کشف ارواح دونوں حاصل ہوں گے۔

ختم خواجگان:

ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم کا جو طریقہ حضرت شیخ نظام الدین تارنولی کے اخلاف کے ذریعے ہم تک پہنچا وہ یہ ہے کہ جب کوئی مشکل آئے وضو کر کے قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائے پہلے دس مرتبہ درود پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ یہ دعا پڑھے لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَىٰ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اللّٰہ اس کے بعد تین سو ساٹھ دفعہ سورۂ الم نشرح پڑھے اور پھر تین سو ساٹھ مرتبہ ذکر کردہ دعا پڑھے آخر میں دس مرتبہ درود پڑھے۔ اس کے بعد کچھ مٹھائی پر خواجگان چشت کے لیے فاتحہ پڑھے۔ اب اللہ تعالیٰ سے دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح وہ ہر روز یہ عمل دہراتا رہے چند دنوں میں مشکل حل ہو جائے گی اور مقصود حاصل ہوگا۔

باب ۶:

سلسلہ سہروردیہ

یہ سلسلہ ہندوستان میں حضرت مخدوم بہاء الدین زکریا اور خراسان میں شیخ نجیب الدین برغش کے ذریعے پھیلا۔ اس فقیر کو اس سلسلہ کا ارتباط اور نسبت حاصل ہے اپنے والد شیخ عبد الرحیم قدس سرہٗ سے انہیں یہ ارتباط حاصل ہوا شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی سے انہیں اپنے والد سے انہیں ان کے دادا سے انہیں شیخ عبد العزیز سے انہیں سید الوہاب سے انہیں سید صدر الدین سے انہیں اپنے والد شیخ بہاء الدین سے اور انہیں شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے ارتباط اور نسبت حاصل ہوئی۔

اس کے علاوہ اس فقیر نے خرقہ پہنا شیخ ابو طاہر مدنی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد شناوی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں

نے اپنے دادا سے انہوں نے شیخ عبدالوہاب الشعراوی سے اور انہوں نے خرقہ پہنا شیخ الاسلام زکریا بن الانصاری کے ہاتھ سے انہوں نے خرقہ پہنا شیخ شہاب احمد سے انہوں نے فقیہ علی بن محمد الدمیاطی المشہور بہ زلیانی سے انہوں نے زین بن ابوبکر بن محمد الخوانی صاحب ''الوصایا القدسیہ'' سے انہوں نے نورالدین عبدالرحمٰن مصری سے انہوں نے شیخ جمال الدین یوسف الکورانی سے انہوں نے دو شیوخ حسام الدین الشمشیری اور نجم الدین الاصفہانی سے ان دونوں نے شیخ نورالدین عبدالصمد النظری سے انہوں نے شیخ نجیب الدین علی بن بزغش سے اور انہوں نے عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے خرقہ پہنا۔

اللہ جل شانہ ان کی اور تمام مشائخ کی ارواح مقدسہ کو شاداں و فرماں رکھے اور ہم پر ان کے طفیل رحم فرمائے۔

سلسلۂ عالیہ سہروردیہ سے میری نسبت کا یہ تیسرا سلسلہ تھا۔

عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے حصول نسبت کے دو سلسلے ہیں ایک سلسلے میں انہوں نے خرقہ پہنا اپنے چچا قاضی وجیہ الدین عمر بن محمد عرف عمویہ سے انہوں نے اپنے والد محمد عمویہ بن عبداللہ سعد اور شیخ اخی فرج زنجانی سے انہوں نے شیخ احمد اسود الدینوری سے انہوں نے ممشاد الدینوری سے انہوں نے ابوالعباس النہاوندی سے انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن خفیف شیرازی سے انہوں نے ابومحمد رویم بن احمد بغدادی سے ممشاد رویم نے نسبت حاصل کی سیدالطائفہ جنید بغدادی سے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی نے دوسرے سلسلے میں نسبت حاصل کی اور تلقین پائی اپنے چچا ابونجیب سہروردی سے انہوں نے شیخ احمد غزالی سے انہوں نے شیخ ابوبکر نساج سے انہوں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی سے انہوں نے شیخ ابوعثمان مغربی سے انہوں نے ابوعلی کاتب سے انہوں نے ابوعلی رودباری سے انہوں نے ابوالقاسم جنید بغدادی سے نسبت اور تلقین حاصل کی۔

نفحات میں فرغانی سے منقول ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے نزدیک خرقہ کی نسبت ابوالقاسم جنید بغدادی تک ہے اس سے آگے نہیں انہوں نے حضرت جنید بغدادی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صحبت کی نسبت قائم کی ہے نہ کہ خرقہ کی۔ مگر شیخ مجدالدین بغدادی نے اپنی کتاب ''تحفۃ البررہ'' میں لکھا ہے کہ خرقہ کی نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک حدیث صحیح، متصل اور مستفیض کے ذریعے درست اور ثابت ہے۔

میں عرض کرتا ہوں صحیح بات وہی ہے جو شیخ سہروردی نے کہی ہے۔

اس فقیر نے عوارف المعارف کے حوالے سے سلسلۂ سہروردیہ کے اوراد و وظائف اور اشغال و اعمال اخذ کیے شیخ ابو طاہر سے انہوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے احمد قشاشی سے انہوں نے احمد شناوی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا انہوں نے شیخ عبدالوہاب الشعراوی سے انہوں نے زین زکریا سے انہوں نے حافظ شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی سے انہوں نے ابو الحسن بن ابو المجد الدمشقی سے انہوں نے سلیمان بن حمزہ مقدسی سے انہوں نے رہنما و پیشوا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اوراد وظائف اور اشغال و اعمال اخذ کیے۔

شیخ زین الخوافی کے رسالہ کے بارے میں بھی میری یہی سند ہے اور اسی طریق سے زین الدین تک پہنچتی ہے۔

دمیاط (بکسر الدال المھملہ اور بعض نے لکھا ہے بکسر الذال المعجمہ وسکون المیم وتخفیف التحیۃ) مصر کا مشہور شہر ہے۔

کوران (بضم الکاف المھملہ) کردوں کا ایک قبیلہ ہے۔

نطنزی (بفتح نون وطائے مہملہ وسکون نون وکسر زائے معجمہ) برغش (بضم بائے موحدہ وسکون زائے معجمہ وضم غین معجمہ وشین معجمہ) عمویہ (بضم عین مہملہ وضم میم مشددہ وسکون واو وسکون یائے تحتیہ) ملا عبدالغفور نے اسے اسی طرح ضبط کیا ہے لیکن اس میں کچھ تامل ہے ظاہری نظر میں اسے بائے تحتیہ کی تخفیف کے ساتھ ہونا چاہئے جیسے راھویہ اور مدویہ وغیرہ

اخی فرج (بفتح خاء وفتح راء مہملہ وجیم)

زنجانی (بفتح زائے معجمہ وسکون نون وفتح جیم والف ونون مکسورہ ویائے نسبت) نفحات میں ابو العباس نہاوندی کو جعفر خلدی کا شاگرد لکھا گیا ہے جبکہ جعفر خلدی جنید بغدادی کے شاگرد تھے۔ خلد (بضم الخاء) بغداد کا ایک محلہ ہے۔

شیخ زین الخوافی نے اپنی کتاب الوصایا القدسیہ میں کہا ہے کہ مشائخ صوفیاء کے طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اوقات کو اس طرح تقسیم کرتے ہیں کہ جو وقت جس عمل کے لیے لائق اور مناسب ہے وہ وقت اسی عمل میں صرف ہو۔

صبح صادق طلوع ہو تو وہ سب سے پہلے شہادت کی تجدید کرتے ہیں، اور کہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَصۡبَحۡتُ اُشۡهِدُ وَاُشۡهِدُ حَمَلَةَ عَرۡشِكَ وَمَلَآئِكَتَكَ وَاَنۡبِيَآءَكَ
وَرُسُلَكَ وَجَمِيۡعَ خَلۡقِكَ بِاَنَّكَ اَنۡتَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ وَحۡدَكَ لَا شَرِيۡكَ لَكَ وَاَنَّ
مُحَمَّداً عَبۡدُكَ وَرَسُوۡلُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَصۡبَحۡتُ لَا اَسۡتَطِيۡعُ دَفۡعَ وَنعم مَا اَكۡرَهُ
وَلَا اَمۡلِكُ نَفۡعَ مَا اَرۡجُوۡ وَاَصۡبَحَ الۡاَمۡرُ بِيَدِ غَيۡرِیۡ وَاَصۡبَحۡتُ مُرۡتَهَنًا بِعَمَلِیۡ
فَلَا فَقِيۡرَ اَفۡقَرُ مِنِّیۡ لَا تُشۡمِتۡ بِیۡ عَدُوِّیۡ وَلَا تَسُوۡٓلِیۡ صديقى وَلَا تَجۡعَلۡ
مُصِيۡبَتِیۡ فِیۡ دِيۡنِیۡ وَدُنۡيَایَ وَلَا تَجۡعَلِ الدُّنۡيَا اَكۡبَرَ هَمِّیۡ وَلَا مَبۡلَغَ عِلۡمِیۡ وَلَا
تُسَلِّطۡ عَلَیَّ مَنۡ لَا يَرۡحَمُنِیۡ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمۡ۔

اے اللہ مجھے صبح نصیب ہوئی میں گواہ کرتا ہوں تجھے تیرے حاملان عرش کو تیرے فرشتوں کو، تیرے انبیاء اور رسولوں کو اور تیری تمام مخلوق کو اس بات کا کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو یگانہ ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے عبد خاص اور رسول ہیں میں نے صبح کی مجھے قدرت نہیں کہ جس چیز کو برا جانوں اسے اپنے آپ سے دفع کرسکوں اور نہ میں مالک ہوں نفع کا جس کی امید کروں میرا معاملہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے میری صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ اپنے اعمال میں رہن ہوں کوئی مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہے میں میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ کرنا اور میرے دوست کو کبھی مجھ سے رنجیدہ نہ کرنا اور مجھے دین و دنیا کی کوئی مصیبت نہ دینا اور میرا بڑا مقصد دنیا کو نہ بنانا اور نہ ہی مبلغ علم دنیا کو بنانا اور مجھ پر ایسے شخص کو غلبہ نہ دینا جو مجھ پر رحم نہ کرے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمۡ پھر تین مرتبہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصۡبَحَ لِیۡ مِنۡ نِعۡمَةٍ اَوۡ بِاَحَدٍ مِنۡ خَلۡقِكَ فَمِنۡكَ وَحۡدَكَ لَا شَرِيۡكَ
لَكَ فَلَكَ الۡحَمۡدُ وَلَكَ الشُّكۡرُ۔

"الٰہی مجھے یا کسی اور کو جو بھی نعمت عطا ہوئی ہے وہ تیری دی ہوئی ہے تو یگانہ ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ اس کے بعد کہے"۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الۡحَمۡدُ حَمۡداً دَائِماً مَعَ دَوَامِكَ وَلَكَ الۡحَمۡدُ حَمۡداً خَالِداً مَعَ خُلُوۡدِكَ
وَلَكَ الۡحَمۡدُ حَمۡداً لَا مُنۡتَهٰی بَعۡدَ عِلۡمِكَ وَلَكَ الۡحَمۡدُ حَمۡداً لَا مُنۡتَهٰی لَهٗ دُوۡنَ
مَشِيۡئَتِكَ وَلَكَ الۡحَمۡدُ حَمۡداً لَا جَزَاءَ لِقَائِلِهٖ اِلَّا رِضَاكَ وَلَكَ الۡحَمۡدُ طَرۡفَةَ عَدَدِ كُلِّ
عَيۡنٍ وَتَنَفُّسَ كُلِّ نَفۡسٍ وَلَكَ الۡحَمۡدُ حَمۡداً يُوَافِیۡ الۡعَمَلَ وَيُكَافِیۡ مَزِيۡدَكَ۔

پھر جس قدر ممکن ہو یہ دعاء پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

پھر پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَضْعَافَ مَا سَبَّحَهٗ وَيُسَبِّحَهٗ جَمِيْعُ خَلْقِهٖ وَكَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِكَرَمِ وَجْهِ رَبِّنَا وَعِزِّ جَلَالِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَضْعَافَ مَا حَمِدَهٗ وَيَحْمَدَهٗ جَمِيْعُ خَلْقِهٖ وَكَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِكَرَمِ وَجْهِ رَبِّنَا وَعِزِّ جَلَالِهٖ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَضْعَافَ مَا هَلَّلَهٗ وَيُهَلِّلَهٗ جَمِيْعُ خَلْقِهٖ وَكَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِكَرَمِ وَجْهِ رَبِّنَا وَعِزِّ جَلَالِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَضْعَافَ مَا مَجَّدَهٗ وَيُمَجِّدَهٗ جَمِيْعُ خَلْقِهٖ وَكَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى وَكَمَا يَنْبَغِيْ لِكَرَمِ وَجْهِ رَبِّنَا وَعِزِّ جَلَالِهٖ۔

اس کے بعد صبح کی دو رکعت سنت ادا کرے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایھا الکافرون اور دوسرے میں قل ھو اللہ پڑھے اس کے بعد ایک سو دفعہ یا جتنا پڑھ سکے پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

پھر جس قدر ممکن ہو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اس کے بعد سنت اور فرض کے درمیان یہ دعائے ماثورہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِیْ بِهَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِهَا اَمْرِیْ وَتُصْلِحُ بِهَا دِیْنِیْ وَتَحْفَظُ بِهَا غَائِبِیْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِیْ وَتُبَیِّضُ بِهَا وَجْهِیْ وَتُزَكِّیْ بِهَا عَمَلِیْ وَتُلْهِمُنِیْ بِهَا رُشْدِیْ وَتَرُدُّ بِهَا اُلْفَتِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ۔ یہ دعا عوارف میں نقل ہوئی ہے۔

اس کے بعد فرض جماعت کے ساتھ پڑھے فرضوں کے بعد وہ اوراد و وظائف پڑھے جو مجموعی طور پر فائدہ مند ہوں مشہور ہوں اور عام طور پر فقراء کو یاد ہوں اگر خود یاد نہ ہوں تو ان سے سیکھ لے اس کے بعد شیخ کے عطا کردہ اوراد پڑھے اور پھر ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اس طریقے کے مطابق مشغول ہو جائے جیسے اسے بتایا گیا ہے، یعنی حروف ذکر کو ان کے مخارج سے نکالے اور پوری ہمت و قوت سے ادا کرے سر کو ناف پر جھکائے اور وہاں سے لا الہ نکالے یہی ظہور نفس کی جگہ ہے۔ لا الہ الا اللہ کو کھینچ کر دائیں مونڈھے تک لائے دل سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اعتراف کرے۔ سر کو بائیں طرف جھکا کر پوری شدت اور قوت کے ساتھ

الا اللہ کی ضرب قلب صنوبری پر مارے جو بائیں پستان کے نیچے سینے کے برابر ہے یہ ضرب اس طرح مارے کہ قلب میں اس کا اثر ہو اور آتش ذکر کی حرارت دل کو پہنچے اور دل پر واقع چربی پگھل جائے اس چربی کے جلنے اور پگھلنے کی ایک مخصوص بو ہے اس آگ کے پیچھے ایک نور ہے چنانچہ اس میں نار بھی ہے اور نور بھی، اس کی آگ خالی کر دیتی ہے اور اس کا نور آراستہ کر دیتا ہے اس نار اور نور کا دل کے وسط میں موجود گاڑھے خون میں اثر ہوتا ہے یہی خون حیات حیوانی کا سرچشمہ ہے اور اسی سے تمام اعضا کی طرف خون کی نالیاں جاری ہوتی ہیں یہ آگ اس بخار لطیف میں تصرف کرتی ہے جو سرایت کرنے والے خون کو اعضا میں جاری کرتا ہے۔ یہی لطیف بخار روح حیوانی ہے اور نفس انسانی ہے جو روح انسانی کا مرکب ہے جس وقت ذکر اس بخار میں تصرف کرتا ہے تو گویا اس نے نفس میں تصرف کیا اور نفس سارے بدن میں جاری وساری ہے چنانچہ ذکر کی تاثیر سے بدن کے اعضاء تحلیل ہوتے ہیں اور نفس نار و نور اور ذکر سے متاثر ہوتا ہے جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اس کی نار خالی کرتی ہے اور اس کا نور آراستہ کرتا ہے ذکر سے نفس کی تاریکیاں انوار میں بدل جاتی ہیں بری عادتیں زائل ہو جاتی ہیں اور نفس اچھے اخلاق واوصاف سے آراستہ ہو جاتا ہے قلب نفس کے اندھیروں سے نکل آتا ہے اور نور علی نور ہو جاتا ہے اب وہ صفات حق کے انوار کے فیضان کو قبول کرنے کی استعداد سے بہرہ ور ہو جاتا ہے، ذکر کا نتیجہ اس پر عمل کی کیفیت کے مطابق برآمد ہوتا ہے۔

ہم ذکر کے انوار، ذکر کی بدولت احوال قلب کی تبدیلی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تغیرات آئندہ صفحات میں مکمل بیان کر رہے ہیں۔

ذاکر کو چاہئے کہ نفس یعنی سانس کو قلب پر حاضر کرے اور اِلَّا اللّٰہ کو قوت کے ساتھ ایک دائرہ بنائے جو قلب کے دائرے کو پورا ہو جائے نفی کے مقابلے میں اثبات کی طرف تصور توجہ زیادہ رکھے۔

مبتدی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے لا معبود اِلَّا اللّٰہ کی نیت کرے متوسط لَا مطلوب اِلَّا اللّٰہ یا لَا [illegible] اِلَّا اللّٰہ لَا مقصود اِلَّا اللّٰہ کی نیت کرے اور اگر دل میں مخلوق کی محبت پائے جو اللہ اور اس کے درمیان میں واسطہ نہ ہو تو نیت کرے لا محبوب اِلَّا اللّٰہ تاکہ نفی واثبات کے تینوں معنوں میں سچا ثابت ہو۔

اپنی روحانی قوت سے اپنے نفس کو دنیوی بکھیڑوں اور مشکوک اور مرغوب چیزوں سے

نجات دلائے اس لیے کہ یہ اس کے معبودان باطل ہیں اسی طرح کشف وکرامات کے پیچھے بھی نہ لگے صرف حق تعالیٰ کا طلبگار بنے۔ اس طلب کو نفس کی خواہش سے پاک رکھے کشف وکرامات کی طلب بھی نفس کی خواہش وہوس ہے۔

جو شخص اس طرف مائل ہو گیا اور ذکر سے اس کا مقصد کشف وکرامات کا حاصل کرنا ہے، تو وہ ممکورین میں شامل ہے، بلکہ اگر اس کی طلب کے بغیر بھی یہ چیز اسے حاصل ہو گئی تو بھی اس پر استدراج کا ڈر ہے۔ بعض اکابرین نے فرمایا ہے کہ اگر سالک باغ میں جائے اور اس باغ کے پرندے اسے السلام علیکم یا ولی اللہ کہہ کر سلام کرنے لگیں تو ازخود اگر وہ اسے دھوکہ وفریب نہیں سمجھتا تو وہ جان لے کہ یہ اس کے ساتھ فریب اور دھوکہ ہے جسے وہ سمجھ نہیں رہا۔

تمام پیران طریقت اپنے مریدوں کو کھلی کرامت کے اظہار سے نفرت دلاتے رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ کرامت مردان طریقت کا حیض ہے۔ جس وقت دل اس انوار وحدانیت سے منور ہو جاتا ہے جو ذکر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کے عمل میں ودیعت کی گئی ہے تو ہر طرف سے انوار صفحۂ کائنات پر منعکس ہو جاتے ہیں اور ذاکر دیکھتا ہے کہ کائنات کے تمام وجودوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ سب مجازی، ممکن اور غیر واجب ہیں اور وہ مشاہدہ کرتا ہے واجب الوجود کا جوازلی وابدی ہے۔ اس وقت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ کا ذکر کرے اور نیت یہ کرے کہ لَآ مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهَ یعنی وجود حقیقی اللہ ہی کا ہے۔ یہ ذکر ہمیشہ اسی نسبت اور مفہوم کو سامنے رکھ کر کرے یہاں تک کہ کائنات کی ساری عظمت اس کی ظاہری نگاہ میں بے حیثیت ہو جائے اور نور توحید چمک اٹھے اس مقام پر قدم پھسلنے اور لغزش کھانے کا اندیشہ بھی ہے انشاء اللہ العزیز آگے اسے بیان کیا جائے گا۔

بعض ذاکر مشائخ کے اس قول: کہ سانس کو دل پر حاضر کرے تاکہ نفس کی حرارت قلب کو پہنچے، کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ ذاکر سانس نہ لے یعنی سانس کو روکے بعض ذاکر تو باقاعدہ سانس گننا شروع کر دیتے ہیں کہ کتنے سانس رکے۔ یہ ان کا وہم ہے نفس کے حاضر کرنے کا مطلب وہ نہیں ہے جو انہوں نے سمجھا ہے یہ تو ریاضت کرنے والے ہندو جوگیوں کا طریقہ ہے، اس میں ان کے دنیوی مقاصد ہوتے ہیں۔ سالک کو چاہیے کہ اس سے احتراز کرے اور وہی کرے جو ہم کہہ چکے ہیں۔ سانس کو کھلا چھوڑ دے شمار نہ کرے۔

مبتدی سالک کے لئے ممکن نہیں کہ وہ دوران ذکر، ذکر کے مفہوم اور اس کے معنی احسان

...ظ خاطر رکھ سکے وہ ابتداء میں صرف ذکر کا معنی مدنظر رکھے اور اسے بار بار دل میں حاضر
...ے جب ذکر کے معنی اس کے دل میں مؤثر طور پر بیٹھ جائیں تو اب وہ اس کے معنی احسان
...عبود الا اللہ، لا مقصود الا اللہ ، لا موجود الا اللہ کی مشق کرے گویا وہ
...کے دوران حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے پھر جس وقت ابر کرم سے بجلی چمکے اور آفتاب غیب کی
...میں منور کرنے لگیں تو اپنے باطن کو اس طرح مشاہدہ میں محو کردے کہ نظریں خیرہ نہ ہوں
...ل اور تعظیم سے نگاہیں جھکالے کیا ہی خوب کہا بعض مشاہدہ کرنے والوں نے کہ میں اس کا
...اق تھا مگر جب وہ ظاہر ہوا تو میں نے اس کی تعظیم اور اجلال کے سامنے اپنا سر جھکا لیا۔ اس
...ت اس کا ذکر اس کا مشاہدہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

کہ جب تو مجھے دیکھے تو میرا ذکر نہ کر اور جب تک نہ دیکھے میرا نام نہ چھوڑ یہ مقام ان
...وں کی تفصیل کا نہ تھا۔ لہٰذا اسے آئندہ صفحات میں بیان کرنے کے وعدے پر چھوڑتا ہوں یہ
...ت سے بات نکل آتی ہے۔

سالک جب بہت زیادہ ذکر کر چکے اور سورج نیزہ یا دو نیزہ پر آجائے اور اس پر بوجھ
...نے لگے تو ذکر ختم کردے اور مذکور کا مراقبہ کرے اور تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہر طرف
...ے میری ذات کے ذرے ذرے کو گھیرے ہوئے ہے اور میری ذات نگاہ خداوندی کے
...اطے میں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جہت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ جہت سے منزہ ہے لہٰذا یہ ممکن
...یں کہ وہ کسی ایک طرف سے متوجہ ہو جب سالک نظر خداوندی کو اپنے چاروں طرف احاطہ
...لیے ہوئے دیکھے گا تو اسے اپنا وجود انتہائی معمولی معلوم ہوگا اور جب اسے اپنا وجود معمولی نظر
...ئے گا تو اس کی نگاہ پیچھے رہ جائے گی اور وہ اس کے وجود کی طرف بھاگے گا اب اسکی کوئی
...جائے پناہ نہیں رہے گی۔ وَاِنَّ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ مُّسْتَقَرٌّ چنانچہ جس وقت جسمانیت کے
...دے اٹھ جائیں گے اور اس میں اور جہتیں نیست ہوجائیں گی تو سالک قرب صفات کا
...شاہدہ کرے گا اب اسے تکلفات کی ضرورت نہیں رہے گی، عالم ارواح جہات سے پاک ہے
...ب وہ معنی اور صفت دونوں کے ساتھ حق تعالیٰ کے قرب کا ادراک حاصل کرے گا اور اس سے
...و پر ترقی کرے گا۔

اس کے بعد اگر دل کے خطرات و خیالات سر اٹھانے لگیں تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ
اَعُوْذُبِكَ مِنْ تَفْرِقَةِ الْقَلْبِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ فَارِغَ الْقَلْبِ مَجْمُوْعَ الْهِمَمِ بِحَيْثُ لَا

خَطَرَ فِیْ قَلْبِیْ سِوَاكَ۔

اس کے بعد دو رکعت اشراق پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تا بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور دوسری میں اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ تا بِغَیْرِ حِسَابٍ پڑھے پھر کچھ دیر ذکر کرے اور دعا مانگے۔

اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت شروع کرے لیکن غور وفکر کے ساتھ قبول نصیحت کی نیت سے، ترتیل اور حفاظت وادب کے ساتھ، یوں سمجھے گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہے یا اللہ کلام خود بول رہا ہے۔ قرآن مجید کی قرأت انتہائی حضور قلب، صفائے باطن، ادب واحترام اور خشوع وانکساری کے ساتھ کرے ایک پارہ پڑھے یا دو پارے زیادہ پڑھنے کی خواہش کے مقابلے میں نصیحت وعبرت حاصل کرنے پر زیادہ توجہ دے اس لیے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے، اس لیے کہ وہ نہ تو حروف صحیح ادا کرتے ہیں نہ وقفوں کی رعایت کرتے ہیں نہ اس کی نصیحت وموعظت سے کوئی نصیحت حاصل کرتے ہیں نہ ہی اس کی مثالوں اور زجر وتوبیخ سے کچھ فکر حاصل کرتے ہیں۔

تلاوت سے فراغت حاصل ہو تو نماز چاشت دو یا چار رکعت پڑھے اس میں الحمد کے بعد والضحیٰ اور الم نشرح پڑھے اگر چار رکعت پڑھے تو پہلے ان سے پہلی والی دو سورتیں یعنی والشمس اور واللیل پڑھے اسی پر اکتفا کرے۔

اب اگر کچھ لوگ اس سے علم پڑھنا چاہتے ہوں تو نیت خالص کرے نفس کی خواہشات اور آسودگی سے پاک ہو کر اللہ کی رضا کے لئے ان علوم کی تعلیم دے جن کا ہم ذکر کر آئے ہیں اور شخص بہت زیادہ عالم وفاضل اور ذہین ہو اور وہ قرآن وحدیث سے اصطلاحات اور نکات نکال سکتا ہو تو وہ ضرورت کے مطابق یہ کام سرانجام دے فضول اور زائد چیزوں میں سرکھپانے کی ضرورت نہیں اسی طرح نہ اس سے اپنے ہمسروں پر فخر اور بڑائی کا اظہار کرے اور نہ اس کے ذریعے بادشاہوں کا قرب ڈھونڈھے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ذلت اور نقصان سے محفوظ کرے۔

اس کے بعد کھانے کا وقت آجائے گا کھانا اس نیت اور طریقے اور آداب کے ساتھ کھائے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں کھانے کے بعد اس نیت سے دن کو آرام کرے تاکہ رات جاگنے میں سہولت ہو سو کر اٹھے تو دو رکعت نماز شکرانہ پڑھے اور ذکر میں مشغول ہو جائے دن ڈھلے تو چار رکعت نفل ایک سلام سے پڑھے حنفی ہو یا شافعی اسی طرح پڑھے کیونکہ آنحضور

اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھی ہے ان میں فاتحہ کے بعد قرآن مجید کا ایک پارہ یا کم وبیش جس قدر پڑھ سکتا ہو پڑھے اگر قرآن مجید یاد نہ ہو تو ہر رکعت میں تین دفعہ آیۃ الکرسی پڑھے اس کے بعد چار رکعت سنت ظہر ادا کرے اور فرض جماعت کے ساتھ ادا کرے اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھے پھر دو رکعت نفل پڑھے اس سے فارغ ہو تو اپنی گزر گزران کا کام کرے، کتابوں کا مطالعہ کرے یا کتابت وغیرہ کرنی ہو تو وہ کرے الغرض عصر تک اپنے کام میں مشغول رہے عصر کی سنتیں پڑھ کر فرض باجماعت ادا کرے اور اپنے مقررہ اوراد و وظائف پڑھے ان سے فارغ ہو کر مغرب تک ذکر لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ میں مشغول رہے۔

اگر نماز مغرب سے پہلے فارغ ہو جائے تو نماز تک تسبیح واستغفار میں مصروف رہے مغرب کے فرض ادا کر کے دو رکعت سنت پڑھے پھر دو رکعت ایمان کی سلامتی کے لیے ادا کرے ان میں ہر رکعت کے بعد دس مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور تین دفعہ یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ دِیْنِیْ فَاحْفَظْهُ عَلَیَّ فِیْ حَیٰوتِیْ وَعِنْدَ وَفَاتِیْ وَبَعْدَ مَمَاتِیْ۔

"اے اللہ میں اپنا دین تیری پناہ میں دیتا ہوں تو میری زندگی وقت موت اور بعد الموت اس کی حفاظت فرما"۔

تاکہ اللہ تعالیٰ اسے ایمان پر ثابت قدم رکھے اور جانکنی کے عذاب اور رسوائی سے بچائے ہمارے مرشد نے یہی طریقہ ہمیں سمجھایا قدس اللہ سرہٗ۔

اگر طالب علم ہو تو وہ مغرب اور عشاء کے دوران میں مطالعہ اور سبق دہرانے میں اپنا وقت صرف کرے اس دوران گفتگو نہ کرے اس لیے کہ اس وقت گفتگو کرنے سے قلب مکدر ہوتا ہے وقت کی تروتازگی جاتی رہتی ہے۔ اور دل آخر شب تک نہیں کھلتا، اسی طرح نماز عشاء کے بعد بھی بغیر شرعی مجبوری کے گفتگو نہ کرے شرعی مجبوری نقصان نہیں دیتی یہ گفتگو بھی صرف بقدر ضرورت ہو۔

اگر سالک طالب علم نہیں تو اسے ذکر لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ میں مشغول رہنا چاہئے یہ ذکر اسی طرح ہو جیسے اسے سکھلایا گیا ہے اس وقت ذکر قلب کو ان طبعی امور کی کدورت سے پاک کرتا ہے جو دن کے وقت اسے پیش آئے ہیں اس طرح وہ رات کے اعمال کے لیے صاف ہو کر تیار

ہو جاتا ہے۔ عشاء کی چار سنتیں پڑھ کر فرض با جماعت پڑھے اس کے بعد چار یا دو رکعت سنت پڑھے قیام گاہ پر واپس آ کر ایک سلام سے چار رکعت مزید پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول آخر تک تیسری رکعت شروع سورہ حدید سے عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک اور چوتھی میں آخر سورہ حشر لَوْ اَنْزَلْنَا سے، پھر ذکر میں مشغول رہے اور اس طریقہ کا خیال کرے جو اسے بتایا گیا ہے۔

یعنی تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور فقراء کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو اگر دوسرے درویش نہ ہوں تو اکیلا ذکر کرے جس وقت دل روحانی کیفیت میں ڈوب جائے اور نفس شکستہ خاطر ہو تو مذکور کا مراقبہ کرے اگر خطرات سر اٹھانے لگیں تو وہی دعا پڑھے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اور سو مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بعد میں جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل کے علاوہ تمام حاملان عرش، ملائکہ مقربین اور تمام انبیاء و مرسلین پر تین دفعہ درود بھیجے جیسا کہ عموماً فقراء کی مجلسوں میں دیکھا اور پڑھا جاتا ہے اس کے بعد ستر دفعہ استغفار پڑھے اور اپنی موجودہ اور سابقہ غلطیوں، کوتاہیوں اور لغزشوں کو سامنے رکھے، پھر دعا مانگے اس کے بعد جتنا ہو سکے اپنے والدین، مشائخ طریقت، اساتذہ بھائیوں اور دوست احباب کے لیے قرآن مجید پڑھے اور ان کے علاوہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی ارواح کو اس کا ثواب بخشے اور فقرا کے طریقے کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر درود پڑھے۔

جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو اگر طالب علم ہو تو مطالعہ کرتا رہے اور اگر سالک ہے تو ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں مصروف رہے نیند غلبہ کرنے لگے تو فوراً سو جائے، نیند کو دفع نہ کرے ورنہ تہجد کے وقت اٹھنے میں تکلیف ہو گی اس نیت اور دعا کے ساتھ سو جائے کہ اللہ تعالیٰ عبادت میں اس کی مدد کرے اور وہ نفس کا حق بھی ادا کر سکے۔ سوتے وقت اس کا دل حاضر اور اس کی نگاہ، خداوندی کی طلب گار اور امیدوار ہو۔

دل میں شرماتا رہے کہ وہ ذات حق کے سامنے پاؤں پھیلا رہا ہے نفس کو یقین دلائے کہ گویا میں مرنے اور اپنی روح اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے جا رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کرنے کا اپنے آپ کو پابند سمجھے جس میں فرمایا گیا ہے۔ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ پھر آیۃ الکرسی، آمَنَ الرَّسُوْلُ اور سورہ کہف اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے آخر تک اور کلمہ شہادت پڑھے اور کہے۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اَللّٰهُمَّ

قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔

''الٰہی میں تیرا نام لے کر لیٹا اور تیری مدد سے اٹھوں گا اور جس دن تیرے بندے جمع ہوں اس روز مجھے عذاب سے بچا''۔

اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ اٹھے گا کہے اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ فِیْ اَحَبِّ الْاَوْقَاتِ اِلَیْكَ وَاَشْغِلْنِیْ بِطَاعَتِكَ فِیْہِ اے اللہ! مجھے اپنے پسندیدہ اوقات میں بیدار کر اور اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جس وقت اسے بیدار کر دے تو اٹھ کھڑا ہو اللہ کا ذکر کرے اور کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَرَدَّ اِلَیْنَا اَرْوَاحَنَا وَاِلَیْہِ الْبَعْثُ وَالنُّشُوْرُ اس اللہ کی تعریف ہے جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور ہماری روحیں ہمارے اندر واپس پھیریں اور اسی کے ہاتھ میں دوبارہ اٹھانا اور یوم حساب ہے۔

سبحان اللہ کہے اور استغفار پڑھے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اگر وقت اجازت دیتا ہے تو تہجد پڑھے تہجد کے لیے پہلے دو رکعت پڑھے ان میں آیۃ الکرسی اور امن الرسول پڑھے پھر کچھ دیر درود پڑھے اور کچھ دیر ذکر کرے۔ پھر دو رکعت پڑھے اور ان میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دخان پڑھے اس کے بعد دو رکعت اور پڑھے جن میں یٰسین اور انا فتحنا، اور سورۂ زمر یا سورہ حدید یا کوئی بھی دوسری سورت پڑھے پھر دو رکعت پڑھے اس میں سورۂ ملک اور مزمل پڑھے اس کے بعد والے دوگانے میں مکمل سورہ طٰہٰ یا اس کا کچھ حصہ پڑھے پھر وتر پڑھے ان میں سبح اسم، قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھے اور ان کے ساتھ دعائے قنوت شامل کرے، اس میں حنفیہ اور شافعیہ کے اقوال جمع کرے پھر درود پڑھے اور اول سحر تک ذکر میں مشغول رہے اب رات کا چھٹا حصہ باقی ہے اس میں اپنے والدین کے لیے تمام مؤمنین ومومنات اور تمام مسلمین ومسلمات کے لیے چاہے وہ زندہ ہیں یا مردہ استغفار کرے یہ استغفار مسلمان مردوں اور عورتوں کے تمام حقوق کی ادائیگی کو شامل ہو قریب صبح اس انداز کی دعا کرے جو اہل محبت اور ارباب عزیمت لوگوں کے شایان شان ہو اس لیے کہ یہ قبولیت کا خاص وقت ہے اس وقت اپنی حیثیت کے مطابق وہ دعا کرے جو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے۔

طالب حق کو چاہیے کہ وہ خسیس چیزوں کی طلب کے لیے دعا نہ کرے دعا اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بجالانے کے لیے ہونی چاہیے چنانچہ ارشاد ہوا۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔

دعا استقامت کے لیے اور اپنی عاجزی محتاجی ظاہر کرنے کی خاطر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم اور بخشش کا اظہار اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس طرح فرمایا ہے کہ جو اللہ سے سوال نہ کرے وہ اس پر ناراض ہوتا ہے اور انہیں تو اس کا لطف وکرم ہی کافی اور اس کی بخشش وعطا بے حساب ہے اس نے ہمیں زندگی عطا کی حالانکہ ہم کچھ بھی نہ تھے اور بغیر کسی استحقاق کے اس نے ہمیں ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازا پہلے ہماری کوئی عبادت تھی اور نہ خدمت وہ اب بھی ہم پر کرم کر رہا ہے اور آئندہ بھی احسان وکرم سے نوازے گا انشاء اللہ۔ مگر اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور بندگی کریں اور اوراد و وظائف اور استغفار پڑھیں تاکہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنی عطاو بخشش سے نوازے اور راضی ہو۔ اور جس پر اس کی صفات ازلیہ کے اسرار ظاہر ہو جاتے ہیں وہ جان لیتا ہے کہ کائنات میں جو امور واقع ہوئے یا ہو رہے ہیں، اور عبادات کے سلسلے میں جو جو اوامر ونواہی صادر ہوئے ہیں وہ ازلاً وابداً اس کی ذات کے لیے ثابت صفات کا مقتضیٰ ہیں چنانچہ عارف کوئی دلیل اور برہان نہیں طلب کرتا وہ تسلیم اور ایقان کا مظاہرہ کرتا ہے چنانچہ فضل خداوندی سے وہ ایمان، احسان اور عرفان کے مراتب کمال کو پہنچے گا۔ صبح صادق طلوع ہو تو وہ اعمال اور اوراد و وظائف سرانجام دے جو بیان ہو چکے ہیں۔

باب ۷:

سلسلۂ کبرویہ

سلسلۂ کبرویہ کی کئی شاخیں ہیں اس زمانے میں ترکستان اور کشمیر وغیرہ میں ان کی مشہور ترین شاخ امیر سید علی ہمدانی کی ہے خواجہ نقشبند کے ذریعے سے میرا خرقہ سلسلۂ کبرویہ کا نادر ترین خرقہ ہے۔

اس فقیر نے یہ خرقہ پہنا شیخ ابوطاہر کے ہاتھ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد شناوی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے شیخ عبدالوہاب شعراوی سے انہوں نے شیخ الاسلام زین الدین زکریا سے انہوں نے شمس محمد بن عمر الواسطی سے انہوں نے ابوالعباس احمد زاہد سے انہوں نے شہاب دمشقی سے انہوں

نے عبدالرحمٰن الشرقی سے انہوں نے احمد رودباری سے انہوں نے رضی الدین علی بن سعید غزنوی
معروف بہ لالا سے انہوں نے مجد و بغدادی سے اور انہوں نے شیخ نجم الدین کبریٰ سے۔

اسی طرح خرقہ پہنا شیخ ابو طاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے قشاشی
سے انہوں نے شناوی سے انہوں نے سید غضنفر بن جعفر ہزوانی مقیم مدینہ منورہ سے انہوں نے
شیخ تاج الدین عبدالرحمٰن بن مسعود گازرونی سے انہوں نے حافظ نورالدین احمد طاوسی سے
انہوں نے کہا میں نے تبرکا خرقہ پہنا محقق شریف سید علی جرجانی سے انہوں نے خواجہ علاء
الدین عطار سمرقندی سے انہوں نے خواجہ بہاء الدین محمد المعروف خواجہ نقشبند سے انہوں نے
شیخ سلطان الدین سے انہوں نے شیخ احمد مولانا سے انہوں نے شیخ بابا کمال حیدری سے اور
انہوں نے شیخ مقتدیٰ نجم الدین کبریٰ سے۔

اس کے علاوہ اس فقیر نے اس سلسلہ کا خرقہ پہنا اور طریقہ حاصل کیا اپنے والد شیخ عبد
الرحیم سے انہوں نے سید عبداللہ سے انہوں نے شیخ آدم بنوری سے انہوں نے شیخ احمد سرہندی
سے انہوں نے شیخ یعقوب العرفی الکشمیری سے انہوں نے شیخ حسین خوارزمی سے انہوں نے
شیخ حامی محمد بن صدیق الخبوشانی سے انہوں نے شیخ شاہ علی بیداوازی سے انہوں نے شیخ رشید
الدین بیداوازی سے انہوں نے سید عبداللہ برزش آبادی سے انہوں نے شیخ الحق الختلانی سے
اور انہوں نے امیر سید علی ہمدانی سے پھر سید علی ہمدانی نے حاصل کیا طریقہ شیخ شرف الدین محمود
بن عبداللہ المزرقانی اور شیخ تقی الدین علی الدوستی السمنانی دونوں سے انہوں نے شیخ علاء الدولہ
احمد بن محمد السمنانی سے انہوں نے شیخ نورالدین عبدالرحمٰن کسرفی الاسفرائنی سے انہوں نے شیخ
جمال الدین احمد الجورقانی سے انہوں نے شیخ رضی الدین علی لالا سے اور انہوں نے شیخ نجم
الدین کبریٰ سے طریقہ حاصل کیا۔

پھر شیخ مقتدیٰ نجم الحق والدین ابوالجناب احمد بن عمر بن محمد الخوارزمی الخیوقی المعروف
کبریٰ المشہور ولی تراش کو دو طرفہ سے خرقہ حاصل ہے ایک کی رو سے انہوں نے صحبت اختیار
کی اور خرقہ پہنا اور طریقہ حاصل کیا شیخ عمار بن یاسر سے انہوں نے شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر بن
عبداللہ السہروردی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے چچا عمر بن محمد سے انہوں
نے اپنے والد محمد بن عمویہ سے انہوں نے احمد بن یسار سے انہوں نے ممشاد الدینوری سے اور
انہوں نے ابوالقاسم جنید بغدادی سے آپ کی سند ذکر ہو چکی ہے۔

دوسری سند کی رو سے آپ کو اصل خرقہ اور طریقہ حاصل ہوا شیخ اسماعیل القصری سے انہیں شیخ محمد بن المالکیل سے انہیں شیخ داؤد بن محمد عرف خادم الفقراء سے انہیں شیخ ابوالعباس بن ادریس سے انہیں شیخ ابوالقاسم بن رمضان سے انہیں شیخ ابو یعقوب نہرجوری سے انہیں ابو یعقوب سوسی سے انہیں شیخ عبدالواحد بن زید سے انہیں شیخ کمیل بن زیاد سے اور انہوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خرقہ و طریقہ حاصل کیا قدس اللہ اسرارھم ورحمنابہم۔

طاؤسی	ابو طاوس تابعی کی طرف نسبت ہے۔
کسرفتی	بفتح کاف و کسر سین مہملہ و فا و نون معرب۔
جوریان	بضم جیم و سکون واؤ و رائے مہملہ و بائے عجمیہ۔
ابوالجناب	بفتح جیم و تشدید نون و باء موحدہ۔
خیوقی	بکسر خائے معجمہ و سکون یائے تحتیہ و فتح واؤ و کسر قاف۔
قصری	بفتح قاف و سکون صاد مہملہ و کسر رائے مہملہ۔

شیخ نجم الدین کبریٰ نے اصل خرقہ شیخ اسماعیل قصری کے ہاتھ سے پہنا اصل خرقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ بطور تبرک نہیں بلکہ بطور اصل ہے۔

محمد بن مالکیل، بسکون لام و کسر کاف و سکون یا مثناۃ تحتیہ۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ بعض مقامات پر مالکیل کی بجائے مانکیل نون سے درج کیا گیا ہے نہرجوری بفتح نون و سکون ہا و فتح رائے مہملہ و ضم جیم و سکون واؤ و کسر رائے مہملہ تحتیہ سوسی واؤ میان دو سین مہملہ اول مضموم و ثانی مکسور سوس کی طرف نسبت ہے جو مغرب میں ایک شہر ہے یا اس سے مراد شہر سوس ہے۔ جہاں حضرت دانیال پیغمبر کا مزار ہے۔

شیخ مجد الدین بغدادی نے اپنی کتاب تحفۃ البررہ میں بیان کیا ہے کہ خرقہ پوشی کی نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک حدیث متصل مستفیض کے ذریعے ثابت ہے انہوں نے لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرقہ پہنایا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو اور انہوں نے اس کا مکمل سلسلہ بیان کیا ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ محقق محدثین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اس اتصال کا انکار کیا ہے اس کے باوجود وہ حضرت جنید بغدادی اور ان کے طبقے کے مشائخ تک ہمیشہ خرقہ کی نسبت قائم کرتے آئے ہیں۔

وظائف سلسلۂ کبرویہ

مجھے میرے والد گرامی نے اجازت دیتے ہوئے خبر دی انہیں اجازت عطا کرتے ہوئے خبر
خ عظمت اللہ اکبر آبادی نے انہیں اجازت دیتے ہوئے اطلاع دی ان کے والد نے انہیں
ت اور خبر دی ان کے والد نے شیخ عبدالعزیز دہلوی سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا نور
والدین جعفر نور اللہ مرقدہٗ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کامل محقق صمدانی علی ثانی امیر سید علی
ن قدس سرہٗ کے طریقے کے مطابق اوراد و وظائف اور تقسیم اوقات یوں ہیں۔

صبح صادق طلوع ہو تو دو رکعت سنت فجر پڑھے سلام پھیرے تو ایک سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

حضرت موصوف نے اپنے مسودات میں لکھا ہے کہ جب میں سراندیپ میں حضرت
م علیہ السلام کی قدم گاہ کی زیارت کے لیے پہنچا نزدیک ہوا تو سحر کے وقت خواب میں
عظیم واقعہ دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ بہت بڑے بڑے مشائخ مجھے ملنے کے لیے آئے ہیں
ن میں شیخ نجم الدین کبریٰ بھی ہیں میں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت! افضل ترین ذکر
ونسا ہے کہ اس پر کار بند ہونے سے حق تعالیٰ کا قرب میسر آجائے، آپ نے فرمایا میں
ام روایات اور صحیح احادیث کی چھان بین کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو عظمت تسبیح
ں ہے وہ کسی دوسری چیز میں نہیں بیدار ہوا تو فوراً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث
ہن میں آئی۔

كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ
هُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

"دو کلمے جو زبان پر ہلکے میزان میں بھاری اور اللہ کو پسند ہیں یہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ
وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ"۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی
اللہ علیہ وسلم۔

شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات میں فرمایا ہے کہ جو شخص ہر روز صبح کے وقت ایک سو
دفعہ یہ تسبیح پڑھے گا اس کے ذمے کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔ مشائخ کرام اپنی وصیتوں میں
کہتے آئے ہیں کہ جو شخص اس تسبیح کو روز کا معمول بنا لے گا وہ اس کی برکت اور صفائی کا مشاہدہ

خود کرے گا۔ اسی طرح اس دعا کے بارے میں جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ اسے فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھنا چاہیے یہ ہے۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً" آخر تک۔

فرضوں کے بعد اورادِ فتحیہ پڑھے یہ اوراد ایک ہزار چار سو اولیائے کاملین کے بابرکت کلام کے تبرکات سے جمع کیے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایک کلمہ کے ذریعے فتح حاصل ہوئی ہے جو شخص حضور قلب کے ساتھ ان اوراد کو اپنا معمول بنا لے۔ وہ برکت اور صفائی محسوس کرے گا اور اسے ایک ہزار چار سو اولیاء کی ولایت سے بہرہ عطا ہوگا اگر ان اوراد کے فضائل اور خواص بیان کیے جائیں تو بات کافی طویل ہو جائے گی اس لیے کہ حضرت شیخ نے تین مرتبہ پوری دنیا کی سیر کی ہے اور ایک ہزار چار سو اولیاء سے ملاقات اور صحبت کی ہے ان میں سے چار سو اولیاء کی آپ نے ایک ہی جگہ یعنی سلطان خدائے بندہ کی مجلس میں زیارت کی اور ہر ولی سے رخصت کے وقت دعا اور نصیحتی رقعے کی درخواست کی، چنانچہ آپ نے یہ نصیحت نامے اپنے کپڑوں پر پیوند کر لیے، وہ اوراد واذکار جو بے ساختہ ان حضرات کی زبان پر جاری ہوئے وہ آپ نے جمع کر لئے چنانچہ یہ وہی اوراد ہیں۔ آپ سے منقول ہے فرمایا کہ میں جب بارہویں دفعہ مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف تشریف لا رہے ہیں میں اٹھا اور آگے بڑھ کر سلام عرض کیا آپ نے آستین مبارک سے کاغذوں کا ایک دستہ نکالا اور فرمایا لو یہ فتحیہ! میں نے آپ کے ہاتھ مبارک سے یہ کاغذات لے کر دیکھے تو وہ یہی اوراد تھے جنہیں اب فتحیہ کہا جاتا ہے اسی حوالے سے ان کا نام فتحیہ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

میر سید علی ہمدانی کے ختم کا طریقہ میرے والد گرامی نے اپنے قلم سے اس طرح لکھا ہے نصف رات کی ابتدا میں اٹھے تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد پندرہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے سلام کے بعد ہزار دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اس کے بعد ہزار بار پڑھے یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ اس کے بعد ایک ہزار ایک دفعہ یابدوح پڑھے اور سر گریبان میں ڈال کر مراقبہ کرے اور دیکھے کہ عالم غیب سے کیا چیز مشاہدہ ہوتی ہے فراغت کے بعد دوگانہ پڑھ کر اس کا ثواب میر سید علی ہمدانی کو بخشے۔

باب ۸:

سلسلۂ مدینیہ

طریقہ مدینیہ کی کئی شاخیں ہیں مغرب میں ان کی مشہور شاخ مغربیہ اور حضر موت میں عیدروسیہ ہے اس کی نسبت سید عبداللہ عیدروس کبیر کی طرف ہے اس فقیر کو ہر ایک کے ساتھ ارتباط اور نسبت حاصل ہے۔

میں نے اس سلسلے کا طریقہ حاصل کیا شیخ ابوطاہر سے انہوں نے حاصل کیا حرم مکی کے دو شیوخ شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ سالم البصری سے ان دونوں نے حاصل کیا شیخ عیسیٰ المغربی سے انہوں نے اپنے شیخ سعید بن ابراہیم جزائری مفتی عرف قدورہ سے انہوں نے شیخ محقق سعید بن مصری سے انہوں نے ولی کامل احمد محی الوہرانی سے انہوں نے شیخ الاسلام العارف باللہ سیدی ابراہیم التازی سے انہوں نے پیشوائے سلسلہ سیدی صالح بن موسیٰ زواوی سے انہوں نے شیخ معمر محمد بن مخلص سے انہوں نے شیخ مغلطائی بن فلیح سے انہوں نے ابوعبداللہ عریان سے انہوں نے اپنے والد شیخ جماعت طویل نامدی سے انہوں نے شریف ابومحمد الناجوزی سے انہوں نے قطب ابومحمد صالح سے انہوں نے قطب الطریقت شیخ ابومحمد بن المغربی سے طریقہ حاصل کیا۔

نیز حاصل کیا میں نے یہ طریقہ شیخ ابوطاہر سے انہوں نے شیخ احمد نخلی مکی سے انہوں نے سید عبدالرحمٰن بن علی باعلوی شاگرد سید عبداللہ علوی حداد سے۔ انہوں نے اپنے داماد سے انہیں طریقہ میں نسبت حاصل ہے سید محمد بن علوی مقیم مکہ سے انہوں نے طریقہ حاصل کیا سید عبداللہ بن علی صاحب الزھط سے انہوں نے شیخ بن عبداللہ عیدروس سے جن کی قبر احمد آباد میں ہے انہوں نے اپنے والد سید عبداللہ بن شیخ سے۔ انہوں نے اپنے چچا سید ابوبکر عیدروس صاحب عدل سے انہوں نے اپنے والد قطب سید عفیف الدین عبداللہ عیدروس سے یہی وہ بزرگ ہیں جن سے سلسلۂ عیدروسیہ منسوب ہے انہوں نے اپنے چچا سید عمر محضار سے انہوں نے اپنے والد سید عبدالرحمٰن بن محمد الشقاف سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی مولیٰ الدویلہ سے انہوں نے اپنے والد علی بن علوی سے انہوں نے اپنے والد علوی بن محمد سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی سے اور آپ تمام باعلوی مشائخ کے جد اعلیٰ ہیں انہوں نے شیخ ابومدین مغربی سے دو بزرگوں

کے واسطہ سے ایک شیخ عبداللہ صالح مغربی اور دوسرے شیخ عبدالرحمٰن مقتدی المغربی شیخ ابومدین نے شیخ عبدالرحمٰن کو خرقہ بھیجا تھا کہ وہ فقیہ مقدم محمد بن علی کو پہنائیں۔ وہ مکہ مکرمہ میں بیمار ہو گئے۔ پھر انہوں نے شیخ عبداللہ کو حضر موت بھیج کر انہیں خرقہ پہنوایا پھر شیخ مقتدیٰ ابومدین شعیب بن حسن المغربی نے طریقہ حاصل کیا اور خرقہ پہنا اپنے مرشد ابوالیعز سے انہوں نے شیخ علی بن حرزہم سے انہوں نے فقیہ حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد المعاضری المعروف ابوبکر ابن العربی الاندلسی اشبیلی سے انہوں نے امام حجۃ الاسلام ابوحامد محمد الغزالی سے انہوں نے امام الحرمین عبدالملک سے انہوں نے اپنے والد شیخ ابومحمد عبداللہ بن یوسف الجوینی سے انہوں نے شیخ العالم العارف ابوطالب المکی محمد بن علی بن عطیہ الحارثی سے انہوں نے ابوبکر بن ولف جحدر الشبلی سے انہوں نے سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی سے خرقہ اور طریقہ حاصل کیا۔

محمد بن علی فقیہ المقدم کو ایک دوسرے سلسلے سے طریقہ حاصل ہے اور وہ ان کے آباء واجداد کا طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے طریقہ حاصل کیا اپنے والد علی سے انہوں نے اپنے والد محمد صاحب مرباط سے انہوں نے اپنے والد علی خالع قسم سے انہوں نے اپنے والد علوی سے انہوں نے اپنے والد محمد سے انہوں نے اپنے والد مہاجر فی اللہ احمد سے انہوں نے اپنے والد عیسیٰ سے انہوں نے اپنے والد محمد سے انہوں نے اپنے والد علی العریضی سے انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق سے خرقہ وطریقہ حاصل کیا۔

اسی طرح ابومدین کا بھی ایک اور سلسلہ ہے جو نوری کی طرف واپس آتا ہے اور وہ یہ ہے شیخ ابومدین نے طریقہ حاصل کیا شیخ ابویعزا بنوری سے انہوں نے شیخ ابوشعیب ایوب سارِیہ بن سعید الصنہاجی سے انہوں نے شیخ عبدالجلیل سے انہوں نے شیخ ابوالفضل الجوہری سے انہوں نے اپنے والد ابوعبداللہ الحسین الجوہری سے انہوں نے شیخ ابوالحسین النوری رفیق بن البغوی سے آپ حضرت جنید کے خلیفہ اور رفیق تھے پھر حضرت جنید نے حاصل کیا سری سے۔

اس کے علاوہ ابومدین نے خرقہ پہنا امام ابوبکر طرطوسی سے انہوں نے شاشی سے انہوں نے شبلی اور انہوں نے حضرت جنید سے خرقہ پہنا۔

امام حجۃ الاسلام کا ایک اور طریقہ یہ ہے آپ نے خرقہ پہنا ابوعلی فارمدی سے اسی طرح ابوطالب مکی کا ایک طریقہ ہے صاحب نفحات نے اسی پر زیادہ اعتماد کیا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے طریقہ حاصل کیا محمد بن ابوعبداللہ احمد بن سالم البصری سے انہوں نے سہل بن عبداللہ

تستری سے۔ شیخ ابو طالب مکی "قوت القلوب" کے مصنف ہیں مشائخ نے کہا ہے کہ طریقت کی باریکیوں کے بارے میں قوت القلوب ایسی کتاب اسلام میں دوسری نہیں ملے گی۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہ تصوف کی بنیادی کتاب ہے اس کے بعد تصوف کے موضوع پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان کی اصل یہی کتاب ہے مثلاً احیاء العلوم، غنیۃ الطالبین، عوارف المعارف میری قوت کی اسناد اس طرح ہے۔

میں نے قوت القلوب کی اجازت حاصل کی شیخ ابو طاہر سے انہوں نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے شیخ محمد بن علاء بابلی سے انہوں نے احمد بن عیسیٰ بن جمیل کلبی سے انہوں نے علی بن ابو بکر قرانی سے انہوں نے ابو الفضل جلال الدین سیوطی سے انہوں نے شہاب احمد بن محمد الحجازی سے انہوں نے ابو اسحاق البرہان التنوخی سے انہوں نے ابو العباس احمد بن ابو طالب الحجازی سے انہوں نے ابو الفتح محمد بن یحییٰ البیرونی سے انہوں نے ابو علی محمد بن محمد عبد العزیز المہدوی سے انہوں نے کہا خبر دی مجھے میرے والد ابو طالب نے پھر ذکر کیا۔

مزید بزائے معجمہ، امیلہ بفتح الف وکسر میم وسکون تحتیہ اس کے بعد لام ہے، ہم نے یہ دونوں نام ابو طاہر سے اسی طرح ضبط کیے ہیں۔ مراغی بغین معجمہ وفتح میم شہر آذربائیجان کا ایک شہر ہے۔

فاروث بروزن فاروق آخر میں ثائے مثلثہ واسط اور بصرہ کے درمیان ایک شہر ہے۔

یافعی نے کہا ہے کہ زواوی زوادہ کی طرف نسبت ہے یہ بڑے پیٹوں اور موٹی موٹی رانوں والے لوگوں پر مشتمل ایک بڑا قبیلہ ہے اس کا مسکن اعمال اویسقیہ ہے وھط بفتح واؤ وسکون ہا آخر میں طاء مہملہ عدن کے نزدیک ایک بستی ہے۔ عدن، بفتحتین یمن میں ساحل سمندر پر ایک شہر ہے۔

عیتروس، بتحتیہ ومثناۃ شہروں کا نام ہے یہ عترسہ سے مشتق ہے اس کے معنی حصے یا ٹکڑے کا پکڑنا اور شدت کے آتے ہیں یہ شیخ عبد اللہ کا لقب ہے۔ کثرت استعمال سے ت دال میں بدل گئی ہے۔

مھضار بکسر المیم وسکون الخاء المہملۃ وفتح الضاد المعجمہ آخر میں رائے مہملہ یہ لقب فریاد کے وقت فوراً حاضر ہونے کی وجہ سے پڑا۔

سقاف، بسین مفتوحہ وقاف مشددہ مفتوحہ آخر میں فا صیغہ مبالغہ سے لقب ہے یعنی حال کو بہت زیادہ مخفی رکھنے والا۔ مولیٰ الدویلہ یعنی پرانے شہر کا والی۔ المقدم یعنی مقبرہ میں جس کی

پہلے زیارت کی جاتی اور باقیوں کی بعد میں اسی لیے انہیں مقدم التربۃ کہا گیا۔

ابو مدین: بفتح المیم وسکون الدال المہملہ وفتح التحتیۃ آخر میں نون۔ ابو یعزا بفتح التحتانی والعین المہملہ والزای المعجمہ۔ حرزہم: بکسر حا المہملہ وسکون الرا المہملہ وکسر الزای المعجمہ آخر میں ضمیر جمع مذکر۔ معافری بفتح میم وعین مہملہ وبعد الف فائے مکسورہ ورائے مہملہ۔ غزالہ: بفتح عین معجمہ تخفیف زائے معجمہ مضافات طوس میں ایک گاؤں ہے۔ جوینی: بضم الجیم وفتح الواؤ وسکون التحیۃ بعد میں نون۔ یہ جوین کی طرف نسبت ہے۔ نیشاپور کے نواح میں ایک بڑا گاؤں ہے۔

ابو طالب محمد بن عطیہ الحارثی عطیہ: بفتح عین مہملہ وکسر طاء مہملہ ویائے مشناۃ تحتانیہ حارثی بحاء وراء مہملتین وثائے مثلثہ، دلف: بضم الدال المہملہ وفتح اللام آخر میں فاء۔

جحدر: بفتح جیم وسکون حاء مہملہ وفتح دال مہملہ ورائے مہملہ۔

شبلی بکسر الشین المعجمہ وسکون الموحدہ وبعد باء لام یہ شبلۃ کی طرف نسبت ہے جو ایک گاؤں ہے۔

اسروشنہ بضم ہمزہ وسکون سین مہملہ وضم رائے مہملہ وفتح شین معجمہ وفتح نون بعد میں ہا ساکنہ ماوراء النہر کے شہروں میں سمرقند سے اس طرف ایک شہر ہے۔ صاحب مرباط بروزن محراب ساحل ہند پر ایک شہر ہے۔ خالع قسم نے بیس ہزار دینار سے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا تھا اس نے اس کا نام وہی رکھا جو بصرہ میں اس کے خاندان کی زمین اور گاؤں کا نام تھا وہاں اس درخت لگوائے پھر آہستہ آہستہ وہ قریہ بن گیا پھر وہ اس کے دوسری طرف منتقل ہوا تو لوگ اسے خالع قسم کہنے لگے۔

عریض: مصغر نام ہے ایک وادی کا جو مدینہ منورہ کے نزدیک ہے حضرت علی عریضی کی نسبت اسی وادی کی طرف ہے۔

خرقہ کے سلسلے میں عیدروسیہ اور اس میں تمام مبہم نام ہم نے ''نفحات قدسیہ'' سے نقل کیے ہیں سلسلہ عیدروسیہ کا تعلق سید عبدالقادر عیدروس سے ہے۔

خبر دی ہمیں شیخ ابو طاہر نے انہیں خبر دی شیخ احمد نخلی نے انہوں نے کہا ہمیں پنجگانہ نمازوں میں سے ہر نماز کے بعد اس دعا کی اجازت دی سید عبدالرحمٰن بن علی باعلوی نے جو سید عبداللہ کے شاگرد اور ان کے داماد ہیں انہوں نے خبر دی اپنے شیخ سید عبدالرحمٰن بن علوی حداد باعلوی سے اور وہ دعا یہ ہے۔

يـا الله يا لطيف يا رزاق يا قوى يا عزيز اسئلك تالهاً اليك واستغفراقاً فيك وفنـاءً بك عمـن سـواك ولطفاً شاملاً جلياً وخفياً ورزقاً هنياً ومرئياء وقـوة الايـمـان واليقين وصلابته فى الحق والدين وعزابك يدوم ويتخلد وشـرفـاً يبقى ويتابدلا يخالطه تكبر ولا تملوا ارادة فساد فى الله حق ولا علو انك سميع قريب وصلى الله عليه سيدنا محمدٍ وآلهٖ وصحبهٖ وسلم۔

میں عرض کرتا ہوں کہ سید عبداللہ حداد کا اشعار پر مشتمل ایک نہایت پر لطف اور قیمتی دیوان بھی ہے جو نصیحت اور سلوک کی باتوں پر مشتمل ہے آپ کے بھانجے سید عبداللہ عیدروس اور عید روسی نے اس کے بعض قصائد مجھے عطا کیے تھے۔

مجھے خبر دی آل علوی کی ایک جماعت نے ان میں سید عبداللہ بن جعفر شامل ہیں کہ آل باعلوی کے مشائخ کا ایک طبقہ ہمیشہ دوسرے طبقے کو وصیت کرتا آیا ہے کہ احیاء العلوم کو پڑھیں اسے یاد کریں اور اس پر عمل کریں۔ نیز اس کے اوراد و وظائف کی پابندی کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا ہے کہ عقائد میں ہمارے بزرگ اہل سنت و جماعت، فقہ میں امام شافعی کے پیروکار اور سلوک و تصوف میں احیاء العلوم پر کاربند ہیں۔

باب ۹:

سلسلہ شاذلیہ

اس فقیر نے طریقہ شاذلیہ کا خرقہ پہنا شیخ ابوطاہر کے ہاتھ سے انہوں نے خرقہ پہنا اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے خرقہ پہنا اور طریقہ حاصل کیا ایک جماعت سے ان میں سے سیدی احمد بن قاسم، علامہ ولی کبیر سید حسن الانجیبی شیخ ابراہیم العلقمی، اور سیدی محمد بن زین الدین، نمایاں ہیں۔ ان تمام مشائخ نے صحبت حاصل کی شیخ کمال الدین کی اور ان سے آداب طریقت اور رموز حقیقت حاصل کیے۔ شیخ کمال الدین نے صحبت پائی علامہ محمد بن محمد بن جرزی کی انہوں نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا تاج سبکی سے انہوں نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا۔ سیدی احمد بن عطاء اللہ اور سکندری صاحب الحکم سے انہوں نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا سیدی ابوالعباس المرشی سے انہوں نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا قطب ابوالحسن شاذلی سے۔

شیخ ابو طاہر نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا شیخ حرم شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ بن سا
سے انہوں نے شیخ عیسٰی مغربی سے انہوں نے شیخ ابو عثمان سعید بن ابراہیم جزائری سے ا
کے علاوہ شیخ ابو طاہر نے اجازت اور کتابت کے ساتھ اپنے مرشد کا خرقہ حاصل کیا۔ شیخ محمد
محمد بن سلیمان المغربی مقیم مکہ مکرمہ سے شیخ ابراہیم نے ان سے اپنی اولاد کے لیے خرقہ طلب
تھا چنانچہ انہوں نے ان کے لیے مدینہ منورہ خرقہ بھیجا۔ اور اجازت بھی لکھی اس لیے ان
آپ کی روایت صحیح ہے شیخ ابو طاہر شیخ ابو عثمان جزائری کے ہاتھ سے خرقہ حاصل کرنے میں ا
کے ساتھ اکٹھے نہیں ہوتے۔ شیخ عثمان مغربی نے خرقہ حاصل کیا ابو العباس احمد حجی الوہرانی
انہوں نے ابو سالم مہدی ابراہیم التازی سے صالح بن موسیٰ زواوی سے انہوں نے ابو عبدا
محمد بن محمد بن مخلص الطیبی سے انہوں نے شیخ علاء الدین مغلطائی سے انہوں نے سید ز
الدین ابو بکر اور سید ابو عبداللہ بن السید ابو الحسن الشاذلی سے اور ان دونوں نے حاصل کیا قطب
ابو الحسن الشاذلی سے پھر قطب نور الدین ابو الحسن علی بن عبداللہ بن عبدالجبار المشہور شاذلی
طریقہ حاصل کیا اور خرقہ پہنا اپنے مرشد شیخ عبدالسلام بن مشیش سے انہوں نے سید عبدالر
بن زیارت المدنی سے انہوں نے شیخ تقی الدین صوفی عرف فقیر (بصیغہ مصغر) انہوں نے
فخر الدین سے انہوں نے شیخ ابو الحسن علی سے انہوں نے شیخ تاج الدین محمد سے انہوں نے
شمس الدین محمد سے انہوں نے شیخ زین الدین محمد قزوینی سے انہوں نے شیخ ابو اسحٰق ابرا
البصری سے انہوں نے شیخ ابو القاسم مرونی سے انہوں نے شیخ فتح السعود انہوں نے شیخ
القروانی سے انہوں نے شیخ ابو محمد جابر سے انہوں نے السید الشہید الامام حسین ابن علی
انہوں نے اپنے والد امیر المومنین علی بن ابی طالب سے اور انہوں نے سید المرسلین
المذنبین قائد الغر المحجلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقہ حاصل کیا۔

سند حزب البحر

اس فقیر نے حزب البحر کی سند حاصل کی شیخ ابو طاہر سے انہوں نے شیخ احمد نخلی سے ان
نے شیخ محمد بن العلاء سے انہوں نے سالم السنہوری سے انہوں نے نجم الغیطی سے انہوں نے
الاسلام زکریا سے انہوں نے عز عبدالرحیم بن فرات سے انہوں نے تاج عبدالوہاب بن علی
سے انہوں نے اپنے والد تقی علی بن کافی السبکی سے انہوں نے شیخ احمد بن عطاء اللہ انہوں

امام شیخ ابوالعباس احمد بن عمر مرسی سے انہوں نے ابوالحسن شاذلی سے اس کے علاوہ اس نعمت کی اجازت مجھے اسی سند کے ساتھ احمد بن عطا سے بھی ہے خبر دی ہمیں شیخ ابوطاہر نے انہوں نے کہا خبر دی مجھے شیخ احمد نخلی نے انہیں خبر دی شیخ یحییٰ الشاوی نے انہیں تلقین کی شیخ سعید الجزائری نے انہیں شیخ سعید المقری نے انہیں ولی کامل احمد حجی نے انہیں عارف باللہ سیدی ابراہیم نے تلقین کی کہ دن رات میں ہر روز ایک دفعہ قرآن مجید کی یہ چار سورتیں بلاناغہ پڑھی جائیں۔

(۱) اقرا باسم ربك الذي خلق (۲) انا انزلنه فی لیلة القدر (۳) اذا زلزلت الارض (۴) لا یلاف قریش۔

باب ۱۰:

سلسلہ شطاریہ

اس علاقے میں سلسلہ شطاریہ کی ایک ہی شاخ ہے جس کا تعلق شیخ محمد غوث گوالیاری سے ہے حقیقت یہ ہے کہ شیخ محمد غوث سے پہلے اس سلسلے کی زیادہ شہرت بھی نہیں تھی۔ ہندوستان میں یہ سلسلہ عبداللہ شطاری سے جاری ہوا، البتہ اس کے بانی شیخ خداقلی ماوراءالنہری ہیں اس فقیر نے سلسلہ شطاریہ کا خرقہ شیخ ابوطاہر کے ہاتھ سے پہنا انہوں نے جواہر خمسہ کے عمل کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ انہیں خرقہ اور اجازت حاصل ہوئی اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہیں شیخ احمد قشاشی سے انہیں شیخ احمد شناوی سے انہیں سید صبغۃ اللہ سے انہیں شیخ وجیہ الدین گجراتی سے اور انہوں نے خرقہ واجازت حاصل کی شیخ محمد غوث گوالیاری سے۔

اس کے علاوہ میں نے خرقہ پہنا شیخ ابوطاہر کے ہاتھ سے انہوں نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے سید کلاں سے انہوں نے شیخ عیسیٰ سندھی برہان پوری سے انہوں نے شیخ لشکر محمد سے انہوں نے شیخ محمد غوث سے۔

شیخ محمد غوث گوالیاری صاحب جواہر خمسہ اور ناشر طریقہ شطاریہ نے یہ طریقہ حاصل کیا شیخ ظہور سے انہوں نے شیخ ہدایت اللہ سرمست سے انہوں نے شیخ محمد قاضی سے انہوں نے شیخ عبداللہ شطاری سے انہوں نے شیخ محمد عارف سے انہوں نے شیخ محمد عاشق سے انہوں نے شیخ خداقلی ماوراءالنہری سے انہوں نے ابوالحسن خرقانی سے انہوں نے ابوالمظفر ترک الطوسی سے انہوں نے شیخ ابویزید عشقی سے انہوں نے شیخ محمد مغربی سے اور انہوں نے تلقین پائی شیخ ابویزید

بسطامی کی روحانیت سے انہوں نے تلقین پائی سیدنا الامام جعفر الصادق کی روحانیت سے سند مذکور کے مطابق۔

سند دعائے سیفی وجواہر خمسہ

یہ فقیر سفر حج کے دوران لاہور پہنچا اور اس نے شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا تو آپ نے دعائے سیفی بلکہ جواہر خمسہ کے تمام اعمال کی اجازت عطا فرمائی اور اپنی سند بیان کی آپ اپنے زمانے میں سلسلۂ احمدیہ شطاریہ کے اعظم مشائخ میں سے تھے اور جب کسی کو اجازت عطا فرماتے تھے اسے دعوت کی رجعت (رکاوٹ یا واپسی) نہیں ہوتی تھی۔ آپ کی سند یہ ہے۔ شیخ بزرگ اور ثقہ حاجی محمد سعید لاہوری نے فرمایا میں نے اعمال جواہر خمسہ سیفی وغیرہ اور طریقہ شطاریہ حاصل کیا شیخ محمد مشرف لاہوری سے انہوں نے حاصل کیا شیخ عبد الملک سے انہوں نے شیخ بایزید الثانی سے انہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے اور انہوں نے شیخ محمد غوث گوالیاری سے طریقہ حاصل کیا۔

اس کے علاوہ اس فقیر کو طریقہ شطاریہ کی اجازت اپنے والد گرامی سے ملی انہیں شیخ لال میرٹھی سے انہیں شاہ پیر میرٹھی سے آگے یہ سند میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہی۔ اب میں نے کتاب العزیزیہ میں یہ سند پائی ہے۔ مجھے یہ سند صحیح معلوم ہوتی ہے سید ابراہیم ایرجی عن شیخ بہاء الدین شطاری انہوں نے فرمایا واضح رہے کہ سلسلۂ شطاریہ کے مشرب میں اسم ذات اللہ زبان یا دل سے کہے اور اسمائے صفات کو مدنظر رکھے یعنی سمیع بصیر علیم، خیال میں لائے اور برزخ یعنی صورت واسطہ (صورت مرشد) ذہن میں رکھے اسم ذات کی مد کھینچے اور شد پر زور دے اسے ناف کے نیچے سے شروع کرے اور دل میں اس کے لیے سننے والے دیکھنے والے اور جاننے والے کا تصور رکھے ایک دم (سانس) میں اسم ذات ایک دفعہ کہے مگر اسم مبارک سانس کے ابتداء سے آخر تک پھیل جائے یہ اس صورت میں ہے کہ اگر محاربہ کبیر نہ ہو اور اگر محاربہ کبیر ہو تو پھر ایک سانس میں اگر دو سو دفعہ اسم ذات کہہ سکے تو زیادہ بہتر ہے۔ جس وقت ان صفات میں استقرار حاصل کر لے تو دوسرے صفات تلقین کرے جنہیں صفات بنات کہتے ہیں یعنی سمیع، بصیر، سننے والا، دیکھنے والا دائم، قائم، حاضر، شاہد کچھ عرصہ بعد جب اس شغل میں مستقیم ہو جائے تو قادر، واحد، حی، قیوم، ظاہر و باطن، رؤف، نور، ہادی، بدیع، باقی کا شغل

اختیار کرے۔ ہر ذکر اور اسم میں عروج ونزول شرط ہے جب اس شغل میں قائم ہو جائے ملفوظات تلقین کرے یعنی۔ العلی الاعلی العظیم الاعظم الکبیر الاکبر القریب الاقرب اللطیف الالطف الکریم الاکرم النور الانور العلیم الاعلم۔

اس کے بعد "محاربہ کبیر" شغل کرائے یعنی سانس روک کر پوری شدت کے ساتھ ملاحظہ کے تصور کے ساتھ اتنا ذکر کرے کہ جسم سے پسینہ بارش کی طرح بہنے لگے اور ذکر کرنے والا بے ہوش ہو جائے اس کا فائدہ یہ ہے کہ جو چیز بھوک کاٹنے اور بہت زیادہ جاگنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ساری اس سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس قدر کافی ہے باقی مرشد سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

مراقبہ کے تین طریقے

واضح رہے کہ مراقبہ تین طرح پر ہے پہلی یہ کہ نماز کی صورت میں بیٹھے اور اس بات کو یقینی طور پر جانے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا سنتا اور جانتا ہے اس علم اور کیفیت سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل ہو گا تو مراقبہ نہیں رہے گا۔ اس مراقبہ میں مرشد سے رابطہ ضروری ہے۔ نماز، تلاوت اور دوسرے تمام احوال میں اس علم اور احساس کو ہاتھ سے نہ جانے دے اس میں استقامت حاصل ہو جائے تو دوسرے مراقبہ یعنی مراقبۂ مشاہدہ میں مشغول ہو۔ اس میں بھی اسی طریقہ یعنی نماز کی ہیئت میں بیٹھے اور منہ دل کے وسط کی طرف جھکا لے آنکھیں بند کر لے اور چشم باطن سے دل کو دیکھے اور تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یہ عمل اپنے کمال کو پہنچے گا تو تشبیہ کا حجاب اٹھ جائے گا اور سالک حقیقتاً اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔ اس کے تیسرے مرتبے کی طرف ترقی کرے اسے مراقبۂ معائنہ کہا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ ہیئت پر بیٹھے مگر نگاہ آسمان کی طرف کرے اور آنکھیں کھینچ کر اونچی کرے جیسے مرنے کے وقت ہوتی ہیں خیال یہ کرے کہ میری روح قالب سے نکل گئی ہے اور آسمان سے گزر کر حق تعالیٰ کے دیدار میں مشغول ہے جسے اس پر استقامت حاصل ہو گی وہ ایک سبز ڈورا دیکھے گا جس کا ایک سرا ساتویں آسمان پر اور دوسرا اس کے دل میں ہو گا مشائخ کے ہاں اس راستے کی سیر کا یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اس میں واسطہ صحیح نہیں۔

سند تسبیح

تسبیح کی سند مجھے عطا کی شیخ عبداللہ بصری مکی کے نواسے سید عمر نے انہوں نے کہا مجھے یہ

سند دی میرے نانا شیخ عبداللہ نے انہیں شیخ محمد بن سلیمان مغربی نے انہیں ابو عثمان الجزائری
نے انہیں ابو عثمان المقری نے انہیں سیدی احمد حجی نے انہیں سیدی ابراہیم تازی نے انہیں ابو
المرائی نے انہیں ابو العباس احمد بن ابوبکر رداد نے انہیں مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد فیروز
آبادی لغوی نے انہیں جمال الدین یوسف بن محمد الہ میری نے انہیں تقی الدین بن ابو ثنا محمود بن
یعلی نے انہیں مجد الدین عبداللہ بن ابو الحبیش المقری نے انہیں ان کے والد نے انہیں ال
الفاضل محمد بن ناصر نے انہیں ابو محمد عبداللہ سمرقندی نے انہیں ابوبکر محمد بن علی السلامی حداد نے
انہیں ابو نصر عبدالوہاب بن عبداللہ بن عمر نے انہیں ابوالحسن علی بن حسن بن قاسم صوفی نے۔

انہوں نے کہا میں نے ابوالحسن سے سنا اور ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی میں نے پوچھا
حضرت آپ ابھی تک تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں انہوں نے کہا میں نے اپنے مرشد جنید کو اسی
طرح دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی میں نے ان سے کہا حضور! آپ تسبیح لیے ہوئے ہیں
انہوں نے فرمایا میں نے اپنے مرشد سری بن المفلس سقطی کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو اسی طرح ان
سے پوچھا انہوں نے کہا میں نے اپنے مرشد معروف کرخی کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے ان
سے یہی سوال کیا جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے انہوں نے کہا میں نے اپنے مرشد عمر المکی کو دیکھا ان
کے ہاتھ میں تسبیح تھی چنانچہ میں نے ان سے یہی بات پوچھی جو تم نے مجھ سے پوچھی ہے انہوں
نے فرمایا میں نے اپنے مرشد حسن بصری کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے عرض کیا حضور! آپ
اس قدر عظمت شان اور حسن عبادت کے باوجود تسبیح لئے ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا یہ ایک ایسی
چیز ہے کہ ہم نے ابتدائے کار میں اسے شروع کیا اور آخری منزل تک اسے نہیں چھوڑ پائے۔ مجھے
یہ بات انتہائی محبوب ہے کہ میں دل زبان اور ہاتھ تینوں سے اللہ کا ذکر کروں۔

شیخ ابوالعباس رداد فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری کے قول سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے
کہ تسبیح صحابہ کے زمانے میں بھی موجود اور مستعمل تھی، حضرت حسن بصری کا یہ فرمانا کہ ہم نے
اسے ابتداء سے شروع کیا اس بات کی دلیل ہے کہ تسبیح صحابہ کے زمانے میں بھی موجود تھی اس
لیے کہ حضرت حسن بصری کی ابتداء ظاہر ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال باقی تھے کہ حضرت حسن بصری پیدا
ہوئے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
دیکھا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبضہ یوم الدار میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کی عمر

ہ برس تھی آپ نے حدیث کی روایت کی ہے حضرت عثمان، علی، عمران بن حصین، معقل بن
ر ابو بکر، ابو موسیٰ ابن عباس، ابن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت
ے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کی روایت کے بارے میں اختلاف مشہور ہے۔

سند دلائل الخیرات

دلائل الخیرات کی اجازت دی ہمیں ہمارے مرشد شیخ ابو طاہر نے انہیں اجازت دی شیخ
نخلی نے انہیں عبدالرحمٰن ادریسی المشہور محجوب نے انہیں ان کے والد احمد نے انہیں ان کے
دا احمد نے انہیں ان کے پردادا احمد نے انہیں دلائل کے مؤلف السید شریف محمد بن سلیمان
ولی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرمائی۔

سند قصیدہ بردہ

مجھے قصیدہ بردہ کی اجازت اور خبر دی شیخ ابو طاہر نے انہیں خبر دی شیخ احمد نخلی نے انہیں محمد
ن علاء العالمی نے انہیں سالم سنہوری نے انہیں نجم غیطی نے انہیں شیخ الاسلام زکریا نے انہیں
اسحاق الصالحی نے انہیں صلاح محمد بن محمد بن الحسن الشاذلی نے انہیں علی بن جابر الہاشمی نے
یں اس قصیدہ کے ناظم شیخ شرف الدین محمد بن سعید حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت
ر سند عطا فرمائی۔

کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ سلاسل طریقت کا بیان اس رسالے میں مکمل ہوا اس کے
ند علم حدیث اور فقہ کی اسناد کا بیان دوسرے موقع پر ہوگا۔

والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد
آلہ اجمعین ترجمہ مکمل ہوا۔

فقیر سید محمد فاروق شاہ القادری

خانقاہ عالیہ قادریہ شاہ آباد شریف، گڑھی اختیار خان
ضلع رحیم یار خان

الدرّ الثمین فی مبشّرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

عالم کشف ومشاہدہ اور رویاء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایتِ حدیث اور اکتساب فیض کے موضوع پر منفرد کتاب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وترجمہ

سید محمد فاروق القادری

فہرست مضامین



نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس قدر بلند فرمائی کہ جو بھی خواب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا، اس نے بلاشبہ آپ ہی کو دیکھا۔ اس نے شیطان کو سرے سے طاقت ہی نہیں دی کہ وہ خواب میں آپ کی شکل اختیار کر سکے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ واحد لاشریک ہے، اسی طرح میں شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد خاص اور رسول ہیں اور شفاعت کبریٰ کا منصب صرف آپ ہی کے لیے مخصوص ہے، درود وسلام نازل ہوں آپ کی ذات اقدس پر اور آپ کے آل اور اصحاب پر جو ہدایت کے ستارے اور پرہیزگاری کے رہنما ہیں۔

کمترین خلائق احمد جو ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلوی کے نام سے مشہور ہے، عرض کرتا ہے کہ احادیث مبارکہ میں سے یہ چالیس حدیثیں ہیں جو عالم خواب میں یا آپ کی روح مبارک کے مشاہدے کی حالت میں آپ سے روایت کی گئی ہیں، میں نے انہیں اس رسالے میں جمع کر دیا ہے۔ ان میں سے کچھ حدیثیں ایسی ہیں جنہیں کسی واسطے کے بغیر براہ راست ذات اقدس سے میں نے اخذ کیا ہے۔ اور بعض احادیث ایسی ہیں کہ آپ کی روایت میں میرے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو یا تین واسطے ہیں۔ میں نے اس کا نام الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم تجویز کیا ہے۔



(۱) مثالی صورتیں:

میں نے خواب میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ میں آپ کے حضور حاضر ہوں اور سامنے بیٹھا ہوں۔ آپ ٹھوڑی مبارک سینہ اقدس پر رکھے مراقبہ کی کیفیت میں ہیں، اس وقت آپ کی تین مثالی صورتیں مجھ پر ظاہر ہوئیں، پہلی مثالی صورت جسم مخروطی ہے جس میں جسم کے دونوں حصے (اوپر نیچے والے) کھلے (چوڑے) تھے، مگر اوپر والا حصہ نیچے والے کے مقابلے میں زیادہ چوڑا نظر آیا دوسری مثالی صورت جسم مدور کی تھی گویا کسی سخت چیز میں لکڑی گڑی ہوئی ہو تیسری مثالی صورت عود (لکڑی) کی تھی جو زمین میں گڑی ہوئی تھی اس لکڑی پر کسی ٹھوس چیز کی مانند جسم مبارک کی شبیہ تھی۔

اس کے بعد مجھ پر آشکارا ہوا کہ پہلی صورت آپ کی نسبت مبارکہ کی تمثیل ہے، یہ نسبت سفلی جسمانی مراتب اور بلند روحانی مدارج دونوں کی جامع ہے۔ دوسری صورت ان سالکین راہ کی نسبت کی تصویر ہے جن کی نسبت کے لیے صرف اسفل کے قریب قریب کشادگی ہے اور تیسری صورت میں ان مجذوبوں کی نسبت کا اظہار ہے جن کی نسبت کو اعلیٰ کے قرب میں لگاؤ ہے۔

جونہی میں نے ان تینوں صورتوں کے مفہوم اور مراد کو سمجھ لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر تبسم فرمایا اور بیعت لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے، میں آگے بڑھا، یہاں تک کہ میرے زانو آپ کے زانوئے مبارک سے مل گئے۔ آپ نے مصافحہ فرمایا اور دوبارہ ٹھوڑی مبارک سینہ اقدس پر رکھ کر مراقبہ میں چلے گئے اور آنکھیں بند فرمالیں۔ میں نے بھی آپ کی اتباع میں اپنی ٹھوڑی سینہ پر رکھی اور آنکھیں بند کرلیں۔ اس دوران میرے دل میں وہ تمام نسبتیں ظاہر ہوگئیں جنہیں میں پہلے سمجھ چکا تھا۔

(۲) چادر مبارک:

ایک دفعہ کھمبائت کے شہر میں عصر کی نماز کے بعد مراقبہ کی کیفیت میں تھا کہ آپ کی روح مبارک جلوہ گر ہوئی اور مجھے چادر اوڑھائی، اسی دم علوم شریعت کے بعض اسرار ورموز مجھ پر کھل گئے اور پھر یہ سلسلہ ہمیشہ بڑھتا رہا۔

(۳) حسنین کریمین:

میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما میرے غریب خانے پر تشریف لائے ہیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایسا قلم ہے

جس کی زبان (نوک) ٹوٹی ہوئی ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تا کہ قلم مجھے عطا فرمائیں اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا، یہ قلم میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ پھر اچانک قلم آپ نے ہاتھ ہی میں روک لیا اور فرمایا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسے درست کر دیں۔ پھر جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قلم ٹھیک کر دیا تو آپ نے مجھے دے دیا، اتنے میں ایک چادر لائی گئی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھاتے ہوئے فرمایا یہ چادر میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ چنانچہ یہ چادر آپ نے مجھے اوڑھا دی، بس اسی دن سے دینی علوم کی تصنیف و تالیف کے سلسلے میں میرا سینہ کھل گیا اور اس پر اللہ کا شکر ہے۔

(۴) تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل:

میں نے روحانی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کا مفہوم پوچھا "کنت نبیا و آدم منجدل بین الماء والطین" (میں تو اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم ابھی گل گارے میں تھے) تو آپ کی روح مبارک میری روح پر جلوہ گر ہوئی اور مجھے آپ کی وہ مثالی صورت دکھائی گئی، جو عالمِ اجسام میں آنے سے پہلے تھی۔ اس صورت کا فیضان عالم مثال میں جلوہ ریزی کر رہا تھا۔ گویا جس وقت حضرت آدم کا گل گارے سے خمیر اٹھایا جا رہا تھا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم مثال میں مکمل ظہور موجود تھا اور اسی ظہور کو آپ نے اس حدیث میں ''میں اس وقت بھی نبی تھا'' کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ عالم جسمانی میں جلوہ فگن ہوئے تو آپ کے ساتھ تمام مثالی قوتیں بھی عالم جسمانی میں منتقل ہوئیں، چنانچہ بے حد و حساب علوم ظاہر ہوئے۔

(۵) ایک حدیث کی تشریح:

میں نے روحانی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی تشریح کے لیے عرض کیا کہ جب کسی نے آپ سے پوچھا۔ این کان ربنا قبل ان یخلق خلقه (مخلوق کی تخلیق سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا) تو جواباً آپ نے سائل سے فرمایا کان فی عماء ما فوقه هواء ما تحته هواء وہ ایسے نقابوں (پردوں) میں تھا کہ اس کے سوا کچھ نہ تھا چنانچہ روح مبارک میری روح پر جلوہ گر ہوئی۔ روح مبارک ایک عظیم نور کی صورت میں تھی اور

اس ہیولانی بعد کی عظمت سے بھی بلند تھی جو خطوط شعاعیہ کے ملنے کے تمام مقامات کو محیط ہے۔ پھر کہا گیا کہ یہ نور ہے یعنی یہ وہی تجلی ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور خطوط شعاعیہ کے احاطہ سے مراد وہ قہر ہے جس کا اشارہ اس ارشاد الٰہی میں کیا گیا ہے وھو القاھر فوق عبادہ۔

(۶) شاہ ولی اللہ کا مقام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فقیر کو مخاطب کرتے ہوئے ایک روحانی اشارے میں فرمایا کہ منشاء الٰہی یہ ہے کہ امت مرحومہ کے تمام ایسے عمدہ خصائل جو ترک کر دیئے گئے ہیں، تمہارے اندر جمع کر دیئے جائیں۔

(۷) دست بہ کار دل بہ یار:

روحانی طور پر میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے لیے دنیوی اسباب اختیار کرنا بہتر ہے یا ان سے کنارہ کشی کرنا، آپ کی روح مبارک سے میری روح پر ایسا فیضان ہوا کہ شروع میں میرا دل اسباب دنیا اور اولاد سے سرد ہو گیا، تھوڑی دیر بعد ایسی کیفیت کا ظہور ہوا کہ اب میری طبیعت اسباب دنیا کی طرف اور میرا دل فیض حقیقی کی طرف مائل ہے۔

(۸) شیخین کی فضیلت:

روحانی طور پر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت کیوں حاصل ہے، جب کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نسب کے اعتبار سے افضل، علمی لحاظ سے برتر اور شجاعت کی حیثیت سے اپنا ثانی نہیں رکھتے اور پھر تمام صوفیائے کرام کو بھی آپ ہی سے نسبت ہے۔ اس کے جواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے دل پر فیضان ہوا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں، ایک ظاہری اور دوسری باطنی، آپ کی ظاہری حیثیت کی نمائندگی حضرات شیخین نے اس طرح کی کہ لوگوں میں عدل وانصاف قائم کرنے اور شرعی امور واحکام کی تبلیغ وترویج میں مصروف رہے۔ گویا اس طرح یہ دونوں خلفاء آپ کے جسم مبارک کے جوارح قرار پائے، رہی آپ کی باطنی حیثیت، سو اس کا تعلق فنا وبقا کے مدارج اور آپ سے اخذ کردہ علوم سے متعلق ہے یہ بھی ایک اعتبار سے ظاہری حیثیت کے ضمن میں آجاتے ہیں۔

(۹) مسلک حقہ:

میں نے روحانی طریقہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شیعہ مسلک کے متعلق پوچھا مجھے اشارہ کیا گیا کہ یہ مسلک جھوٹا ہے اور اس کا غلط ہونا لفظ ''امام'' سے ظاہر ہے۔ اس کیفیت سے واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ واقعی ان کے ہاں ''امام'' ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو معصوم ہوتا ہے، اس کی تابعداری فرض ہے اور اس پر باطنی وحی ہوتی ہے، حالانکہ یہی نبی کی تعریف ہے، لہٰذا اس عقیدے سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

(۱۰) مختلف مسالک اور طریقے:

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مذاہب اور طریقوں کے بارے میں پوچھا کہ آپ کے نزدیک ان میں سے کون سا مسلک یا طریقہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ آپ کی طرف سے میرے دل پر فیضان ہوا کہ یہ مسلک اور طریقے برابر ہیں، ان میں سے کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

(۱۱) ظاہر کی اہمیت اور فضیلت:

میں نے دیکھا ہے کہ جو علماء اور محدثین اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اپنے ظاہری لطائف (ظاہری شریعت اور اخلاق و اعمال) کو درست رکھتے ہیں، وہ ان صوفیاء کے مقابلے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند ہیں، جو اپنے باطنی لطائف کی درستی پر تو بہت زور دیتے ہیں، مگر ظاہری آداب اور لطائف کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے۔

(۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ ہیں:

ایک دفعہ مجھ پر بھوک کا غلبہ ہوا، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کے لیے کوئی انتظام کر دے۔ اس دوران میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو دیکھا کہ وہ کھانا ہمراہ لے کر آسمان سے اتر رہی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ میرے لیے کھانے کا بندوبست کر دیں، چنانچہ آپ نے کھانا مجھے عنایت فرمایا۔ اسی طرح اسی روز پچھلے پہر یا دوسرے روز علی الصبح میری یہ ضرورت پوری ہو گئی۔

(۱۳) وہ دیتے ہیں سب کچھ:

ایک رات مجھ پر پیاس کا غلبہ ہوا، ہمارے دوستوں میں سے ایک کو الہام ہوا کہ دودھ

بھرا پیالہ مجھے تحفہ بھجوائے۔ دودھ آیا تو میں پی کر سو گیا۔ اس وقت میں باوضو تھا، میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کی زیارت کی، آپ نے اشارتاً فرمایا کہ "یہ دودھ ہم ہی نے تمہیں بھجوایا تھا۔ تمہارے دوست کے دل میں ہماری طرف سے ہی یہ تقاضا ڈالا گیا تھا"۔

(۱۴) خواب میں بیعت:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ مجھے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، میں نے آپ سے بیعت کی، اور آپ نے مجھے نفی و اثبات کا طریقہ اسی طرح تلقین فرمایا جیسے صوفیائے کرام کا معمول ہے۔ چنانچہ والد گرامی نے مجھ سے اسی طرح بیعت لی اور نفی و اثبات کے ذکر کی تلقین کی، جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیعت لے چکے تھے اور انہیں تلقین کر چکے تھے۔

(۱۵) بال مبارک عطا کرنا:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ میں بیماری کی حالت میں تھا۔ مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے پوچھا۔ "بیٹے! تمہارا کیا حال ہے"؟ یہ کہہ کر آپ نے بیماری سے شفایابی کی خوش خبری دی اور داڑھی مبارک کے دو بال عنایت فرمائے میرے والد گرامی اس وقت تندرست ہو گئے اور نیند سے بیدار ہوئے تو موئے مبارک ان کے پاس موجود تھے، چنانچہ آپ نے ان میں سے ایک بال مبارک مجھے دیا، جواب تک میرے پاس موجود ہے۔

(۱۶) پسندیدہ درود:

میرے والد گرامی نے مجھے یہ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ اور آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں یہ درود پڑھا، تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا۔

(۱۷) عالم بیداری میں آنحضور ﷺ کی تشریف آوری:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ میرے شیخ عبداللہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے قرآن مجید ایک ایسے پرہیزگار قاری سے حفظ کیا، جو بیابان میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ ہم قرآن مجید کا ورد کر رہے تھے کہ اچانک اہل عرب کی ایک جماعت آگئی۔ آگے

آگے ان کا سردار تھا انہوں نے قاری (ہمارے استاذ) کی قرأت سنی تو سردار نے کہا بارک اللہ تم نے قرآن مجید کی قرأت کا حق ادا کیا ہے''۔ یہ کہہ کر وہ لوگ چل کھڑے ہوئے۔ اتنے میں اسی شکل وشباہت کا ایک اور شخص آ گیا، اس نے بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ رات فرمایا تھا کہ ہم فلاں جنگل میں قاری سے قرآن مجید کی قرأت سننے جائیں گے، چنانچہ ہم نے سمجھ لیا کہ جو سب سے آگے آگے تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ (استاذ) کہنے لگے بلاشبہ میں نے اپنی ان ظاہری آنکھوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

(۱۸) ہدیے مشترک ہوتے ہیں:

میرے والد گرامی نے فرمایا کہ ابتدائے طلب میں میں نے مسلسل روزے رکھنے کا ارادہ کیا۔ پھر علماء کے اختلاف کی بنا پر کچھ تردد ہوا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی، خواب میں آپ کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہدیہ میں سب شریک ہوتے ہیں آپ کی طرف بڑھا، تو آپ نے روٹی سے ایک ٹکڑا لے لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی بات دہرائی کہ ہدیہ مشترک ہوتا ہے چنانچہ میں آپ کے روبرو حاضر ہوا تو آپ نے بھی ایک ٹکڑا لے لیا۔ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہدیے سب کے لیے ہوتے ہیں، میں نے عرض کیا اگر ساری روٹی آپس میں بانٹ لی تو میرے پاس کیا بچے گا؟ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رک گئے۔

(۱۹) مشکل میں دستگیری:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ رمضان المبارک میں مجھے سفر کا اتفاق پڑ گیا۔ راستے کی تکلیف اور روزے نے بے حال کر دیا، اس دوران جونہی آنکھ لگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرمایا اور نہایت لذیذ کھانا مجھے عنایت فرمایا، جو چاول، حلوے، گھی اور خوشبودار چیزوں پر مشتمل تھا۔ میں نے پیٹ بھر کر کھایا، پھر آپ نے ٹھنڈا پانی عطا فرمایا، میں نے سیر ہو کر پیا، آنکھ کھلی تو بھوک تھی نہ پیاس، البتہ ہاتھ زعفران کی خوشبو سے معطر تھے۔

(۲۰) جمال محمدی:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی انا

املح واخی یوسف اصبح میں ملیح ہوں جب کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبیح تھے۔ مجھے اس کے معنی ومفہوم میں پریشانی ہوئی، اس لیے کہ صباحت کے مقابلے میں ملاحت عاشقوں کے لیے زیادہ بے قراری کا باعث بنتی ہے۔ جب کہ صورت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں مصر کی عورتوں کا ہاتھ کاٹ لینا اور بعض لوگوں کا جمال یوسفی کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو جانا ایک امر واقعہ ہے، مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔ تردد کے دوران مجھے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے اس بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے غیرت کی بنا پر میرا حقیقی جمال لوگوں سے مخفی رکھا ہے۔ اگر میرا اصلی حسن وجمال ظاہر ہو جائے تو لوگ اس سے کہیں زیادہ کر گزریں، جو انہوں نے حسن یوسفی کو دیکھ کر کیا تھا۔

(۲۱) حیراں ہوں آنکھیں بچھاؤں کہاں کہاں:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ میں نے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اس دوران مجھ پر اللہ کی طرف سے عطا کردہ آپ کے بعض ایسے کمالات ظاہر ہوئے جنہیں دیکھ کر میں آپ کے سامنے سجدے میں گر گیا۔ آپ نے انگلی مبارک دانتوں میں دبائی اور مجھے سجدے سے منع فرمایا۔

(۲۲) میلاد کا اہتمام:

میرے والد گرامی فرماتے تھے کہ میں یوم میلاد کے موقعہ پر کھانا پکوایا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک سال کوئی چیز میسر نہ آسکی کہ کھانا پکواؤں، صرف بھنے ہوئے چنے موجود تھے، چنانچہ یہی چنے میں نے لوگوں میں تقسیم کیے۔ خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، یہی چنے آپ کے سامنے رکھے ہیں، اور آپ نہایت خوش اور مسرور دکھائی دے رہے ہیں۔

(۲۳) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی۔ میں نے آپ سے اپنی قلبی نسبت کے بارے میں پوچھا کہ کیا میری نسبت بھی اسی انداز کی ہے، جو آپ حضرت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت عالیہ میں حاصل فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اپنے دل کی طرف توجہ کرو اور اپنی نسبت کا استحضار کرو، جونہی

انہوں نے اپنی نسبت کو بیدار کیا عرض کیا ہاں ہاں، یہی ہے۔

(۲۴) مقام فنافی الرسول:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھ پر اپنا تصرف فرمایا تو میں تمام مقامات طے کر کے ایسے مقام پر پہنچ گیا، جس سے آگے سوائے نبی کے اور کسی کا گزر ممکن ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری روح کو اپنی روح مبارک کے جلو میں لے لیا۔ اس پرواز میں میں نے آگ کا ایک دریا دیکھا۔ پھر مجھ پر صبر، توکل اور اس قسم کے دوسرے طے شدہ مقامات ظاہر ہونے لگے، گویا اصل مقامات یہی تھے اور جو کچھ پہلے گزر اوہ فروعی منزلیں تھیں۔

(۲۵) مسجد یاقوت:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مسجد میں تشریف فرما ہیں جو یاقوت کی طرح شفاف ہے، اس کا اندرونی حصہ باہر سے صاف نظر آرہا ہے۔ صحابہ کرام اور اولیائے عظام حلقہ کیے آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔ میں دروازہ پر پہنچا تو حضرت سید عبد القادر جیلانی اور شیخ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہما دونوں میری طرف بڑھے، حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اس پر میرا حق زیادہ ہے، اس لیے کہ اس کے آباء واجداد میرے ہی طریقے سے منسلک تھے۔ حضرت شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میرا حق اس پر زیادہ فائق ہے، اس لیے کہ اس کی تربیت اپنے نانا کے پاس ہوئی ہے اور ان کا تعلق میرے سلسلے سے تھا۔ پھر دونوں کا ان بات پر اتفاق ہو گیا کہ پہلے شیخ بہاء الدین میری تربیت کریں اس کے بعد حضرت سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ جو چاہیں فیض عطا فرمائیں۔ چنانچہ شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ مجھے مسجد میں لے گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھا دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مراقبہ سے) جونہی چشم مبارک کھولی تو سب سے پہلے مجھ پر نظر ڈالی۔

(۲۶) کیا ہے جو ان پہ عیاں نہیں:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو سید بتلاتا تھا، مجھے اس کے نسب کے بارے میں شک تھا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے

ہیں اور وہ شخص آپ کی چارپائی کے نیچے سو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر یہ صحیح النسب نہ ہوتا تو اس مقام پر نہ ہوتا۔

(۲۷) تمباکو نوشی بارگاہ نبوت میں ناپسند ہے:

میرے والد گرامی نے فرمایا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک شخص خود تمباکو نوشی (حقہ وغیرہ) نہیں کرتا تھا مگر اس نے مہمانوں کے لیے یہ انتظام کر رکھا تھا، چنانچہ اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی (خواب میں یا بیداری میں اس کا صحیح علم نہیں ہے) دیکھا کہ آپ اس کی طرف تشریف لا رہے ہیں، پھر اچانک آپ نے رخ پھیرا اور واپس چل دیئے۔ اس کا بیان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک تیز تیز اٹھانے شروع کئے تو میں پیچھے دوڑا اور عرض کیا حضور! میرا قصور کیا ہے؟ فرمایا تیرے گھر میں حقہ ہے اور یہ ہمیں ناپسند ہے۔

(۲۸) تمباکو نوش کو بارگاہ نبوت میں اجازت نہ ملی:

میرے والد گرامی نے بتایا کہ دو شخص صالحین میں سے تھے، ان میں سے ایک عابد بھی تھا اور عالم بھی، جب کہ دوسرا عالم نہ تھا مگر عابد تھا، دونوں نے ایک ہی رات ایک ہی وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ عابد کو تو مجلس مبارک میں باریابی کی اجازت ملی مگر (عالم و عابد) کو اذن نہ ملا، عابد نے وہاں پر موجود لوگوں سے عالم کو اجازت نہ ملنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ عالم تمباکو نوشی کرتا ہے اور تمباکو بارگاہ نبوت میں پسند نہیں ہے۔ صبح ہوئی تو یہ عابد عالم کے پاس پہنچا، دیکھا کہ رات کے واقعے کی بنا پر رو رہا ہے۔ عابد نے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت نہ ملنے کا سبب بتایا، چنانچہ اس نے اسی وقت حقہ نوشی سے توبہ کی۔ دوسری رات دونوں نے اسی صورت میں پھر زیارت کی، اس مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کو بھی باریابی کی اجازت بخشی اور اپنے قرب سے نوازا۔

(۲۹) علی مرتضیٰ اولیاء اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطہ ہیں:

میرے عم محترم نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسے راستے پر چل رہا ہوں جہاں کوئی اور موجود نہیں ہے۔ اچانک ایک شخص نے مجھے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور فرمایا اے سست رو! میں علی ہوں، مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا

ہے کہ تمہیں ان کی خدمت میں لے چلوں، ہم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ کے نیچے لیا اور پھر اپنا ہاتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کرتے ہوئے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہاتھ ابو الرضا محمد کا ہے، چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمانے لگے کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ (یہ) لفظ بول کر آپ نے تیری طرف (شاہ ولی اللہ کی طرف اشارہ فرمایا) کے درمیان واسطہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے ذکر واذکار تلقین کیے۔

(۳۰) شیخ ابو الرضا کا مقام:

میرے عم محترم نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ برابر مجھے اپنا قرب عطا فرماتے گئے، یہاں تک کہ میں آپ ہی کا وجود ہو گیا (یعنی میرا وجود مٹ گیا یہ فنافی الرسول کا مقام ہے)

(۳۱) بارگاہِ نبوت میں شیخ قشاشی کا استغاثہ:

مجھے شیخ ابو طاہر نے شیخ قشاشی کے حوالے سے بتایا کہ ایک دفعہ شیخ قشاشی نے اپنی کسی مشکل کے حل کی خاطر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں فریاد لکھی۔ اس استغاثے کا مضمون کچھ اس طرح تھا، یارسول اللہ! آپ مجھ سے زیادہ قریب ہیں یا یہ (استغاثہ)؟ آپ کے اس قرب کے صدقے جو مجھے حاصل ہے میرے دور ہونے سے پہلے آپ نے میری دستگیری کی اور اسی قرب کے طفیل میری تمام دینی دنیوی مشکلیں آسان ہوئیں۔ اور کون ہے جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہے؟ چھ ماہ گزرے تو سید محمد بن علوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے فرمایا احمد قشاشی کو ہمارا اسلام اور ہماری شفاعت کی خوشخبری پہنچا دو۔ دوسری رات انہیں پھر زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا احمد قشاشی کو ہمارا اسلام پہنچا دو اور کہو کہ وہ بہشت میں ہمارے ساتھ رہے گا۔

(۳۲) اہل نسبت کے مقامات:

مجھے شیخ ابو طاہر نے شیخ احمد نخلی کے حوالے سے بتایا، شیخ احمد نخلی کا بیان ہے کہ شیخ عیسیٰ بن کنان خلوتی نے مجھے حکم دیا کہ میں مکہ مکرمہ میں ان کی جانشینی کے فرائض انجام دوں تا کہ طریقہ خلوتیہ کے بزرگ تہجد کی نماز کے بعد میرے پاس جمع ہو کر ان کے تلقین

کردیا اور دو وظائف پڑھا کریں۔ صورت یہ تھی کہ میرا دلی میلان سلسلۂ نقشبندیہ کی طرف تھا، دوسری طرف شیخ عیسیٰ کی حکم عدولی بھی مجھ پر گراں تھی، میں بہت پریشان ہوا۔ چنانچہ میں نے استخارہ کیا اور استخارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو وسیلہ بنایا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی سال مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ میں جونہی مدینہ منورہ پہنچا، جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر آپ کے سرہانے کی طرف سے اس دروازے کے سامنے موجود ہوں، جو محراب اور قبر انور کے درمیان واقع ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفاء کرام قبلہ کی طرف مسجد نبوی کے اس حصے میں تشریف فرما ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد میں شامل کیا تھا۔ میں تیزی سے آنحضور صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بڑھا، پہلے میں نے آپ کے ہاتھ چومے پھر باری باری خلفاء اربعہ کی دست بوسی کی۔ فارغ ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ سے مجھے پکڑا اور روضہ مقدسہ کی طرف لے چلے۔ خلفاء اربعہ بھی ساتھ ساتھ تھے، میں نے دیکھا کہ قبر انور کے سرہانے، پہلی صف کے برابر ایک نیا خوبصورت مصلیٰ بچھا ہوا ہے جیسا کہ عموماً محراب مساجد میں بچھایا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیخ تاج کا مصلیٰ ہے اس پر بیٹھ جاؤ۔

حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ (اللہ ان کے ذریعے ہمیں دنیا و آخرت میں فائدہ مند کرے ولی اللہ اور عارف باللہ تھے۔ آپ ۱۰۴۰ھ تک مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر رہے، آپ نے خاصا طویل عرصہ وہاں گزارا اور بالآخر مکہ مکرمہ ہی میں واصل بحق ہوئے۔

شیخ احمد نخلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے مرشد ہیں مگر یہ میرے لیے آپ کی طرف سے خصوصی سند ہے۔ شیخ احمد نخلی نے شیخ ابو طاہر کو خرقہ پہنا کر اجازت عطا فرمائی اور شیخ ابو طاہر نے اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو خرقہ پہنا کر اجازت بخشی۔

(۳۴) اہل نظر کے آداب:

مجھے شیخ ابو طاہر نے بتایا، انہوں نے کہا مجھے خبر دی شیخ احمد نخلی نے انہوں نے فرمایا مجھے خبر دی ہمارے شیخ السید السند احمد بن عبد القادر نے انہیں بتایا شیخ جمال الدین

قیروانی نے، انہیں اطلاع دی ان کے مرشد یحییٰ خطاب مالکی نے، انہوں نے کہا، ہمیں خبر دی ہمارے چچا شیخ برکات خطاب مالکی نے، انہیں خبر دی ان کے والد نے، انہیں اطلاع دی ان کے والد شیخ محمد عبدالرحمٰن الخطاب نے، جو شارح ہیں "مختصر الخلیل" کے ان کا بیان ہے کہ ہم اپنے شیخ عارف باللہ عبدالمعطی التونسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب ہم روضہ مقدسہ کے قریب پہنچے تو پا پیادہ ہوگئے۔ ہمارے شیخ عبدالمعطی رحمۃ اللہ علیہ چند قدم اٹھاتے، پھر رک جاتے الغرض وہ اسی کیفیت میں روضہ مقدسہ پر پہنچے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے کچھ ایسی باتیں کہیں جو ہماری سمجھ سے بالا تھیں۔ واپس پلٹے تو ہم نے شیخ سے رک رک کر چلنے کی وجہ پوچھی، انہوں نے فرمایا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت طلب کرتا تھا، اجازت ملتی تو قدم اٹھاتا، ورنہ رک جاتا، اسی طرح میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاری نے آپ سے حدیثیں روایت کی ہیں وہ صحیح ہیں، فرمایا صحیح ہیں، میں نے عرض کیا، میں آپ سے حدیثیں روایت کروں، فرمایا شوق سے۔ چنانچہ شیخ عبدالمعطی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ خطاب کو یہ اجازت عطا فرمائی، پھر ان میں ہر ایک دوسرے کو اجازت دیتا رہا۔ چنانچہ شیخ احمد بن عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ نخلی کو اس سند کے ساتھ روایت کرنے کی اجازت دی۔ شیخ نخلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو طاہر کو اجازت بخشی اور شیخ ابو طاہر نے مجھے اجازت عطا فرمائی۔

میں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ہاتھ سے اسی سند کے ساتھ، انہی الفاظ میں حدیث لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ البتہ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ شیخ عبدالمصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ زیارت سے فارغ ہوکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری اور مسلم دونوں کتابوں احادیث کی صحت کے متعلق پوچھا، آپ نے دونوں کی تصدیق کی اور دونوں کی روایت اجازت عطا فرمائی۔

(۳۴) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت:

مجھے شیخ ابو طاہر نے بتایا، انہیں شیخ احمد نخلی نے خبر دی، انہیں بابلی نے بتایا، انہیں سالم نے بتایا، انہوں نے نجم غیطی سے روایت کی، انہوں نے شمس محمد بن محمد بن العثمانی کی زبانی بیان

میں نے خواب میں مکہ مکرمہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے سورۂ نحل
ابتدائی حصہ پڑھ کر سورۂ نحل اور تمام قرآن مجید کی اجازت عطا فرمائی۔ شیخ ابو طاہر نے مجھے
اجازت بخشی۔

(۳۵) مصافحہ مبارکہ کی شان:

مشابکہ[1] کیا مجھ سے سید عمر بن بنت شیخ عبداللہ بن سالم نے، انہوں نے کہا مشابکہ کیا
سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا مجھ سے مشابکہ کیا شیخ محمد بن سلیمان نے اور انہوں
نے کہا بلا شبہ جس نے مجھ سے مشابکہ کیا وہ جنت میں داخل ہوا اس لیے کہ یہ بات (جس
نے مجھ سے مشابکہ کیا) کہہ کر میرے ساتھ مشابکہ کیا میرے مرشد جزائری نے اور یہی
بات کہہ کر مشابکہ کیا ان سے ابو عثمان مقری نے، اور اسی طرح مشابکہ کیا ان سے ابو سالم
تازی نے، انہوں نے سید صالح زومادی سے، انہوں نے عزالدین بن جماعت سے،
انہوں نے شیخ محمد شیریں سے، انہوں نے شیخ سعد الدین زعفرانی سے، انہوں نے اپنے
والد محمود زعفرانی سے، انہوں نے ابوبکر سواسی اور ناصر الدین علی بن ابوبکر ذوالنون ملیطی
سے، ان دونوں نے محمد بن اسحاق القونوی سے، انہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی
سے، انہوں نے شیخ احمد بن مسعود شداد المقری موصلی سے، انہوں نے شیخ علی بن محمد الحاکمی
البامری سے، انہوں نے شیخ ابوالحسن باغوزائی سے مشابکہ کیا، شیخ ابوالحسن کا بیان ہے کہ
میں نے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے اپنی انگلیاں میری
انگلیوں میں ڈالتے ہوئے فرمایا اے علی! مجھ سے مشابکہ کر! جس نے مجھ سے مشابکہ کیا وہ
جنت میں داخل ہوا، جس نے مجھ سے مشابکہ کرنے والے سے مشابکہ کیا، وہ جنت میں
داخل ہوا اس طرح آپ نے سات تک گنا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا
کہ میری انگلیاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں میں تھیں۔ شیخ تازی نے فرمایا کہ جو
کوئی کسی سے مشابکہ کرے، یہی کہے کہ مجھ سے مشابکہ کر جس نے مجھ سے مشابکہ کیا وہ
جنت میں داخل ہوا۔

---

[1] یہ مصافحہ کی ہی قسم ہے اس میں دونوں ملنے والے محبت کی بنا پر ایک دوسرے کی انگلیاں آپس میں پھنسا لیتے ہیں اور اس طرح باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ کرم کسی کو یہ شرف بخشتے ہوئے کچھ فرمایا تو یہ سنت آگے چلتی رہی اسے مشابکہ کہتے ہیں۔

(۳۶) اللہ کے قریب کون ہے:

مشافہہ[۱] کرایا مجھے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے، انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے اپنے مرشد بھائی شیخ احمد القلعشدی میقاتی سے، ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے شیخ احمد شناوی کے ہمراہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوا، ہم نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ میرے شیخ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے قریب ترین کون شخص ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا جو اپنی ذات وصفات کو اس کی ذات وصفات میں فنا کردے۔ میں نے کہا بالکل یہی خلاصہ ہے اس حدیث قدسی کا جس میں فرمایا گیا فاذا احببتہ بہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ (الخ) اور جب میں اپنے بندے سے محبت کرنے لگتا ہوں، تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ (الحدیث)

(۳۷) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ فاتحہ پڑھنا:

مشافہہ کرایا مجھے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد سے، ان کا بیان ہے کہ میں نے قشاشی سے سورہ فاتحہ، اور سورہ بقرہ کا ابتدائی حصہ، اسی طرح پڑھا جس طرح انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا تھا۔

(۳۸) سورۂ اذا زلزلت کی تعلیم بارگاہ نبوت سے:

مشافہہ کرایا مجھے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد سے، ان کا بیان ہے کہ میں نے سورۂ اذا زلزلت فقیہ مصری شیخ تقی الدین عبد الباقی الحنبلی سے اسی طرح پڑھی، جس طرح انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھی اور سنی۔

(۳۹) سورۂ کوثر سماعا وقراۃ:

مشافہہ کرایا مجھے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد سے، ان کا بیان ہے کہ میں سورہ کوثر کو سماعا اور قراۃ (پڑھنا اور سننا) عارف باللہ شیخ محمد بن محمد الدمشقی سے اس طرح روایت کرتا ہوں، جس طرح خواب میں انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھی سنی۔

۱۔ مشافہہ بھی مشابکہ کی طرح روایت حدیث کی ایک قسم ہے اس کا مطلب ہے کہ بیان کرنے والا سننے والے کے سامنے وہ ہیئت اور کیفیت اختیار کرے جو اس نے روایت کے وقت اپنے شیخ کی حالت دیکھی ہے۔

(۴۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بخاری پڑھانا:

مجھے شیخ ابو طاہر نے بتایا، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہیں قشاشی نے بتایا، انہیں شناوی نے اطلاع دی، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہیں شعراوی نے خبر دی، انہیں شیخ الاسلام زکریا نے بتایا، انہیں شرف الدین ابو الفتح المراغی نے خبر دی، انہیں شرف الدین اسماعیل الجبرتی الزبیدی العقیلی نے بتایا، انہیں علی بن عمر الوانی نے بتایا، انہیں شیخ محقق محمد بن علی بن عربی نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ مکرمہ میں ہوں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باب الجہاد اور باب الحزورہ کے درمیان محمد بن خالد الصلافی الصدفی التلستانی کو بخاری پڑھا رہے ہیں، مجلس برخاست ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی کی طرف منہ کرتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ! ہم نے اچھی باتیں سنیں اور ہمیں آگاہی ہوئی ۔ ہمیشہ ہمیں سکون و عافیت عطا کر، ہمارے دلوں کو پرہیزگاری کی دولت عطا فرما اور ہمیں ان باتوں کی توفیق دے جن پر تو راضی ہے۔

یہ مبشرات میں سے چالیس حدیثیں ہیں جنہیں ہم نے اس مختصر سے رسالے میں جمع کر دیا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہوا ہے۔

حرف آخر:

میرے والد گرامی نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت زکریا علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپ نے طریقہ نقشبندیہ کے مطابق مجھے اسم ذات کے ذکر کی تلقین کی، چنانچہ جس طرح حضرت زکریا علیہ السلام نے انہیں تلقین کی تھی میرے والد گرامی نے مجھے تلقین کی۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ آپس میں جھگڑ رہے ہیں، نوبت گالی گلوچ تک پہنچی۔ ان کی صورت خنزیر کی شکل کے ایک جانور کی مثال میں نمودار ہوگئی، میں لاٹھی اٹھا کر اس کے پیچھے دوڑا تا کہ اسے مار ڈالوں اس نے مجھے دیکھ کر کہا اگر تم مجھے مارو گے تو میری برائی اور شر کی قوت مجھ سے بدرجہا بدتر جانور کی شکل میں ظاہر ہوگی۔ میں مرعوب ہوگیا اور میں نے حضرت لوط علیہ السلام سے فریاد کی۔ آپ نے کرم فرمایا مجھ سے گفتگو کی تو میرا خوف جاتا رہا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ہم لوگ (انبیاء و رسل) مخلوق کو ہمیشہ فتنہ انگیزی اور شر و فساد سے روکتے آئے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے کہ جب ایک دفعہ شروع ہو جاتی ہے تو پھر ہمیشہ کسی نہ کسی شکل و صورت میں چلتی رہتی ہے، اس پر یہ رسالہ مکمل ہوا، اول و آخر ظاہر و باطن ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر ہے۔

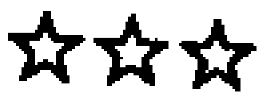
یہ رسالہ اللہ تعالیٰ کی امداد سے تکمیل کو پہنچا۔ درود و سلام ہو اس کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ثواب کی خوشخبری اور عذاب کی وعید لے کر آئے ہیں اور ان کے صدقے ان کی آل اور اصحاب پر جن کے ساتھ نرمی اور سہولت کا وعدہ کیا گیا ہے اور جو ارباب دانش و بینش ہیں۔

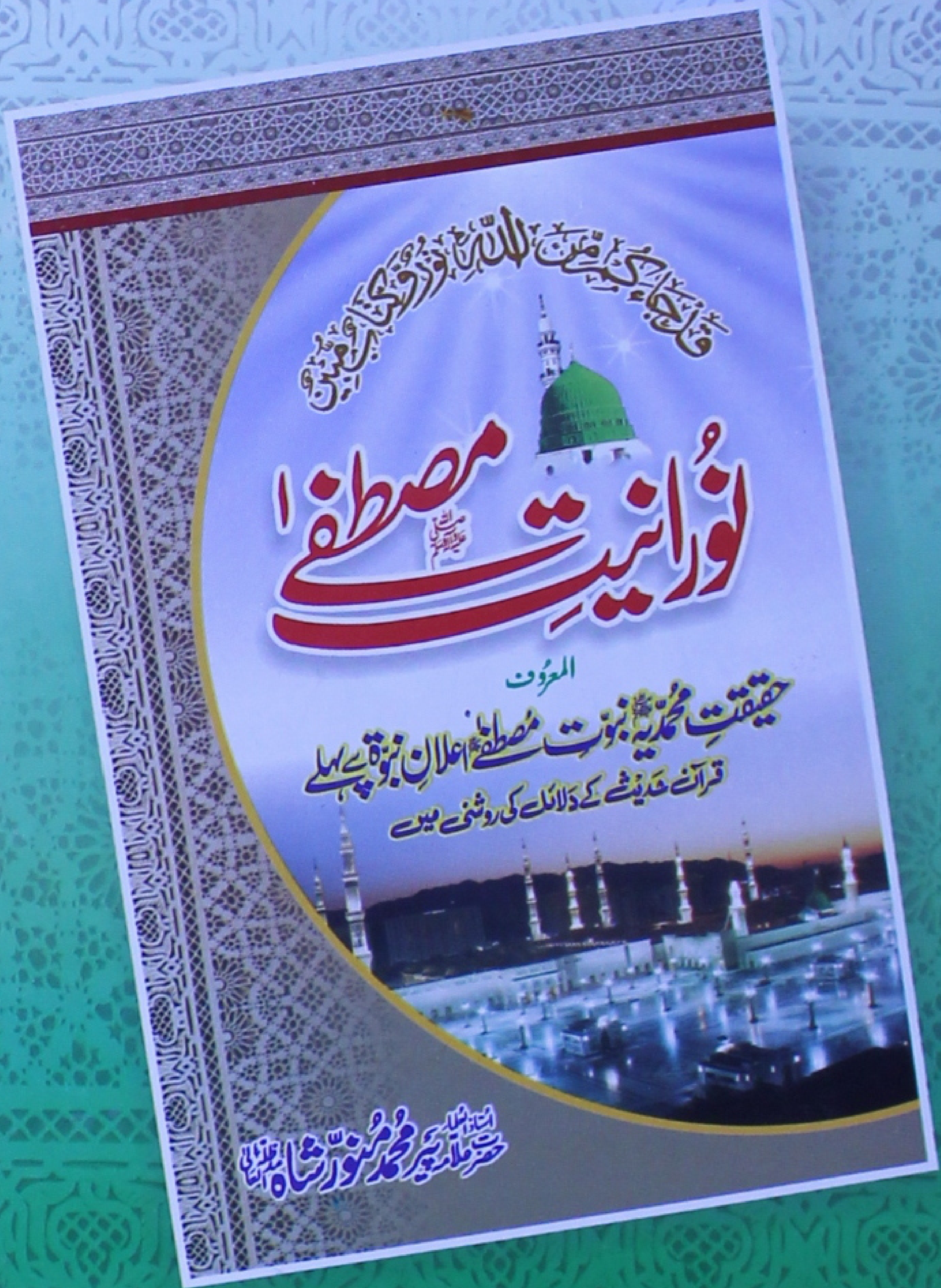
خاک راہ دردمندان طریق

فقیر سید محمد فاروق القادری

خانقاہ عالیہ قادریہ شاہ آباد شریف

گڑھی اختیار خاں، ضلع رحیم یار خاں





ناشر فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز کاموکے